فاضلِ بریلوی

علمائے حجاز کی نظر میں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ایم اے پی ایچ ڈی

فاضلِ بریلوی

عُلمائے حجاز کی نظر میں

پروفیسر محمد مسعود احمد
ایم۔اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی،

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور، کراچی۔ پاکستان

marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں
مصنف	ڈاکٹر محمد مسعود احمد
اشاعت	جون 2004ء
تعداد	ایک ہزار
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور
کمپیوٹر کوڈ	1Z171
قیمت	-/100 روپے

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔فون:7221953 فیکس:۔042-7238010

9۔الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔فون:7225085-7247350

14۔انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:021-221201-2630411۔ فیکس:۔021-2210212

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

marfat.com

اضافات طبع دوم و طبع چہارم

۱۔ اختتامیہ از محمد ظہور الدین خان ۲۱۵

۲۔ تبصرے مرتبہ محمد ظہور الدین خاں ۲۲۵

(ا) شخصیات ۲۲۹

(ب) مجلاّت ۲۴۷

(ج) اخبارات ۲۵۵

۳۔ تاثرات

(ا) مجاہد ملّت مولانا عبدالستار خاں نیازی ۲۵۹

(ب) پروفیسر ڈاکٹر محمد عادل۔ سیکرٹری جنرل، انجمن اسلامی عمرانیات، (پاکستان) ۲۶۱

marfat.com

تجلیاتِ حرمین

(فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کے

فضائل و مناقب کی ایک جھلک)

marfat.com

انتساب

بنام نامی برادرانِ گرامی حضرت مولٰنا حافظ قاری مفتی محمد مظفر احمد صاحب و

حضرت مولٰنا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب رحمہما اللہ تعالےٰ

فرزندانِ عالی اعلیٰ حضرت مفتی اعظم الحاج شاہ محمد مظہر اللہ

قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز شاہی امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

marfat.com

درودِ گنجِ رحمت

صلى الله على النبي الأمي وآله صلى الله عليه وسلم صلوة وسلاما عليك يا رسول الله

١٤١٠

marfat.com

اظہارِ تشکّر

حدیث شریف میں آتا ہے "جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے خدا کا شکر ادا نہ کیا" ——— سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے، کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟ ——— اسی ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل میں محبین و مخلصین کا شکریہ ادا کرنا اپنی فرض سمجھتا ہوں، رسم زمانہ کی تکمیل مقصود نہیں کہ وہاں ثواب اور حسن عاقبت کی کوئی امید نہیں اور یہاں امید ہی امید ہے ؎

مژدہ اے دل کہ بہر استقبال
رحمتش بیقرار می آید

محترمی قاری محمد شاہد صاحب (ٹنڈو محمد خاں) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے فاضل بریلوی کی تالیف الدولۃ المکیہ اور اس پر علمائے حرمین کی تقریظات الفیوضات الملکیہ کا ایک نسخہ عنایت فرمایا جو اس مقالے کیلئے حقیقی محرک ثابت ہوا ر موصوف نے بعض دوسری کتابیں بھی عنایت فرمائیں۔

مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور) کا شکریہ ادا کرنے کے لئے الفاظ نہیں پاتا۔ حق تو یہ ہے کہ اگر یہ حضرات مطلوبہ مآخذ کی فراہمی میں دل وجان سے مدد نہ فرماتے تو موجودہ صورت میں مقالہ پیش کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ——— پروفیسر محمد صدیق اکبر صاحب (لاہور) کا شکر گزار ہوں کہ موصوف نے الاجازات المتینہ (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں صاحب) کا قلمی نسخہ عنایت فرمایا جس سے کما حقہ استفادہ کیا گیا

marfat.com

جناب تاج محمد صدیقی القادری (پشاور) کا ممنون ہوں کہ موصوف نے ضروری معلومات فراہم کیں، مکرمی جناب حکیم غلام محی الدین سرہندی مجددی اور جناب حامد حسین قادری (ٹنڈو محمد خاں) کا بھی شکر گزار ہوں کہ ان حضرات نے بعض ضروری کتابیں عنایت فرمائیں جن سے استفادہ کیا گیا۔ برادر محترم جناب پروفیسر قاری علیم الرحمٰن صاحب اور مکرمی جناب ڈاکٹر محمد ریاض صاحب (اسلام آباد) کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بعض عربی عبارات کے ترجمے میں مدد فرمائی اور آخر میں محب محترم ذوالمجد والکرم حضرت مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری زید عنایتہ کا بصمیم قلب شکر گزار ہوں کہ موصوف نے مقالہ کے مبیضے پر نظر ثانی فرماکر ضروری اصلاح فرمائی اور مفید مشوروں سے نوازا۔

مولیٰ تعالیٰ ان تمام محبین و مخلصین کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۷ رشوال ۱۳۹۲ھ / ۱۶ ردسمبر ۱۹۷۲ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

marfat.com

فہرست

افتتاحیہ ۱۱

تجلیاتِ حرمین ۲۵

سخن ہائے گفتنی ۳۹

حیاتِ مبارک ۶۵

فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں

۹۱ ــــــ ۱۶۶

پہلا باب

الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ

۱۰۱ ــــــ ۱۳۸

دوسرا باب

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

۱۳۹ ــــــ ۱۵۴

تیسرا باب

کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

۱۵۵ ــــــ ۱۶۷

استدراک ۱۶۷

مآخذ و مراجع ۲۰۷

marfat.com

درود گنج رحمت

marfat.com

افتتاحیہ

marfat.com

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته

الحمد لله منشي الخلق من عدم

الحمد لله منشي الخلق من عدم

ثم الصلاة على المختار في القدم

ثم الصلاة على المختار في القدم

مولاي صل وسلم دائما ابدا

مولاي صل وسلم دائما ابدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

على حبيبك خير الخلق كلهم

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عشق و محبت کے جذب و کشش کا بھی عجیب عالم ہے ؎

گاہ بحیلہ برد گاہ بزور می کشد

عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

۱۹۷۰ء میں مرکزی مجلس رضا (لاہور) کے ایما پر اپنی چودہ سالہ علمی زندگی میں پہلی بار فاضل بریلوی پر قلم اٹھایا اور مندرجہ ذیل عنوان پر ایک مقالہ قلم بند کیا:-

"فاضل بریلوی اور ترک موالات"

بفضلہ تعالیٰ یہ مقالہ ملک کے طول و عرض میں بے حد مقبول ہوا، بکثرت اخبارات و رسائل نے اس پر تبصرے لکھے اور تین چار ماہ کے اندر اندر اس کے دو ایڈیشن شائع ہو گئے۔ اس مقالے کی تیاری کے دوران فاضل بریلوی کی ہمہ گیر شخصیت کے مختلف گوشے سامنے آئے اور آنکھیں کھل گئیں۔ خیال آیا کہ جو کچھ دیکھا ہے اوروں کو بھی دکھا دوں اور دکھانے کے لئے کچھ اور دیکھ لوں چنانچہ اوائل ۱۹۷۱ء میں پیش نظر مقالے کیلئے مواد کی فراہمی شروع کی اس سلسلے میں محترم حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا لاہور نے جس مستعدی اور خلوص سے مدد فرمائی اس کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ انسان منزل کی طرف جادہ پیما ہوتا ہے تو پردۂ غیب سے دستگیری ہوتی چلی جاتی ہے ؎

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ میں ہیں

marfat.com

رحمت ایزدی نے قدم قدم پر مشکل کشائی کی، کئی حادثات سے دوچار ہونا پڑا اگر یہ رحمت رفیق راہ نہ ہوتی تو دولت صبر و قرار لٹ چکی ہوتی۔ یکم رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ (۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۱ء) کو راقم کے برادر گرامی حضرت مولانا حافظ قاری الحاج محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا دہلی میں اچانک وصال ہو گیا۔ ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ ۱۷ر شوال المکرم ۱۳۹۱ھ (۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء) کو دوسرے برادر معظم حضرت مفتی اعظم مولانا حافظ قاری محمد مظفر احمد صاحب قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز کراچی میں وصال فرما گئے اور پھر ۱۶ر دسمبر ۱۹۷۱ء کو سقوط ڈھاکہ کی المناک و غمناک خبر ہر دل کا داغ بن کر رہ گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ زندگی حادثات سے معمور ہے بلکہ مجموعۂ حادثات ہے، اگر رفیق اعلیٰ کی معیت کاملہ کے احساس سے قلب و روح سرشار نہ ہوتے تو منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہو جاتا، اس کا خیال غمزدوں کا سہارا ہے، قدم قدم پر اس نے دست گیری فرمائی ؎

آلام روزگار کو آساں بنا دیا
جو غم ہوا اسے غمِ جاناں بنا دیا

جس موضوع پر راقم نے قلم اٹھایا ہے اس پر بعض حضرات نے جزوی کوششیں کی ہیں، اور فاضل بریلوی کی سوانح کے ذیل میں اس پہلو پر معمولی اور سرسری روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً یہ حضرات:-

(۱) بدر الدین احمد قادری: سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور
(۲) محمد صابر قادری: مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء
(۳) مجیب الاسلام نسیم اعظمی: ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ۱۳۸۶ھ / جون ۱۹۶۶ء
(۴) محمد عبدالحکیم شرف قادری: یاد اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ
(۵) اقبال احمد: کرامات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ بریلی

marfat.com

۱ الملفوظ ، حصہ دوم ، مطبوعہ کراچی

ان حضرات نے جو کچھ لکھا وہ چند اوراق سے زیادہ نہیں۔ فاضل بریلوی کی شخصیت کا یہ پہلو نہایت جاندار اور تابناک تھا اس لئے راقم نے اس طرف توجہ کی اور بحمداللہ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ اس میں کامیابی ہوئی۔ یہ امید نہ تھی کہ یہ مقالہ ایک کتابی صورت اختیار کر جائے گا۔

اس مقالے کی تیاری میں ہم نے خاص طور پر چار کتابوں پر اپنی توجہ مرکوز رکھی، ذیلی مباحث کے لئے بہت سی کتابیں مطالعہ کیں جن کی تفصیلی فہرست کتاب کے آخر میں "ماخذ و مراجع" کے عنوان سے پیش کر دی گئی ہے۔ یہ چار کتابیں ہمارے موضوع کا محور رہیں :-

(۱) الاجازات المتینه لعلماء بکة والمدینه (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)

(۲) الفیوضات الملکیه لمحب الدولة المکیه (مرتبہ ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء)

(۳) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)

(۴) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (مؤلفہ ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۶ء)

مخالفین نے تحریر و تقریر کے ذریعہ فاضل بریلوی کی شخصیت کو ایسا مسخ کر کے پیش کیا کہ سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرتے جھجکنے لگا یہی وجہ ہے کہ نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی کسی محقق نے اس طرف توجہ نہیں کی اور کوئی ایسا کام نہ ہو سکا جو علمی دنیا میں پیش کیا جا سکے، دائرۃ المعارف الاسلامیہ (انسائیکلو پیڈیا آف اسلام) میں فاضل بریلوی کا ذکر تک نہیں حالانکہ ان کا ذکر کیا جانا چاہئے تھا اور دائرۃ المعارف کے ارباب حل و عقد کسی فاضل کو اس طرف متوجہ کر کے یہ اہم کام انجام دیتے مگر نہیں ؏

آنچہ ما کردیم بر خود ہیچ نابینا نہ کرد

ہماری سوانح نگاری اور تاریخ نگاری تعصب و تنگ دلی کی نذر ہو گئی، جس نے لکھا اپنے مخالف کے سارے کارناموں کو سیاہ کر دکھایا یا پانی ہی پھیر دیا۔ بہت کم ایسے ہیں جنہوں نے

ے الحمدللہ احقر کا تحقیقی مقالہ بعنوان "رضا بریلوی" انسائیکلو پیڈیا آف اسلام (جلد نمبر ۱۰، جزنمبر ۵) میں شائع ہو چکا ہے۔

marfat.com

مخالف کے بارے میں عدل وانصاف کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ کسی بھی اہم شخصیت کو نظر انداز کر دینا تاریخی دیانت کے منافی ہے اور پھر ایسی شخصیت جس کی نظر دوسری شخصیتوں پر قاہرانہ ہے، بڑی سے بڑی شخصیت جس کو مرعوب نہیں کر سکتی، وہ اپنے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے آگے کسی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ ضروری ہے کہ ایسی شخصیت کو پرکھیں، اس کے دل کی گہرائیوں میں اتریں، اس کے خلوص و محبت کا اندازہ لگائیں، جو کچھ کہے اس کو بغور سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

بعض حضرات نے عادل و مصنف بنکر بریلوی اور دیوبندی مکاتیب فکر کا تاریخی جائزہ لینے کی سعی فرمائی ہے مگر یہ حضرات جانب دیگر کچھ جھکے جھکے سے معلوم ہوتے ہیں اور بعض مقامات پر تو کچھ پھٹ پڑنے والی کیفیت بھی محسوس ہوتی ہے مثلاً فیروز الدین روحی کی کتاب آئینہ صداقت (مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء) بعض حضرات نے علماء پاک و ہند کی سیاسی سرگرمیوں کا جائزہ لیا ہے مگر انکو فاضل بریلوی اور انکے خلفاء و تلامذہ میں سے کوئی نظر نہیں آیا۔ مثلاً مولوی محمد میاں کی کتاب "علمائے ہند کا شاندار ماضی" اور منشی عبدالرحمٰن کی "تعمیر پاکستان اور علمائے ربانی" وغیرہ۔ بعض حضرات نے فاضل بریلوی سے متعلق کتابوں پر تنقید کے بہانے دل کی بھڑاس نکالی ہے، مثلاً مولانا ظفر الدین بہاری کی تالیف حیات اعلیٰ حضرت (جلد اول) پر مولوی محمد سلیمان بدایونی کی تنقید جو سہ ماہی العلم (کراچی) کے شمارے ۱۳۷۸ھ / مارچ ۱۹۵۸ء میں شائع ہو چکی ہے۔ فاضل تنقید نگار نے کتاب پر کم اور فاضل بریلوی کی شخصیت پر زیادہ تنقید فرمائی ہے۔ افتتاحیہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں ورنہ ہم اس متعصبانہ تنقید کا تجزیہ کرتے اور یہ دکھلاتے کہ کس طرح اہل علم تابناک سیرت کو داغدار بنا رہے ہیں۔

تذکرہ علمائے ہند کے مترجم نے فاضل بریلوی کے حالات کے ضمن میں حیات اعلیٰ حضرت کی طرف قارئین کو متوجہ کرتے ہوئے اس تنقید کی طرف اشارہ فرمایا ہے جو حیات اعلیٰ حضرت پر

marfat.com

پانی پھیرنے کے مترادف ہے۔ جب یہ تنقید خود محتاج تنقید ہے تو اس کا ذکر کرنا بھی مناسب نہیں۔

جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا راقم السطور نے ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء میں "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا۔ اس میں یہ کوشش کی تھی کہ جو بات کہی جائے تعصب اور تنگ دلی سے بالاتر رہ کر کہی جائے۔ حقائق و واقعات کو تاریخ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ اس تحریر نے پورا پورا اثر دکھایا اور جن علماء کے دلوں میں شکوک و شبہات تھے وہ اس کے مطالعہ کے بعد رفع ہو گئے اس سلسلے میں بلوچستان کے ایک عالم مولینا عبد الباقی صاحب کے مکتوب کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں:۔

جناب نے فاضل بریلوی اور ترک موالات کے موضوع پر جو زریں نکات قلم بند فرمائے ہیں اس سے حقیر کے دل میں بہت سے شکوک و اوہام کا استیصال ہوا، واقعی اعلیٰ حضرت مفتی صاحب اسی منصب کے مالک ہیں مگر بعض حاسدین نے آپ کا صحیح حلیہ اور علمی تبحر طاق نسیان میں رکھ کر آپ کے بارے میں غلط اوہام کو پھیلا دیا ہے جس کو ناآشنا قسم کے لوگ سن کر صید وحشی کی طرح متنفر ہو جاتے ہیں اور ایک مجاہد عالم دین مجدد وقت ہستی کے بارے میں گستاخیاں کرنے لگ جاتے ہیں حالاں کہ علمیت میں وہ ایسے بزرگوں کے عشر عشیر بھی نہیں ہوں گے۔ مگر محترم پروفیسر صاحب کے مقالہ مذکور کے دقیق مطالعے سے انشاء اللہ غیر متعصب لوگ ضرور اپنے کئے ہوئے پر نادم ہو کر اعلیٰ حضرت کے معتقد اور حلقہ بگوش ہو جائیں گے۔

(مکتوب محررہ ۲۲ نومبر ۱۹۷۱ء از کوئٹہ)

موصوف کوئی بریلوی عالم نہیں، رب العزت نے قلب و نظر میں وسعت عطا فرمائی تو

marfat.com

حق کی طرف متوجہ ہوئے اور جو کچھ محسوس کیا صاف دلی کے ساتھ تحریر کر دیا تاکہ دوسروں کے لئے عبرت ہو۔

فاضل بریلوی پاک و ہند کی جانی پہچانی شخصیت ہیں لیکن بعض نے تو اس کے باوجود بھی نہ جانا اور بعض نے جانا پہچانا مگر جاننے پہچاننے کا حق ادا نہ کیا۔ جاننے پہچاننے کے مختلف مدارج ہیں، سن کر جاننا، دیکھ کر جاننا، ساتھ بیٹھ کر، زندگی کے کچھ لمحات گزار کر اور پرکھ کر جاننا پہچاننا، جنہوں نے سن کر جانا ان میں ایک طبقہ ایسا ہے جو فاضل بریلوی کے متعلق صرف اس قدر سننا چاہتا ہے کہ اس کی غلط فہمیوں کی تائید ہوتی رہے اور بس۔ زیادہ بات کرنا نہیں چاہتا۔ مگر ان سننے والوں میں بعض حضرات ایسے بھی ہیں جن کو ذوق و شوق کشاں کشاں ان کے قدموں تک لے گیا، پھر انہوں نے علم الیقین سے گزر کر عین الیقین کی منزل میں قدم رکھا اور حق الیقین حاصل کیا۔ انہیں حضرات میں ایک بزرگ مولوی مفتی محمد عبدالمنان صاحب (مدرس مدرسہ عربیہ محمدیہ عظیم آباد پٹنہ) ہیں۔ مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب (محررہ ۱۳۴۶ھ/ ۲ر دسمبر ۱۹۲۷ء) میں فاضل بریلوی کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اعلیٰ حضرت کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ تو آفتاب شریعت ماہتاب طریقت ہیں، دنیا کا کونسا خطہ اور مقام ہے جو آپ کی علمی ضوفشانیوں سے محروم رہا ہو، دوست تو دوست دشمن کو بھی آپ کے تبحر علمی اور فضل و بزرگی کا قائل پایا، سچ ہے ؎

"والفضل ما شهدت به الاعداء"

علمائے عصر و فضلائے دہر خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں آپ کی تحقیقات و تدقیقات کے سامنے سر تسلیم خم ہی کرتے تھے، ہندوستان تو

marfat.com

ہندوستان، علمائے مکہ و مدینہ (زادھما اللہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً) و روم و شام، مصر و یمن سب ہی کو آپ کے علم و فضل کا مداح پایا، مجھ حقیر کو بھی ۱۳۳۹ھ کے موسم بہار میں زیارت کا موقع ملا۔

(ظفر الدین بہاری: سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، مطبوعہ کراچی، ص ۔ ۲۰۵)

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

یوں تو عرصہ دراز سے آپ کے رسائل مفیدہ و تحریراتِ انیقہ دیکھا کرتا تھا اور جزئیات فقہیہ پر اعلیٰ حضرت کو جو ید طولیٰ حاصل تھا اس کا قائل بھی تھا اور درحقیقت یہی رسائل و تحریرات نے زیارت کا ولولہ بھی اس فقیر کے دل میں پیدا کر دیا تھا۔ (ایضاً، ص ۲۰۵)

ایک اور جلیل القدر عالم کا حال سنئے جو عہد حاضر کے زبردست فقیہ تھے یعنی مولانا سراج احمد صاحب (متوفی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء) ستر سال درس دیا اور فتویٰ نویسی کو نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزر چکا [۱]۔ مولانائے موصوف فرماتے تھے کہ طالب علمی کے زمانے میں یہ بات ذہن میں بٹھادی گئی تھی کہ مولوی احمد رضا خاں کی کتابیں پڑھنا ناجائز ہے اور ان کی تصنیفات کو تحقیق سے کوئی علاقہ نہیں۔ لوگوں سے ان کی تبحر علمی کی باتیں سن رکھی تھیں جس کو ہمارے حلقے میں مریدین و معتقدین کے غلو سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ حسن اتفاق کہ رسالہ میراث کی تالیف کے وقت ایک مسئلے میں الجھن پیدا ہو گئی، علماء دہلی، دیوبند، سہارن پور کو لکھا مگر شافی جواب نہ ملا۔ ناچار مولوی احمد رضا خاں کو بھی لکھا انہوں نے بڑا مدلل اور مشرح جواب عنایت فرمایا جس سے پوری تشفی ہو گئی اور شکوک و شبہات رفع ہو گئے۔ اس جواب نے مولانا سراج احمد صاحب پر جو تاثرات قائم کئے وہ انہیں کے الفاظ میں سنئے:۔

---

[۱] افسوس کہ حضرت سراج الفقہاء ۵ ذیقعدہ ۱۲ دسمبر ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۲ء بروز سہ شنبہ وصال فرما گئے

marfat.com

اس جواب کو دیکھنے کے بعد مولانا احمد رضا خاں قدس سرہٗ کے متعلق میرا اندازِ فکر یکسر بدل گیا اور ان کے متعلق ذہن میں جمائے ہوئے تمام خیالات کے تار و پود بکھر گئے، ان کے رسائل اور دیگر تصانیف منگوا کر پڑھے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے سامنے سے غلط عقائد و نظریات کے سارے حجابات آہستہ آہستہ اٹھ رہے ہیں

(محمد عبد الحکیم شرف قادری: سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ ص ۳۳)

مولانا سراج احمد نے اپنے مکتوب (بنام حکیم محمد موسیٰ امرتسری) میں مولوی نظام الدین احمد پوری (وہابی) کا یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ ایک مسئلے کے سلسلے میں جب انہوں نے فاضل بریلوی کے رسالہ "الفضل الموهبی فی معنی اذا صح الحدیث فهو مذهبی" کے چند ابتدائی اوراق منازل حدیث کے سنائے تو انہوں نے بصد حیرت و استعجاب فرمایا:۔

"یہ سب منازل فہم حدیث مولانا کو حاصل تھے!۔۔۔۔ افسوس میں ان کے زمانے میں رہ کر بے خبر و بے فیض رہا"

پھر جب چند مسائل فقہیہ کے جوابات رسائل رضویہ سے سنائے تو فرمایا:۔

"علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر مولانا کے شاگرد ہیں، یہ تو امام اعظم ثانی معلوم ہوتے ہیں" (ایضاً ص ۳۴)

یہ اُس عالم کے الفاظ ہیں جو معاصرین علما، دیوبند میں کسی کو اپنا ہم پلہ نہ سمجھتے تھے۔ لیکن فاضل بریلوی کے تبحر کا علم ہوا تو فراخ دلی کے ساتھ اعتراف فرمایا

جنہوں نے جاننے پہچاننے کی کوشش ہی نہ کی ان سے تو صرف یہی شکایت ہو سکتی ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں نہ کیا، مگر زیادہ شکایت ان حضرات سے ہو سکتی ہے جنہیں

marfat.com

جاننے پہچاننے کے باوجود حق معرفت ادا نہ کیا، چاہیئے تو یہ تھا کہ اپنے محبوب قائد کے علمی کارناموں کو اجاگر کرتے اور ان کی شہرت کو چار چاند لگاتے، ایسا منظم طریق تعلیم رائج کرتے جس سے قابل فخر فضلاء پیدا ہوتے، شعبۂ تصنیف و تالیف میں بلند مقام حاصل کرتے۔ مدارس دینیہ اور سکولوں کالجوں میں نئی پود کی اصلاح کا فریضہ انجام دیتے، تاریخ و تذکرہ کی طرف خاطر خواہ توجہ دیتے۔ مختلف اطراف سے الحاد و بیدینی کے اٹھنے والے سیلاب کے استیصال کے لئے پورے نظم و ربط سے کام کرتے، مگر افسوس کہ نظم و اتحاد کے فقدان کی وجہ سے کسی طرف بھی معتدبہ کام نہ ہو سکا۔

ساٹھ سال ہوتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے قرآن کریم کا جیتا جاگتا اردو ترجمہ پیش کیا، ضرورت تھی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی جاتی مگر نہ معلوم کیوں یہ اتنی سست رفتاری سے چلا کہ بعد والے آگے بڑھ گئے۔ تعمیر پاکستان کے بعد تو ایسے جواہر پارے برق رفتاری کے ساتھ آگے بڑھے ہیں، مگر حقوق طباعت کی ہوس نے ہمارے بہت سے شہ پاروں کو دفن کر دیا ہے، ممکن ہے اسکے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا ہو خدا خدا کر کے چند سال ہوئے یہ پوری طرح منظر عام پر آیا، ایک عزیز نے اس کا مطالعہ کیا تو فرمایا" ایک نیا ترجمہ شائع ہوا ہے، مترجم کوئی مولوی احمد رضا خاں صاحب ہیں۔" راقم نے عرض کیا یہ ترجمہ ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء میں شائع ہو چکا تھا۔ مولانا محمود حسن کا ترجمہ ۱۳۳۸ھ / ۱۹۱۹ء میں مکمل ہوا اور ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۳ء میں منظر عام پر آیا مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور مولانا عبدالماجد دریاآبادی کے تراجم (مع تفاسیر قرآن) تو بہت بعد کی چیزیں ہیں۔ لیکن یہ تراجم اس شان سے شائع کئے گئے کہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ سابقین اولین پر شہرت میں سبقت لے گئے۔

ضرورت ہے کہ مشترکہ کوششوں سے ایک ایسا مرکزی ادارہ قائم کیا جائے جو

marfat.com

فاضل بریلوی کی ان تصانیف کی طرف خصوصی توجہ دے جو ان کی ہمہ گیر شخصیت و علمیت کی مظہر ہیں، کم از کم پاکستان میں یہ ممکن ہے، صرف جذبۂ ایثار و قربانی کی ضرورت ہے۔ بعض ادارے جزوی طور پر اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں اور دو ایک ادارے تو بہت صاف ستھرے کام کر رہے ہیں لیکن انفرادی کوشش سے اجتماعی کوششیں بدرجہا بہتر ہیں۔ مادی منافع کا خیال دل سے نکال دیا جائے اور فاضل بریلوی کے پیغام کی اشاعت کو مقصود بنایا جائے تو کیا کچھ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے حضرات نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا بلکہ ان کی سوانح لکھ کر ان کی شخصیت کو بھی خوب خوب ابھارا، ان سے سبق لینا چاہیئے۔ جدید اور دور متوسط کی سوانح پر نظر ڈالی جائے تو قابل ذکر کتابیں انہیں حضرات کے ہاں نظر آتی ہیں۔ مثلاً یہ کتابیں ابن عبدالوہاب (مسعود عالم ندوی)، سید احمد شہید (غلام رسول مہر) سیرت سید احمد شہید (ابوالحسن علی ندوی)، سوانح احمدی (محمد جعفر تھانیسری)، شاہ اسمٰعیل (مرزا حیرت دہلوی)، انوار قاسمی (محمد انوار الحسن)، تذکرہ افغانی (عبدالحلیم اثر) جمال الدین افغانی (ضیاء الدین احمد برنی)، جمال الدین افغانی (مرزا ادیب) حیات شبلی (سید سلیمان ندوی)، حیات جاوید (الطاف حسین حالی)، اشرف السوانح (عزیز الحسن)، نقش حیات (حسین احمد مدنی)، انور شاہ کشمیری (قاری محمد رضوان اللہ)، امام الہند (ابو سلمان الہندی)، تذکرہ سلیمان (غلام محمد)، ابوالاعلیٰ مودودی (علی سفیان آفاقی) الغرض بیشمار کتابیں ہیں اور ان میں سے بیشتر فن سوانح نگاری کے تقاضوں کو پورا کرتی ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف فاضل بریلوی کی سوانح پر جو کچھ لکھا گیا ہے وہ کشکول واقعات اور مدلل مداحی کے ذیل میں آتا ہے۔ سوانح کا اطلاق اس پر مشکل ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ حالانکہ محققین اس طرف توجہ کریں تو اتنا مواد میسر آئے کہ سمیٹنا مشکل ہو جائے۔

---

marfat.com

اب ہم پیش نظر مقالے کے متعلق چند باتیں عرض کریں گے۔

موضوع کا تقاضا تو یہ تھا کہ جو کچھ کہا جاتا اسی کے متعلق ہوتا مگر مشکل یہ آپڑی کہ ہم ایک ایسی شخصیت کے تعارف کی کوشش کر رہے ہیں جس پر تہمتوں کے انبار لگے ہیں۔ ایک جماعت تعریف و توصیف تو درکنار ان کے متعلق بات سننا بھی گوارا نہیں کرتی اور شدت تنفر کا یہ عالم ہے کہ اگر ہاتف غیبی بھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہو تو معاذ اللہ ابلیس لعین سمجھ کر اس سے منہ موڑ لیں۔ اس لئے ضروری سمجھا کہ ان غلط فہمیوں اور تہمتوں کے ازالے کے لیے بعض مباحث شامل کر دیے جائیں گو براہ راست ان کا موضوع سے تعلق نہیں مگر بنیادی طور پر وہ قاری کے لئے مُسکّن کا کام دیں گے۔

اس کے علاوہ بعض مخالفین نے ایسی کتابیں لکھی ہیں جو ہمارے موضوع سے متصادم ہیں۔ اس لیے یہ بھی ضروری سمجھا کہ مقالے کے آخر میں ' استدراک ' کے عنوان سے ان کا تجزیہ پیش کر دیا جائے تاکہ حقائق مخفی نہ رہیں۔ استدراک میں ہم نے ان کتابوں کا تجزیہ کیا ہے:

۱ - غایۃ المامول فی تتمۃ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول

۲ - المہند علی المفند

۳ - الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

ہمارا خطاب ان سے نہیں جو پہلے ہی عقیدت و محبت میں سرشار ہیں بلکہ ان سے ہے جو غلط فہمیوں کا شکار ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے دانش و بینش سے نوازا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ یہ حضرات ہماری بات توجہ سے سنیں گے اور ہماری تحریر کی روشنی میں فاضل بریلوی کی شخصیت کے حقیقی خدوخال دیکھنے کی کوشش کریں گے' اگر ایسا ہوا تو ہم سمجھیں گے کہ ہماری کوششیں بارآور ہوئیں اور ہم تالیف و تزکیۂ قلوب کا اہم فریضہ انجام دے سکے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو!

اس دور کی ظلمت میں ہر قلب پریشاں کو   وہ داغ محبت دے جو چاند کو شرما دے

marfat.com

مرکزی مجلس رضا مبارک باد اور تحسین و آفریں کی مستحق ہے کہ وہ خلوص نیّت کے ساتھ اپنا فریضہ بحسن و خوبی انجام دے رہی ہے اور ایسی مطبوعات سامنے لا رہی ہے جو اہلِ دانش کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں امید ہے کہ وہ اس سنجیدگی اور وقار کو برقرار رکھے گی۔

اس مجلس کے روحِ رواں حکیم محمد موسیٰ امرتسری ہیں جو نہایت خاموشی سے علمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ ان کی غائبانہ محبت و اخلاص نے راقم کو اتنا متاثر کیا کہ محض رضائے الٰہی کے لئے ایک سال کے اندر اندر یہ تحقیقی مقالہ مرتب کیا حالانکہ دوسرے مقالات تسوید و تبییض کے لیے عرصے سے منتظر تھے مگر فیض رضا کی کرامت کہیئے کہ تمام دنیوی علائق سے منقطع کر کے اپنی طرف ایسا کھینچا کہ کھنچتا ہی چلا گیا ؎

گاہ بحیلہ می برد گاہ بزور می کشد

عشق کی ابتدا عجب عشق کی انتہا عجب

احقر محمد مسعود عفی عنہ

ٹنڈو محمد خاں (سندھ)

۲۷ رشوال ۱۳۹۲ھ / ۶ ردسمبر ۱۹۷۲ء

marfat.com

تجلیاتِ حرمین

(۱) عبداللہ بن محمد صدقہ

(۲) محمد مختار بن عطارد

(۳) شیخ عطیہ محمود

(۴) شیخ مصطفیٰ بن تارزی

(۵) شیخ موسیٰ علی شامی

(۶) محمد توفیق الایوبی

(۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ

(۸) سیّد اسمٰعیل بن سیّد خلیل

(۹) شیخ علی بن حسین

(۱۰) شیخ محمّد عبدالحق مہاجر مکی

(۱۱) عبدالرحمٰن دھان

(۱۲) شیخ محمد سعید بن محمّد یمانی

marfat.com

①

شیخ عبد اللہ بن محمد صدقہ بن زینی دحلان جیلانی

مسجد حرام ، مکہ معظمہ

فسبحان من خص مؤلفه بكمالات الفضائل وخبأه لهذا الدهر

الفیوضات الملکیہ لمحب الدولة المکیۃ ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ص ۳۶

(ترجمہ)

پاک ہے وہ ذات جس نے اس کے مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ) کو فضائل وکمالات سے مشرف و مختص فرمایا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا (اور بالآخر وقت آنے پر ظاہر فرما دیا)

marfat.com

(۲)

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی

مسجد حرام، مکہ معظمہ

وان المؤلف من سلطان العلماء المحققین فی ھذا الزمان وان کلامہ کلہ حق صراح فکانہ من معجزات نبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اظھرہ اللہ تعالیٰ علی ید ھذا الامام الاوحد سیدنا ومولانا خاتمۃ المحققین وعمدۃ العلماء السُّنّیین سیّدی احمد رضاخاں متعنا اللہ ببقائہ وحماہ من جمیع من اراد بہ سوء (الفیوضات الملکیہ، ص ۷۲)

(ترجمہ)

بیشک مؤلف (مولانا احمد رضاخاں رحمۃ اللہ تعالیٰ) اس زمانے میں علماء محققین کا بادشاہ ہے اور اسکی ساری باتیں سچی ہیں، گویا وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے جو اس یگانہ امام کے دستِ مبارک پر حق تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے (یعنی) ہمارے سردار ہمارے آقا، علماء محققین کے خاتم، علمائے اہل سنت کے پیشوا سیدی احمد رضا خاں، اللہ تعالیٰ ہم کو اسکی زندگی سے متمتع فرمائے اور ان سب کے خلاف اسکی حمایت فرمائے جو اس کی بدخواہی کا ارادہ رکھتے ہوں۔

marfat.com

(۳)

شیخ عطیہ محمود، مدرس مسجد حرام

مکہ مکرمہ

للہ درُّ مؤلفٍ اھدیٰ لنا (۱) دراً لقد شرح الصدور صدورہ

اھدتہ للا رواح راحۃ احمد (۲) فسما وطاب لدی الانام سرورہ

قد صاغ جوھرہ بمکۃ فازدھی (۳) وازداد فضلا حیث تم ظہورہ

فھو اللباب المستطاب وحقہ (۴) بماءِ التبر کتبا ان تصاغ سطورہ

لا شک اَنَّ ارضَ الالہ واحمدا (۵) ھذا الصنیعَ المشرقات بدورہ

یا من تروم العلم بادر واغتنم (۶) روض العلوم الفائحات زھورہ

(الفیوضات الملکیہ، ص ۱۴۰)

(ترجمہ)

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِ بے بہا (الدولۃ المکیہ) عنایت فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد آمد نے ہمارے سینے کشادہ کردئے۔

(۲) احمد (رضا) کے دستِ اقدس نے اعلیٰ درجہ کا تحفہ عنایت فرمایا جس کے سُرور کیف سے ارواح مست و سرشار ہوگئیں۔

(۳) اس کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا جب ظہور پذیر ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کی سطور آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

(۵) بلاشبہ حرمین شریفین میں اس تحریر کے ماہتاب ضوفشاں ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستان علوم ہیں، اس گلستاں کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

marfat.com

(۴)

شیخ مصطفیٰ بن تا رزی ابن عزوز

مسجد نبوی، مدینہ منوّرہ

الاستاذ الكاملَ الجامعُ الغيث الوابل النافعُ

لقد افاد واجادُ وارشد العباد ونور البلاد

وذالك دليل على شرفه وجميل سيرته

وطول باعه واخلاص طويته وطيب

سريرته وغزارة علمه وتحرير اطلاعه

(الفيوضات الملكيةُ ص ۱۴۶ و ۱۴۸)

(ترجمہ)

استاد کامل، برستی گھٹا، فائدہ رساں نے، اللہ کے بندوں کی خوب رہنمائی فرمائی اور آبادیوں کو منوّر کیا، یہ ان کی عظمت، سیرت جمیلہ، کامل دسترس، اخلاص نیت، پاکیزگی فطرت حسن کمالِ علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

marfat.com

(۵)

شیخ موسیٰ علی شامی ازہری احمدی علیہ الرحمہ دردیری مدنی

امام الائمۃ المجدد لھذہ الامۃ امر دینھا
المؤید لنور قلوبھا ویقینھا، الشیخ احمد رضا
خان بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان

(الفیوضات الملکیہ، ص ۶۲)

(ترجمہ)

امام الائمہ، ملت اسلامیہ کے مجدد، نوریقین،
اور نورقلب کو تقویت دینے والے یعنی شیخ احمد رضا خاں
اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان کو قبول و رضوان عطا فرمائے!

marfat.com

(۶)

شیخ محمّد توفیق الایوبی الانصاری المجاور بالمدینۃ المنوّرۃ

وارجو من جناب المؤلف الفاضل ان یشملنی بصالح دعواتہ فانھا مرجوۃ القبول اذھو ابقاہ اللہ تعالیٰ من خلص المحبین لھذا الرسول صلی اللہ علیہ وسلم (الفیوضات الملکیہ، ص۹۴)

(ترجمہ)

فاضل مؤلف (مولینا احمد رضا خاں رحمتہ اللہ علیہ) سے میں التجا کرتا ہوں کہ اپنی نیک دعاؤں میں مجھے بھی شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں سزاوار اجابت و قبولیت ہیں کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ رکھے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچّے عاشقوں میں سے ہیں۔

marfat.com

(۷)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد علیہ الرحمۃ

خطیب مسجد حرام، مکہ معظمہ

فھو کنز الدقائق المنتخب من خزائن الذخیرۃ وشمس المعارف المشرقۃ فی الظھیرۃ کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر یحق لکل من وقف علی فضلہ ان یقول کم ترک الاول للآخر

وانی وان کنت الاخیر زمانہ
لآت بمالم تستطعہ الاوائل
ولیس علی اللہ بمستنکر
ان یجمع العالم فی واحد

(حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔ مطبوعہ لاہور (ص ۱۲۷ و ۱۲۸)

(ترجمہ)

تو وہ حقائق کا خزانہ ہے اور محفوظ خزانوں کا انتخاب، معرفت کا آفتاب جو دوپہر کو چمکتا ہے، علوم کی ظاہر و باطن مشکلات کھولنے والا، جو شخص اس کے علم و فضل سے واقف ہو جائے اس کو کہنا چاہیئے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔

دنیا میں اگرچہ میں آخری زمانے میں آیا ہوں
لیکن وہ کچھ لایا ہوں جو اگلوں کو بھی میسر نہ تھا
خدا کی قدرت کاملہ سے بعید نہیں کہ وہ
شخصِ واحد میں عالم کی تمام خوبیاں جمع کردے

marfat.com

(۸)

شیخ اسمٰعیل بن سیّد خلیل حافظ کتب الحرام علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

واحمد اللہ تعالیٰ علی ان قیّض ھذا العالم العامل والفاضل الکامل، صاحب المناقب والمفاخر، مظھر کم ترك الاوّل للاخر" فرید الدھر، وحید العصر، مولینا الشیخ احمد رضا خان سلمہ اللہ الرب المنان ——— کیف لا وقد شھد لہ علماء مکۃ بذالك ولو لم یکن بالمحل الارفع لما وقع منھم ذالك" بل اقول لو قیل فی حقہ انہ مجدد ھذا القرن لکان حقا وصدقا۔

(حسام الحرمین، ص۔۱۴۰ و ۱۴۲)

(ترجمہ)

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل، عالم فاضل، صاحب مناقب و مفاخر، جس کو دیکھ دیکھ کر یہ کہا جائے کہ" اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے" ——— یکتائے روزگار، وحید عصر مولینا شیخ احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا اور وہ کیوں ایسا نہ ہو کہ علماء مکہ معظمہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہی دے رہے ہیں، اگر وہ اس مقام رفیع پر متمکن نہ ہوتا تو علماء مکہ معظمہ اس کے لیے یہ گواہی نہ دیتے۔ ہاں ہاں میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ

وہ اس صدی کا مجدد ہے

تو حق و صحیح ہے۔

marfat.com

⑨

شیخ علی بن حسین مالکی، علیہ الرحمہ

مدرس مسجد الحرام۔ مکہ مکرمہ

لمّا من اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان من سماء صفاء ملتزم الاتقان من صار محمود فعله، کشاف ایات فضله و کیف لا وھو مرکز دائرۃ المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم. عضد الموحدین وعصام المھتدین القاطع بصارم البراھین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرۃ المولیٰ احمد رضا خان۔

(حسام الحرمین، ص ۱۵۸)

(ترجمہ)

جب اللہ تعالےٰ نے مجھ پر احسان فرمایا اور آسمان صفاء کے آفتاب عرفان کی روشنی سے میرے قلب کو منور فرمایا وہ جس کے افعال حمیدہ اس کے فضل و کمال کو عالم آشکار کرتے ہیں، ایسا کیوں نہ ہو آج وہ دائرہ معارف کا مرکز ہے، (اس کا وجود مسعود) ملت اسلامیہ کے گھر میں آسمان علم و عرفان کے جھلملاتے تاروں کا مطلع ہے، وہ مسلمانوں کا یار و مددگار ہے، ہدایت یابوں کا نگہبان و نگران، گمراہوں اور ملحدوں کی زبانوں کو اپنے دلائل و براہین کی تلوار سے کاٹ پھینکتا ہے۔ ایمان کے مینارے کو بلند سے بلند تر کرتا ہے (کون ؟) ہمارے آقا احمد رضا خان۔

marfat.com

(۱۰)

شیخ کریم اللہ مہاجر مدنی

انی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین
و یاتیہا من الہند الوف من العلمین
فیہم علماء وصلحاء واتقیاء رأیتہم یدورون
فی سکک البلد لایلتفت الیہم من اھلہ
احد واری العلماء والکبار العظماء الیک
مہرعین باجلالک مسرعین ذالک فضل اللہ
یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

(حامد رضا خاں: الاجازات المتینہ، ص ۷)

(ترجمہ)

میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں۔ ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں، ان میں علماء، صلحاء، اور اتقیا سب ہی ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں کوئی بھی ان کو مڑ کر نہیں دیکھتا لیکن (فاضل بریلوی کی عجیب شان ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی آپکی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے نوازتا ہے۔

marfat.com

(۱۱)

شیخ عبد الرحمان دھان مکیؒ

الذی شهدله علماء البلد الحرام، بانه السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا الله بحیاته والمسلمین، ومنحنی هدیه فان هدیه هدی سید المرسلین

(حسام الحرمین، ص ۱۷۶)

(ترجمہ)

وہ جس کے متعلق مکہ معظمہ کے علماء کرام گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سرداروں میں یکتا و یگانہ ہے، امام وقت، میرے سردار، میری جائے پناہ، حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو اس کی زندگی سے بہرہ ور فرمائے اور مجھے اس کی روش نصیب کرے کہ اس کی روش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روش ہے۔

marfat.com

(۱۲)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لانثبت فی ساحۃ شکرھا ان قیض الشیخ الامام، والبحر الھمام، برکۃ الانام، وبقیۃ السلف الکرام واحد الائمۃ الزھاد، والکاملین العباد، احمد رضا خان ۔ (حسام الحرمین، ص۔۱۹۲)

(ترجمہ)

بیشک یہ اللہ کی ان عظیم نعمتوں میں سے ہے جس کا شکر ادا کرنے سے ہم عاجز و قاصر ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام، دریائے بلند ہمت، تمام عالم کے لئے برکت و رحمت، یادگارِ سلف، زاہدوں اور کاملوں میں یکتا و یگانہ یعنی احمد رضا خاں (کو بھیجا)

marfat.com

سخن ہائے گفتنی

marfat.com

فاضل بریلوی مولینا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی ایک طبقے میں محتاج تعارف نہیں لیکن دوسرے طبقے میں ضرور محتاج تعارف ہے۔ غلط فہمیوں نے اس طبقے کو اس حد تک متنفر کر دیا ہے کہ تعریف سننا تو در کنا فاضل بریلوی کے متعلق کچھ سننا بھی پسند نہیں، ان غلط فہمیوں کو دور کر کے حقائق کو دا انکشاف کرنا ایک علمی اور ملی فریضہ ہے۔ چناں چہ راقم نے اس طرف توجہ کی اور اس سے قبل ایک تحقیقی مقالہ بعنوان " فاضل بریلوی اور ترک موالات" پیش کیا۔ بحمداللہ اس کو ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے حضرات نے پسندیدگی اور قدر کی نگاہ سے دیکھا اور مختلف اخبارات و رسائل میں اس پر تبصرے بھی شائع ہوئے۔ اب اسی جذبہ کے تحت یہ دوسرا مقالہ پیش کیا جا رہا ہے۔

اصولی طور پر موضوع کی حدود میں رہ کر لکھنا چاہیئے اور غیر متعلق باتوں سے احتراز کرنا چاہیئے لیکن جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے متعلق کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں اور غلط فہمیوں کا شکار ہیں اس لئے مناسب سمجھا کہ یہاں بعض غلط فہمیوں کا تدارک کر دیا جائے تاکہ جو کچھ کہا جائے وہ سنا جائے اور ہماری آواز صدا بصحرا ہو کر نہ رہ جائے۔

فاضل بریلوی کے متعلق جو غلط فہمیاں عوام و خواص میں شائع ہو چکی ہیں ان میں یہ چند باتیں نمایاں نظر آتی ہیں :-

۱ : وہ بہت سخت گیر تھے، کسی کی بات نہ مانتے تھے۔

۲ : تکفیر و تفسیق مسلم میں بہت بیباک تھے۔

marfat.com

۳ : مسلمانوں میں محرمات و منکرات کی تبلیغ کیا کرتے تھے۔

۴ : سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند ذو الجلال کے مساوی سمجھتے تھے۔

یہ غلط فہمیاں نہ صرف عوام بلکہ خواص کی طرف سے بھی پھیلائی گئیں چنانچہ

ا۔ حکیم عبد الحئی لکھنوی فاضل بریلوی کے حالات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں :۔

شدید المعارضۃ، شدید الاعجاب بنفسہ وعلمہ، قلیل الاعتراف بمعاصریہ ومخالفیہ، شدید العناد والتمسک برایہ[1]

ترجمہ : بہت ہی جھگڑالو، اپنی ذات اور اپنے علم پر بہت ہی گھمنڈ کرنے والا، اپنے معاصرین اور مخالفین کی باتوں کو بہت ہی کم ماننے والا۔ دشمنی اور خصومت میں بہت ہی سخت۔

ایک جگہ فاضل موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

شدید المعارضۃ، دائم التعقب لکل حرکۃ اصلاحیۃ[2]

ترجمہ : بہت ہی جھگڑالو۔ ہر اصلاحی تحریک کے پیچھے پڑ جانے والا اور پیچھا نہ چھوڑنے والا۔

---

[1] عبد الحئی لکھنوی : نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۔ ۳۹

[2] ایضاً، ص ۔ ۳۹

نوٹ :۔ اس مقام پر فاضل مصنف نے فرمایا ہے کہ ۱۳۱۱ھ / ۱۸۹۳ء میں کانپور میں مدرسہ فیض عام کی بنیاد ڈالی گئی۔ اس میں ندوۃ العلماء قائم کیا گیا۔ اس کی غایت (اولی یہ تھی کہ) علمائے کرام کے باہمی اختلافات کو دور کر کے اتحاد پیدا کیا جائے اور دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے۔ اس میں شرکت کے لئے مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ آپ تشریف لائے لیکن بعض وجوہات کی وجہ سے علیحدہ ہو گئے اور اس کے بعد اس جمعیت کی مخالفت فرمائی اور ایک خط لکھا جس کا عنوان تھا " التحفۃ الحنفیہ لمعارضۃ ندوۃ العلماء " اس کے علاوہ اور بہت سے رسائل لکھے من جملہ ان کے ایک مجموعہ فتاویٰ " الجام السنۃ لاھل الفتنۃ " شائع کیا۔ اس کے بعد ایک دوسرا فتویٰ " فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین " کے نام سے شائع کیا۔ مسعود

marfat.com

اس میں شک نہیں کہ فاضل بریلوی کے مزاج میں شدت تھی لیکن شدت فی نفسہ مذموم نہیں۔ اس کے اسباب وعلل[1] اور پھر اس کے طریقہ نفاذ کو دیکھ کر ہی اس کے مذموم یا محمود ہونے کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ خود فاضل بریلوی کے بیان سے اس شدت کی حقیقت معلوم ہوتی ہے، آپ کے صاحب زادے مولانا مصطفٰے رضا خاں مدظلہ العالی فرماتے ہیں :۔

اعلیٰ حضرت قبلہ کی حدت مزاج کا تذکرہ تھا۔ ایک صاحب نے عرض کیا، "ایک تو مزاج گرم دوسرے علم کی گرمی" اس پر ارشاد فرمایا "حدیث میں ہے

ان الحدۃ تعتری قراء امتی لعزۃ القران فی اجوافھم"

(قراء محاورۂ حدیث میں علماء کو کہتے ہیں) یعنی میری امت کے علماء کو گرمی پیش آئے گی، قرآن کی عزت کے سبب جو ان کے دلوں میں ہے[2]

۲۔ حکیم عبدالحئ لکھنوی نے فاضل بریلوی پر تکفیر مسلم میں تعجیل کا بھی الزام لگایا ہے چناں چہ عوام وخواص میں اب یہ بات عام ہو گئی اور اس پر اس طرح یقین کیا جاتا ہے گویا اس مسئلے پر تحقیق کی ضرورت ہی نہیں۔ مولانائے موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

---

[1] شدت مزاج میں بہت سے محرکات کام کرتے ہیں مثلاً نسبی تعلق، خاندانی رجحانات، خاندانی مخالفت علمی، مالی اور منصبی مسابقت، ذاتی رنجش اور چپقلش، ماحول کے اثرات، مطالعہ ومشاہدہ، تحقیق وتدقیق، مختلف تحریکات کا عمل اور ردعمل، لسانی یا علاقائی عصبیت، مذہبی اور دینی عصبیت، شارع اسلام سے محبت وانسیت، اسرار ومعارف شریعت میں کمال فہم وبصیرت، ملت اسلامیہ کا درد وسوز وغیرہ وغیرہ اور پھر محرکات کی مناسبت سے شدت کے مدارج اور کیفیت ونوعیت میں بھی اختلاف ہوتا ہے۔ مسعود

[2] الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۹

نوٹ :۔ ایک حدیث میں آتا ہے الحدۃ تعتری خیار امتی (ترجمہ) حدت میری امت کے بہتر لوگوں کو مجلی بنا دیتی ہے۔ (سیوطی : الدر المنتثرہ، ص۔ ۴۶)

marfat.com

مسارعا فی التکفیر فقد حمل لواء التکفیر والتفریق فی البلاد الهندیة فی العصر الاخیر [1]

ترجمہ: تکفیر مسلم میں بہت ہی عجلت پسند ہے۔ زمانۂ اخیر میں اسی نے دیار ہند میں تکفیر و تفریق کا علم بلند کیا۔

اسی پر بس نہیں کیا بلکہ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

وکان لایتسامع ولا یسمع بتاویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدته و تحقیقه او من یری فیه انحرافا عن مسلکه و مسلک آبائه [2]

(ترجمہ) ایسی تاویلِ کفر نہ سننے دیتا اور نہ سنتا جو اس کے عقیدے اور تحقیق کے خلاف ہوتی ہے یا جس میں اس کے آبا اور اس کے مسلک سے انحراف ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی تکفیر مسلم میں بیحد محتاط تھے چناں چہ ایک صاحب نے تکفیر مسلم کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے یہ جواب مرحمت فرمایا :-

بطورِ سبّ و شتم کہا تو کافر نہ ہوا، گنہگار ہوا، اور اگر کافر جان کر کہا تو کافر۔ [3]

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزھۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص۔ ۳۹

[2] ایضاً، ص۔ ۳۹

نوٹ :- اس الزام کا فاضل بریلوی نے مسکت اور معقول جواب دیا ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں :-
احتمال وہ معتبر ہے جس کی گنجائش ہو، صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی، ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ (حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۳۸)

[3] الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص۔ ۱۲

marfat.com

فاضل بریلوی کی احتیاط تکفیر کا عملی طور پر اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی بعض عبارات پر سخت گرفت کی اور اس سلسلے میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا :۔

"سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" (۱۳۰۷ھ)

لیکن بالآخر یہی تحریر فرمایا :۔

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں، یہی صواب ہے[1]

اسی طرح ایک رسالہ "الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ" کے نام سے تصنیف فرمایا۔ اس میں مولوی اسمٰعیل موصوف اور ان کے متبعین کے افکار و خیالات کا رد فرمایا ہے۔ لیکن آخر میں یہی تحریر فرمایا :۔

ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب ہے[2]

ایک اور رسالہ اسی موضوع پر اس نام سے تصنیف فرمایا :۔

"سل السیوف الہندیۃ علی کفریات باباالنجدیۃ" (۱۳۱۲ھ)

اس میں اور مذکورہ بالا دونوں رسائل میں ایسے شرعی دلائل پیش کئے ہیں جو ثبوت کفر کے لئے کافی ہیں لیکن بایں ہمہ تحریر فرماتے ہیں :۔

لزوم و التزام میں فرق ہے، اقوال کا کلمۂ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات، ہم احتیاط برتیں گے، سکوت کریں گے جب تک ضعیف سے ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے[3]

---

[1] احمد رضا خان : سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح، مطبوعہ مطبع انوار احمدی، لکھنؤ، ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

[2] احمد رضا خان : الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیۃ، مطبوعہ مطبع تحفۂ حنفیہ عظیم آباد ۱۳۱۶ھ/ ۱۸۹۸ء

[3] احمد رضا خان : سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ، مطبوعہ عظیم آباد، ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

marfat.com

ایک رسالے "ازالۃ العار لحجر الکوائم عن کلاب النار" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں، ان میں سے جو کسی ضروریات دین کا منکر نہیں نہ ضروریاتِ دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے [1]

مخالفین کی طرف سے فاضل بریلوی پر جو تکفیر مسلم کا الزام لگایا گیا۔ اس پر آپ نے بڑے دلچسپ انداز سے اس طرح تبصرہ فرمایا ہے:۔

ناچار عوام مسلمین کو بھڑکانے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علمائے اہل سنت کے فتوائے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں، ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں، اسمٰعیل دہلوی کو کافر کہدیا، مولوی اسحاق صاحب کو کہہ دیا، مولوی عبد الحیٔ صاحب کو کہدیا —— پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوتی ہے وہ اور ملاتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہدیا اور مولانا شاہ فضل الرحمان صاحب کو کہدیا یا پھر جو پورے ہی حد حیا سے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں عیاذ باللہ عیاذاً باللہ، حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہدیا —— غرض جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں نے اسے کافر کہدیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولینا مولوی شاہ محمد حسین الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جا کر جڑ دی کہ معاذ اللہ، معاذ اللہ، معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہ

---

[1] احمد رضا خان: ازالۃ العار لحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد ۱۳۱۷ھ/ ۱۸۹۹ء

marfat.com

کو کافر کہدیا، مولانا کو اللہ تعالیٰ جنت عالیہ عطا فرمائے انہوں نے آیۂ کریمہ "ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا" پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ

"انجاء البری عن وسواس المفتری"

لکھ کر ارسال ہوا۔[1]

فاضل بریلوی نے چیدہ چیدہ واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن ان کے مخالفین ان حدود سے تجاوز کر گئے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی نے لکھا ہے :۔

یاد رہے مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے اور اپنے معتقدوں کے سوا دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر بلکہ ابوجہل و ابولہب سے بھی بڑھ کر اکفر سمجھتے تھے۔[2]

ایک اور فاضل جناب رئیس احمد ندوی نے فاضل بریلوی کا مذاق اڑاتے ہوئے لکھا ہے :۔

مولینا احمد رضا بریلوی نے مولانا عبدالباری فرنگی کے خلاف ۷۰ وجوہ پر مشتمل کفر کا فتویٰ دیا جس میں ایک وجہ یہ تھی کہ ان کا نام عبدالباری تھا اور لوگ انہیں باری میاں کہتے ہیں۔ اگر ان کا نام عبداللہ ہوتا تو لوگ انہیں اللہ میاں کہتے لہذا مولینا عبدالباری اکافر۔[3]

---

[1] احمد رضا خاں : حسام الحرمین ، مطبوعہ لاہور، ص ۴۲

[2] عبدالرزاق ملیح آبادی : ذکر آزاد ، ص ۱۲۱

[3] رئیس احمد ندوی : آزادئ ہند، ص۔ ۱۸۹ (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت مؤلفہ علامہ بدرالدین، ص ۲۴۷)

نوٹ :۔ اس میں شک نہیں کہ جب خلافت کمیٹی اور اس کے لیڈروں کی حمایت میں مولانا عبدالباری نے قولاً و تحریراً خلاف شرع باتیں کہیں تو فاضل بریلوی نے بذریعہ مراسلت ان کو آگاہ فرمایا۔ چنانچہ ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:

(بقیہ حاشیہ ص ۴۸ پر)

marfat.com

مختلف واقعات کے مطالعہ اور تحقیق سے پتا چلتا ہے کہ فاضل بریلوی بیٹھے بٹھائے خواہ مخواہ کسی کو کافر نہ کہتے تھے۔ وجوہ کفر ہوتے ہوئے بھی مراسلت کے ذریعہ تحقیق فرماتے اور اتمام حجت کے طور پر مراسلت فرماتے، مخاطب راہ راست پر آگیا تو فبہا ورنہ پھر شرعی ذمہ داریاں پوری فرماتے۔ ایک عالم کی تصانیف کی بعض تحریرات شرعی طور پر سخت قابل اعتراض تھیں چنانچہ حکم تکفیر سے پہلے ان کو بار بار متوجہ اور متنبہ کیا اور آخر میں تحریر فرمایا :-

یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا آیندہ کسی کے غوغے پر التفات نہ ہوگا، منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یہدی من یشآء الی صراط مستقیم[۱]

فاضل بریلوی کو جن کتابوں کی عبارات[۲] پر اعتراض تھا، انتباہ کے باوجود ان کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ "مولوی عبدالباری صاحب سے میرا کچھ مکاتبہ ہو رہا ہے، باذنہٖ تعالیٰ اس کا نتیجہ حسب مراد ہوا تو ان کو بلاؤں گا یا بعونہٖ تعالیٰ تحریر ہی کافی ہوگی۔"

ظفرالدین بہاری : حیات اعلیٰ حضرت (۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی۔ ج۔ ۱۔ ص۔ ۲۰۲)

اس مراسلت و مکاتبت کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور مولانا نے تحریری طور پر اپنے کفریہ کلمات سے توبہ کی۔ جو اخبار ہمدم (۲۰ مئی ۱۹۲۰ء) میں شائع کر دی گئی۔ مسعود

۱ محمد صابر قادری : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور، ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء، ص۔ ۱۸۶

۲ ان عبارات پر علمائے نے بھی تعجب کا اظہار فرمایا ہے۔ چنانچہ مولانا یوسف خیاط مکی نے ایک جگہ لکھا ہے :-

المتی فی غایۃ المغرابیۃ (حسام الحرمین، ص۔ ۱۸۶)

"جو بہت ہی اچنبے میں ڈالنے والی ہیں۔"

فی الحقیقت جو خالی الذہن مسلمان ان عبارات کو پڑھتا ہے، سخت حیرت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ آخر ایسی عبارات لکھنے کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی، نہ لکھی جاتیں تو کیا نقصان ہوتا بلکہ فائدہ ہی تھا اور وہ بھی دینی فائدہ۔ مسعود

marfat.com

مصنفین نے کوئی توجہ نہیں دی بلکہ من وعن شائع کراتے رہے۔ دس بیس برس گزر جانے اور اتمام حجت کے بعد فاضل بریلوی نے قلم اٹھایا اور ۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء میں المعتمد المستند سامنے آئی۔ احتیاط تکفیر اور اتمام حجت کے بعد تکفیر کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں؛

اٹھتر وجہ سے بحکم فقہائے کرام لزوم کفر کا ثبوت دے کر یہی لکھ چکا تھا کہ ہزار ہزار بار حاش للّٰہ، میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ــــــ جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا، اب رنجش ہوگئی؟ جب ان سے جائداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوگئی؟ ــــــ حاش للّٰہ، مسلمانوں کا علاقہ محبت و عداوت صرف محبت خدا و رسول ہے[1]

فاضل بریلوی کی اسی صداقت شعاری وحق گوئی اور حزم و احتیاط کو دیکھتے ہوئے مدینہ منورہ کے ایک عالم حضرت شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی (مدرس حرم طیبہ) تحریر فرماتے ہیں:۔

لم تسلکہ ساداتنا العلماء الا بنور الاثبات، و الاعتماد علی قواطع براھین الائمۃ الاثبات، لا بمجرد تخمین و اخبار، حزنقبین یوماً تشخص فیہ الابصار۔[2]

ہمارے سردار علماء مولینا احمد رضا خاں نے اس وقت تکفیر کی راہ چلی جب کہ نور ثبوت پایا اور ائمہ مجتہدین کی قطعی حجتوں پر اعتماد فرمایا نہ محض اندازے اور خبر کی بنیاد پر، اس دن کا خوف کرتے ہوئے جس میں آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی۔

ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ مخالفین علماء کرام نے فاضل بریلوی کی معقول باتوں کی

---

[1] حسام الحرمین، مطبوعہ لاہور، ص ۴۶ [2] ایضاً، ص ۲۵۵

marfat.com

طرف بالکل توجہ نہیں کی اور اس پر مستزاد یہ کہ ان کے متبعین اس خاموشی کو مستحسن خیال فرماتے ہوئے قرآن کریم کی یہ آیت منطبق فرماتے ہیں واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً "جب جاہل ان سے خطاب کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر آگے نکل جاتے ہیں"۔ لیکن یہاں متکلم کوئی جاہل نہ تھا بلکہ وہ شخصیت تھی جس کی فقاہت اور علمیت کے دوست اور دشمن سب معترف ہوتے جا رہے ہیں۔ ایسی صورت میں فوری توجہ کی ضرورت تھی اور فاضل بریلوی کی تنقیدات کی روشنی میں اپنا احتساب کیا جاتا مگر کچھ یوں نظر آتا ہے کہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطع نظر عزت نفس کا پاس و لحاظ زیادہ رکھا گیا اور اس طرح بات بڑھتی چلی گئی حالاں کہ انسانی اقوال کوئی حدیث و قرآن نہیں جو ان مٹ ہوں بلکہ اُن میں کسی بھی وقت ترمیم کی جا سکتی ہے خصوصاً اس وقت جب کہ اُن میں تنقیص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پائی جاتی ہو۔

بات ذرا اور آگے بڑھی تو اپنے مخدومین کی ان تحریرات کو نذر آتش کرنے سے بھی گریز نہیں کیا جن سے فاضل بریلوی کے مسلک کی تائید ہوتی تھی اس عمل سے ایک خاص قسم کی نفسیاتی کیفیت کا اندازہ ہوتا ہے جو اصلاح حال کیلئے ہرگز مناسب نہیں۔

ایک مستند اطلاع کے مطابق خواجہ حسن نظامی جب گنگوہ میں زیر تعلیم تھے تو مولینا رشید احمد گنگوہی نے اپنے مخدوم حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور رسالہ "فیصلۂ ھفت مسئلہ" کی کاپیاں نذر آتش کرنے کیلئے خواجہ صاحب کو مرحمت فرمائیں۔ خواجہ صاحب نے پڑھ کر جو دیکھا تو آنکھیں کھل گئیں۔ استاد کے حکم کے احترام میں آدھی کاپیاں تو جلا دیں اور آدھی محفوظ رکھ لیں۔ جس پر مولوی اشرف علی تھانوی نے دو آنے بطور انعام دیئے۔ اس وقت مولوی اشرف علی تھانوی متقدمین کے مسلک پر قائم تھے اور رسالے کے مندرجات سے پوری طرح متفق اور کاربند تھے۔ یہ پورا واقعہ خواجہ صاحب نے ماہنامہ منادی دہلی جلد ۳۹ شمارہ ۱۲ ص ۲۲ پر تفصیل سے بیان کیا ہے۔

marfat.com

۳-فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ ہے کہ وہ محرمات و منکرات شرعیہ کی ترویج فرماتے ہیں بلکہ آج کل عرفِ عام میں بریلوی اس کو کہا جاتا ہے جو ان امور کا مرتکب ہو مثلاً میّت کے گھر جا کر فاتحہ کے نام پر پکنے والے کھانے خوب کھائے، نہ ملے تو لڑ مرے، اونچی اونچی قبریں بنائے عرس کے بہانے میلے لگائے اور میلوں ٹھیلوں کو خوب خوب رونق دے، قبروں پر عورتوں کے گروہ در گروہ لے جائے، قبروں کے آگے مرد عورت دونوں کو دل کھول کر سجدہ کروائے وغیرہ وغیرہ لیکن جب فاضل بریلوی کی تعلیمات کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ان غیر شرعی امور کا ان سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا بلکہ ایسی تحریرات نظر آتی ہیں جن میں ان کا رد فرمایا ہے اور ان امور سے مسلمانوں کو روکا ہے مثلاً میت کے گھر شادیوں کی طرح احباب اور دوستوں کے اجتماعات اور دعوتوں کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

> اے مسلمان یہ پوچھنا ہے کہ جائز ہے یا کیا ؛ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔[1]

دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

> میّت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔[2]

میت کی طرف سے کھانا تیار کرنے میں اس حزم و احتیاط کی تلقین فرماتے ہیں :-

> اگر محتاجوں کے دینے کو کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرطیکہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود و بالغ و راضی ہوں۔[3]

اسی طرح اونچی اور شاندار قبروں کی تعمیر کے متعلق ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

---

۱؎ احمد رضا خاں : جلی الصوت لنھی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ) مطبوعہ لاہور ص ۲

۲؎ ایضاً ، ص ۔ ۳ ۳؎ ایضاً ، ص ۔ ۴

marfat.com

> خلاف سنت ہے، میرے والد ماجد، میری والدہ ماجدہ، میرے بھائی کی قبریں دیکھئے ایک بالشت سے اونچی نہ ہوں گی۔[1]

لیکن اس خیال کے ساتھ ساتھ اس کے قائل نہیں کہ بنے ہوئے مقابر کو منہدم کر دیا جائے آپ کی نظر میں انہدام مقابر غیر معقول اور ناشائستہ حرکت ہے۔ جماعتی تعصبات سے بالاتر رہ کر دیکھا جائے تو یہ حرکت ایسی ہی معلوم ہوتی ہے۔ سرزمین حجاز میں تحریک وہابیت کے زیر اثر جو مقابر منہدم کئے گئے ان سے ہر معقول شخص نے نامعقول حرکت قرار دیا۔

عرس کے جواز میں اگرچہ فاضل بریلوی نے فتویٰ دیا ہے لیکن اس کو شرعی حدود و قیود سے اتنا مقید کر دیا ہے کہ اس کے جواز میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی اور اس کی مخالفت میں کوئی معقولیت نہیں معلوم ہوتی۔ عرس کے بارے میں ایک استفسار کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:-

> عرس متعارف مذکور فی السوال کہ ہجوم زناں و تماشائے مرداں، آثار شرکیہ وارتکاب معاصی، نظارۂ اجنبیہ ولہو ولعب وطوائفان رقاصاں وآلات مزامیر وغیرہ سے خالی ہو بلاشبہ جائز و درست ہے۔[2]

---

[1] احمد رضا خان : الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۱۰۲

[2] احمد رضا خان : مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶)، مطبوعہ لاہور

marfat.com

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں :-

فی الواقع عرس اولیاء کرام کہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو بیشک جائز و مستحسن ہے اور رقص، فواحش، مزامیر محرمہ کا، جس طرح جہاں میں شائع بقبیح و مستہجن ہے، اس پر اصرار فسق و جہالت۔ [1]

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعراس میں بالعموم افعال شرکیہ کا ارتکاب اس کثرت سے ہونے لگا کہ عرس کے نام سے بعض حضرات کو چڑ سی ہو گئی اور جب انہوں نے اپنے بزرگوں کا عرس کرنا چاہا تو اس عرس کو سالانہ فاتحہ یا سالانہ اجتماع' جیسے ناموں سے یاد فرما کر آرزوئے دل پوری کی' بہرحال فاضل بریلوی کے نزدیک اس قسم کے اعراس قطعاً ناجائز ہیں جن میں امور شرکیہ و محرمہ کا ارتکاب کیا جائے۔

عام طور پر بریلوی حضرات کو مخالفین "قبر پرست" کے نام سے یاد فرماتے ہیں. اس شرک صریح کو حضرات اہل سنت وجماعت کی طرف منسوب کرنا سراسر زیادتی ہے۔ بہت کم لوگ اس حقیقت سے واقف ہیں کہ فاضل بریلوی نے نہ صرف یہ کہ قبر پرستی اور قبروں کے آگے سجدہ ریزی کی ممانعت فرمائی بلکہ اسکے رد میں رسائل بھی تصنیف فرمائے سجدۂ تعظیمی کی حرمت کے بارے میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:-

مسلمان ! اے مسلمان ! شریعت مصطفوی کے تابع فرمان ! جان اور

---

[1] احمد رضا خاں : مواھب ارواح القدس لکشف حکم العرس (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

نوٹ :- عورتیں عام طور قبروں پر بہت جاتی ہیں، عرس کے موقع پر تو ان کی بہار ہے۔ بہت کم ہیں جو استفاضۂ روحانی کے لئے جاتی ہیں۔ نمائش بنیوں کی کثرت ہوتی ہے۔ ایسی عورتوں کے لئے فاضل بریلوی فرماتے ہیں :-

"اور جو عورتیں قوالی رنڈیوں کی اور قوالی مردوں کی سننے کو جاتی ہیں ان کو زیارت القبور کو جانا حرام ہے۔"

(جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ) مطبوعہ لاہور' ص ۱۲)

marfat.com

یقین جان کہ سجدہ حضرت عزت عز جلالہ کے سوا کسی کے لئے نہیں اس کے غیر کو سجدۂ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مہین و کفر مبین اور سجدہ تحیت حرام و گناہ کبیرہ بالیقین۔ اس کے کفر ہونے میں اختلاف علمائے دین، ایک جماعت فقہا سے تکفیر منقول اور عند التحقیق وہ کفر صوری پر محمول ——— ہاں مثل صنم، صلیب و شمس و قمر کے لیے سجدے مطلقاً اکفار ——— ان کے سوائے مثل پیر و مزار کے لئے ہرگز ہرگز نہ جائز و مباح ——— بلکہ حرام ہے اور کبیرہ و فحشا، [1]

مندرجہ بالا حقائق سے قارئین کرام پر یہ واضح ہوگیا ہوگا کہ فاضل بریلوی پر جو الزامات لگائے گئے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں، وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں یا تنگ نظری پر۔ غلط فہمی کا ازالہ مطالعہ و مشاہدے سے ہو سکتا ہے اور تلاش حق میں اس طرف متوجہ ہونا چاہیئے، ہاں تنگ نظری کا علاج بہت مشکل ہے وہ مولیٰ تعالیٰ کی ہدایت پر منحصر ہے۔

۴۔ فاضل بریلوی پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ کے مساوی سمجھتے تھے۔ اس الزام کا سب سے بڑا سبب تو مسئلہ علم غیب کے متعلق فاضل بریلوی کی فکر خیز تصریحات ہیں جس کا ذکر ہم نے مناسب مقام پر کر دیا۔ فاضل بریلوی کی تصانیف سے چند اقتباسات یہاں بھی پیش کئے جاتے ہیں تاکہ فی الوقت اس الزام کی حقیقت منکشف ہو جائے:۔

(۱) علم الٰہی ذاتی ہے اور علم خلق عطائی۔ وہ واجب، یہ ممکن۔ وہ قدیم، یہ حادث۔ وہ نامخلوق، یہ مخلوق۔ وہ نامقدور، یہ مقدور۔

---

[1] احمد رضا خاں: الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ لاہور، ص ۷

marfat.com

وہ ضروری البقاء، یہ جائز الفناء۔ وہ ممتنع التغیر، یہ ممکن التبدل [1]

(۲) ہم نہ علم الٰہی سے مساوات مانیں، نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطائے الٰہی سے بھی، بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع ——— اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی نسبت کرے، مفتری کذاب ہے اور اللہ کے یہاں اس کا حساب [2]

(۳) علم غیب کا خاصہ حضرت عزت ہونا بیشک حق ہے اور کیوں نہ ہو کہ رب عزوجل فرماتا ہے :۔

قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ۔

(ترجمہ) تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں"۔

اور اس سے مراد وہی علم ذاتی و علم محیط ہے کہ وہی باری عزوجل کے لئے ثابت ہے اور اس سے مخصوص ہے ——— علم عطائی کہ دوسرے کا دیا ہوا ہو، علم غیر محیط کہ بعض اشیاء سے مطلع، بعض سے ناواقف ہو، اللہ عزوجل کے لئے ہو ہی نہیں سکتا۔ اس سے مخصوص ہونا تو دوسرا درجہ ہے اور اللہ عزوجل کی عطا سے علوم غیب غیر محیط کا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ملنا بھی قطعاً حق ہے اور کیوں نہ ہو رب عزوجل فرماتا ہے :۔

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء [3]

دوسرا بڑا سبب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی والہانہ محبت و

---

[1] احمد رضا خاں : انباء المصطفٰے بحال سر و اخفی (۱۳۱۸ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۲۸

[2] " : خالص الاعتقاد (۱۳۲۸ھ) مطبوعہ لاہور، ص ۳۳

[3] " : خالص الاعتقاد، ص ۳۳ و ۳۴

marfat.com

عشق ہے۔ اس مقامِ عشق پر عقلِ محض کی بات کرنے والا آداب محبت سے بیگانہ ہے بلکہ سرے سے محبت ہی سے نا آشنا ہے۔ مجازی محبت میں عقل گم ہو جاتی ہے۔ یہ تو حقیقی اور سچی محبت ہے۔ یہاں عقل و شعور کا کہاں گزر؟ فاضل بریلوی قوتِ عشق کے سہارے قدم بڑھاتے ہیں، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہیں تو آداب محبت پیش نظر ہوتے ہیں۔

اجلّ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر دیکھنا ہو تو وصال شریف کے وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی والہانہ کیفیت کا اندازہ لگاؤ، خبرِ وصال کیا ملی، ایک بجلی سی گری، جذب و مستی میں جو کچھ کہا اس کو سنو۔!

ایک طرف فاضل بریلوی پر اس افراط کا الزام کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کے مساوی سمجھتے تھے اور دوسری طرف یہ عالم کہ اس نورِ مجسّم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے مساوی ٹھہرا دیا اور اس تفریط کا احساس تک نہ ہوا، یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے۔

اس الزام افراط اور کیفیت تفریط کا مولینا محمد انوار اللہ قادری چشتی حیدرآبادی نے بڑے دلنشیں انداز سے تجزیہ فرمایا ہے[1]۔ وہ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فضیلت جنگ بہادر، صدر المہام امور مذہبی سرکار عالی دکن. مولانا محمد انوار اللہ قادری نے فضائل محمدی (المعروف بہ انوار احمدی) کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کا مسودہ جب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا تو انھوں نے فرطِ مسرت سے فرمایا:۔

جاء بالنور فوق نور المصنف کاسمه انوار
ارجو ان تنفع دلائله تطمئن القلوب بالاذکار

اس کے ساتھ ہی عربی میں تقریظ تحریر فرمائی جس کے یہ کلمات قابل توجہ ہیں:۔

انی سمعت ھذا الکتاب من اوله الی آخره مبحث الادب دوجدته موافقاً للسنۃ السنیۃ فسمیته بالانوار الاحمدیه وانما ھذا مذھبی وعلیه مدار مشربی۔ (فضائل محمدی۔ مطبوعہ کراچی ص ۴)

marfat.com

افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخری زمانے کے بعض مسلمانوں کے سروں میں سمایا اور گویا، یہ فکر شروع ہوئی کہ وہ سب باتیں تازہ ہو جائیں۔ کبھی " انما انا بشر مثلکم " میں خوض ہوتا ہے، کبھی کہا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت نے بھائی کہا ہے تو اس لیئے حضرت بڑے بھائی ہیں، اب اس خیال نے یہاں تک پہنچا دیا کہ وہ آیات و احادیث منتخب کی جاتی ہیں جن سے ان کے زعم میں منقصت شان ہو اور وہ احادیث جن میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ تواضع کچھ فرمایا ہے اپنی دانست میں ان کو کسر شان کے باب میں قرار دے کر شائع کی جاتی ہیں۔

ہم نے مانا کہ نقلاً و عقلاً ہر طرح سے اس مسئلے میں زور لگایا جائے گا لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ انتہا اسکی کہاں ہوگی۔ ہم بہ یقین سمجھتے ہیں کہ آخر یہ حضرات بھی مسلمان ہیں۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو اس سے تو ہرگز کم نہ بیان کریں گے کہ جس قدر کفار سمجھتے تھے یعنی بشر مثلنا مگر معلوم نہیں کہ اس سعی کا کیا نتیجہ ہوگا؟

اتنی بات تو کافروں سے پوچھنے سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اس میں تو نہ قرآن کی ضرورت ہے، نہ حدیث کی۔ اب اسکے ساتھ یہ بھی دیکھ لیا جائے کہ ہم لوگ جو آیات و احادیث سے استدلال کر کے بیان عظمت میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبالغہ کرتے ہیں، انتہا اس کی کہاں ہوگی؟

یہ بات ہر جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ حضرت مخلوق اور بشر ہیں اور حق تعالیٰ خالق ہے اب انتہا اس مبالغے کی یہی ہوگی کہ حضرت کا مرتبہ قریب مرتبۂ مسجودیت کے سمجھا جائیگا وہ بھی اس وجہ سے کہ ایک عالم آپ کو سجدہ کیا کرتا تھا اور صحابہ بھی سجدہ کرنے کے لئے مستعد ہو گئے تھے غرض اس مبالغے کی حد وہ ہوگی جو صحابہ کی حسن عقیدت تھی۔ اب ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ جس راہ کو صحابہ مدت العمر طے کیا کئے اور جس مقام پر عمر بھر سر لگائے رہے جہاں سے انہیں فتحیابی

ہوئی' اس مقام کو چھوڑ دیں اور اس راہ میں رجعت القہقری کر کے وہ راستہ چلیں جو کفار کی حد اعتقاد کو یعنی ان انتم الا بشر مثلنا کو پہنچادے جہاں سے کفار بڑھ نہیں سکتے۔ ؎ [1]

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان ست

جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خدا اور رسول علیہ السلام کو مساوی درجہ دیتے ہیں اور شرک کے مرتکب ہیں، ان کی محبت کا حال سنئے اور دیکھئے کہ وہ محبت کے کیسے رمز شناس ہیں۔ مال و دولت اور اہل و عیال کے ساتھ لوگوں کی محبت انہیں کیلئے ہوتی ہے، خدا کیلئے ان سے کون محبت کرتا ہے مگر اس رمز شناس محبت کا یہ عالم ہے کہ وہ مال و دولت اور اہل و عیال سے محض اللہ کیلئے محبت کرتا ہے۔ اس میں کوئی ریا نہیں کہ جو کچھ کہا خلوت میں کہا جہاں انسان کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ اس کے خیالات کسی وقت منظر عام پر لائے جائیں گے۔

ایک استفسار کے جواب میں فاضل بریلوی فرماتے ہیں :-

الحمد للہ کہ میں نے مال من حیث ھو مال سے کبھی محبت نہ رکھی، صرف انفاق فی سبیل اللہ کے لئے اس سے محبت ہے اسی طرح اولاد من حیث ھو اولاد سے بھی محبت نہیں صرف اس سبب سے کہ صلۂ رحم عمل نیک ہے۔ اس کا سبب اولاد ہے اور یہ میری اختیاری بات نہیں میری طبیعت کا تقاضا ہے [2]

اقبال نے کیا خوب کہا ہے :-

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

---

[1] محمد انوار اللہ : فضائل محمدی، مطبوعہ کراچی، ص ۱۸۲ - ۱۸۴

[2] احمد رضا خاں : الملفوظ، حصہ چہارم، مطبوعہ لاہور، ص ۷۶

marfat.com

اب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق خاطر ملاحظہ فرمائیں۔ ایک سوال کیا گیا کہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھا کر خلاف کرنے سے کفارہ لازم آئے گا؟ جواب مرحمت فرمایا "نہیں" — پھر عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کھانا جائز ہے؟ ارشاد فرمایا "نہیں" — پھر عرض کیا گیا کیا بے ادبی ہے؟ فرمایا "ہاں" [۱]

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام تو بہت عالی ہے، جن ذوات عالیہ کو آپ سے نسبی نسبت ہے ان کا وہ ادب واحترام ہے کہ با ید و شاید۔ اس استفسار کے جواب میں کہ کیا سید کے لڑکے کو استاذ تادیباً مار سکتا ہے — فرماتے ہیں:۔

قاضی جو حدود الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجودیکہ اس پر حد لگانا فرض ہے اور وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔ [۲]

یہ تو تھا نسبتوں کے ساتھ ادب کا حال اب اس دربار فیض بار میں ادب واحترام کا حال سنئے — زمانہ قدیم میں ذرائع حمل ونقل مسدود تھے اور راستے پُرخطر، اس لئے جو حضرات حج کے لئے جاتے ان کو بعض حضرات زیارت مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز رکھنے کی کوشش کرتے، ایسا وہی کرسکتا ہے جس کے دل میں کھوٹ ہو — فاضل بریلوی اس راہ سے گزر چکے تھے اس لئے حجاج کو خطاب فرماتے ہیں:۔

زیارت اقدس قریب الواجب ہے۔ بہت لوگ دوست بن کر طرح طرح ڈراتے ہیں" راہ میں خطرہ ہے" "وہاں بیماری ہے" — خبردار! کسی کی نہ سنو اور ہرگز محرومی کا داغ لے کر نہ پلٹو، جان ایک دن جانی ضرور ہے

---

[۱] احمد رضا خاں: الملفوظ، حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲۵

[۲] ایضاً: " " لاہور، ص ۷۱

marfat.com

اس سے کیا بہتر ہے کہ ان کی راہ میں جائے اور تجربہ ہے کہ جوان کا دامن تھام لیتا ہے اسے اپنے سایے میں آرام پہنچاتے ہیں۔ کیل کا کھٹکا نہیں ہوتا۔ والحمد للہ [1]

غالباً اسی جذبہ کے تحت حسن بریلوی نے فرمایا تھا ؎

آستانہ پہ ترے سر ہو اجل آئی ہو

اور اے جانِ جہاں تو بھی تماشائی ہو

آپ نے دیکھا کہ عاشق صادق کو کشاں کشاں کیسے دامن محبوب سے لپٹا رہے ہیں لیکن جب وہ قریب جاتا ہے اور فرطِ محبت سے لپٹنا چاہتا ہے' اچانک آواز دیتے ہیں :۔

خبردار! جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلاف ادب ہے' بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤ' یہ ان کی رحمت کیا کم ہے کہ تم کو اپنے حضور بلایا' اپنے مواجہ اقدس میں جگہ بخشی' ان کی نگاہ کریم اگرچہ ہر جگہ تمہاری طرف تھی اب خصوصیت اور اس درجہ قرب کے ساتھ ہے' والحمد للہ [2]

محبت کا اندازہ سطحی آرزوؤں سے نہیں ہوتا بلکہ ٹھوس تمناؤں سے ہوتا ہے' آجکل زائرین کا حال یہ ہے کہ حاضری کے وقت بھی وطن کی یاد ستاتی رہتی ہے' بہت کم ہیں کہ اس دیار میں مرنے کی تمنا لیکر جاتے ہیں' یہ دعا بھی نہیں کرتے کہیں قبول نہ ہو جائے، لیکن اس عاشق صادق کا حال کیا پوچھنے ہو جو یہ فرما رہا ہے :۔

وقت مرگ قریب ہے اور میرا دل ہند تو ہند مکہ معظمہ میں بھی مرنے کو نہیں چاہتا ہے اپنی خواہش یہی ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایمان کے ساتھ موت اور بقیع مبارک میں

---

[1] احمد رضا خاں : انوار البشارۃ فی مسائل الحج والزیارۃ ۔ مطبوعہ لاہور' ص ۶۶

[2] ایضاً : " " " ص ۷۰

خیر کے ساتھ دفن نصیب ہو اور وہ قادر ہے۔ ؎

وہ محبت رسول علیہ السلام میں فنا ہے۔ دوسروں کی ناپختہ محبت دیکھ دیکھ کر کڑھتا ہے۔ ایک طرف محبوب کی عنایتوں کو دیکھتا ہے تو دوسری طرف چاہنے والوں کی بے اعتنائیوں کو دیکھتا ہے اور بچشم اشکبار و سینہ فگار پکار اٹھتا ہے، اس کی پکار ادب کا ایک شہ پارہ ہے جس میں جلال قرآنی جھلمل جھلمل کر رہا ہے ـــــ سنیئے :۔

آہ! آہ! آہ! اے اسلام کیا ہوئی تیری عزت؟ تیرے نام لیواؤں کی نگاہ سے کدھر گئی؟ ـــــ کیا ہوئی تیری حلاوت؟ ـــــ انا للہ وانا الیہ راجعون!

اے اپنی جان پر ظالمو! اے بھولے نادان مجرمو! کچھ خبر بھی ہے؟ ارے وہ اللہ قہار ہے جس نے تمہیں پیدا کیا جس نے تمہیں آنکھ، کان، دل، ہاتھ، پاؤں ـــــ لاکھوں نعمتیں دیں، جس کی طرف تمہیں پھر کر جانا اور ایک اکیلے "تنہا" بے یار و بے وکیل اس کے دربار میں کھڑے ہو کر رو بکاری ہونا ہے ـــــ اس کی عظمت، اس کی محبت، ایسی ہلکی ٹھہری کہ فلاں فلاں کو اس پر ترجیح دے لی؟ ـــــ ارے اس کی عظمت، اس کے احسان، اس کے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے احسانات اگر یاد کرو تو وہ واللہ العظیم، باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ وغیرہ وغیرہ تمام جہان کے احسانات جمع ہو کر ان کے احسانوں کے کروڑویں حصے کو نہ پہنچ سکیں ـــــ ارے وہ، وہ ہیں کہ پیدا ہوتے ہی اپنے رب کی وحدانیت، اپنی رسالت کی شہادت ادا فرما کر سب میں پہلی جو یاد آئی وہ تمہاری ہی یاد تھی ـــــ دیکھو وہ آمنہ خاتون کی آنکھوں کا نور، نہیں نہیں، وہ اللہ رب العرش کے عرش کا تارا، اللہ نور السمٰوات والارض کا نور، شکم پاک مادر سے جدا ہوتے ہی سجدے میں گرا ہے اور نرم و نازک، حزیں آواز سے کہہ رہا ہے :۔

؎ ظفر الدین : سوانح اعلیٰ حضرت، جلد اول، مطبوعہ کراچی، ص ۳۱۶
(مکتوب گرامی بنام مولوی عرفان علی، محررہ ۱۰ ماہ مبارک ۱۳۳۲ھ ۱۹۱۳ء)

marfat.com

ربّ امّتی امّتی!

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ —— ایسا درد رکھا؟ حاشا للہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ اس پیارے حبیب رؤف رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو جب قبر انور میں اتارا ہے لب ہائے مبارک جنبش میں ہیں فضل، یا قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے کان لگا کر سنا ہے، آہستہ آہستہ عرض کر رہے ہیں:۔

ربّ امّتی امّتی!

اے رب میرے! میری امت، میری امت!

سبحان اللہ! پیدا ہوئے تو تمہاری یاد، دنیا سے تشریف لے گئے تو تمہاری یاد!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ایسا درد رکھا؟ استغفر اللہ!

ارے وہ، وہ ہیں کہ تم چادر تان کر، شام سے خراٹے لینے صبح کی خبر لاتے ہو، تمہارے درد ہو، کرب ہو، بے چینی ہو، کروٹیں بدل رہے ہو —— ماں، باپ، بھائی، بیٹا، بی بی، اقربا، دوست آشنا، دو چار راتیں کچھ جاگے ہوئے، آخر تھک تھک جا پڑے اور جو نہ اٹھے وہ بیٹھے بیٹھے اونگھ رہے ہیں، نیند کے جھونکے آ رہے ہیں —— اور وہ پیارا بے گناہ، بے خطا ہے کہ تمہارے لئے راتوں جاگا کیا، تم سوتے اور وہ زار زار رو رہا ہے، روتے روتے صبح کر دی ہے کہ:۔

ربّ امّتی امّتی!

اے میرے رب! میری امت، میری امت!

کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا، ایسا درد رکھا؟ —— حاشا للہ!

marfat.com

ارے ہاں ہاں، درد، بیماری، مرض یا مصیبت میں ماں باپ کی محبت کا کیا جانچنا کہ ان میں تمہاری خطا نہ ماں باپ پر جفا۔ یوں آزماؤ کہ ماں باپ بے شمار نعمتوں سے بہیں نوازیں اور تم نعمت کے بدلے سرکشی کرو، نافرمانی ٹھانو، سو سو کہیں اور ایک نہ مانو، ماں سے برے باپ سے بڑے، رات دن بُرے، ہر وقت برے ـــــ دیکھو تو ماں باپ کہاں تک تمہیں کلیجے لگاتے ہیں؟ ـــــ مگر وہ پیارا پیارا، وہ مجسم رحمت، وہ نعمتوں والا، وہ ہمہ تن راحت ہے کہ تمہاری لاکھ لاکھ نافرمانیاں دیکھے، کروڑ کروڑ گنہگاریاں پائے اس پر بھی تمہاری محبت سے باز نہ آئے، دل تنگ نہ ہو، ترک نہ فرمائے ـــ سنو، وہ کیا فرما رہا ہے دیکھو تو ـــــ وہ فرماتا ہے :-

هَلُمَّ اِلَیَّ ، هَلُمَّ اِلَیَّ

(ارے میری طرف آؤ ، ارے میری طرف آؤ)

مجھے چھوڑ کر کہاں جاتے ہو؟ ـــ دیکھو وہ فرماتا ہے "تم پروانے کی طرح آگ پر گرے پڑتے ہو اور میں تمہارا بند کمر پکڑے روک رہا ہوں" ـــــ کیا کبھی کسی باپ، استاد، پیر، آقا، حاکم، بادشاہ نے بیٹے، شاگرد، مرید، غلام، نوکر، رعیت کا ایسا خیال کیا؟ ـــ ایسا درد رکھا؟ ـ استغفر اللہ!

ارے دنیا کی ساعت، تیر ہے۔ آنکھ بند کئے سویرا ہے، قیامت بہت جلد آنے والی ہے، جاننا ہے قیامت کیا ہے؟ ـ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ ۙ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ ۙ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ؕ لِكُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْهُمْ یَوْمَىِٕذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ ـــــ جس دن بھاگے گا آدمی اپنے بھائی، ماں، باپ، جورو، بیٹوں سب سے، ہر ایک اس دن اپنے ہی حال میں غلطاں و پیچاں ہوگا کہ دوسرے کا خیال بھی نہ لا سکے گا ـــــ اس دن جانیں کہ فلاں فلاں تیرے کام آسکیں؟ حاشا للہ! ـــ واللہ العظیم اس دن وہی پیارا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کام آئے گا اور اس کے سوا باقی انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

marfat.com

کو تو مجال عرض ہوگی نہیں، سب نفسی نفسی فرمائیں گے پھر اور کسی کی کیا حقیقت ہے؟ ہاں وہ پیارا، وہ بیکسوں کا سہارا، وہ بے یاروں کا یار، وہ شفاعت کی آنکھ کا تارا، وہ محبوب محشر آرا، وہ رؤف رحیم ہمارا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرمائے گا کہ :۔

انا لھا ، انا لھا

میں ہوں شفاعت کے لئے ، میں ہوں شفاعت کے لئے۔

للہ انصاف! ان کے احسانوں میں جہان میں کسی کے احسانوں کو کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟ پھر کیسا سخت کفران ہے کہ جو ان کی شان میں بدگوئی کرے، تمہارے دل میں اس کی وقعت، اس کی محبت، اس کا لحاظ، اس کا پاس نام کو بھی باقی رہے ع

ببیں کہ از کہ بریدی و باکہ پیوستی!

الہیٰ کلمہ گویوں کو سچا اسلام عطا کر، صدقہ اپنے حبیب کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجاہت کا! [1]

نوٹ :۔ فاضل بریلوی کی تیغ تکفیر کے مقتول بھی آپ کی محبت اور عشق رسول کے دل سے قائل تھے اور سمجھتے تھے کہ مخالفت کا اصل سبب ناموس رسول علیہ السلام کی حفاظت ہے۔ چنانچہ مولانا اشرف علی تھانوی کہتے ہیں :۔

"میرے دل میں احمد رضا کے لئے بیحد احترام ہے، وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا"۔

(اختر شاہجہان پوری، اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور، ۱۹۷۱ء)

[1] حسام الحرمین، (خلاصہ فوائد فتویٰ)، مطبوعہ لاہور، ص ۔ ۷۴ ۔ ۷۸

marfat.com

حیات مبارک

marfat.com

فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمہ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی، مشرباً قادری اور مولداً بریلوی تھے۔ آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۸۰ء) اور جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ (م ۱۲۸۲ھ/ ۱۸۶۶ء) بلند پایہ عالم اور صاحب دل تھے[1] فاضل بریلوی نے اپنے نعتیہ دیوان میں ان دونوں بزرگوں کا اس طرح ذکر فرمایا ہے ؏

احمد ہندی رضا ابن نقی ابن رضا[2]

فاضل بریلوی کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی (یو۔پی) میں ہوئی[3] خود فاضل بریلوی نے اس آیۂ کریمہ سے اپنا سنہ ولادت نکالا ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ[4]

(ترجمہ) وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش کر دیا ہے اور اپنی طرف سے روح کے ذریعے ان کی مدد فرمائی۔

فاضل بریلوی کا اسم گرامی "محمد" رکھا گیا اور تاریخی نام "المختار" (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء) لیکن جد امجد مولانا رضا علی خاں علیہ الرحمہ نے "احمد رضا" تجویز فرمایا، بعد میں فاضل بریلوی

---

[1] رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند (ترجمہ اردو) مطبوعہ کراچی (۱۳۸۱ھ/ ۱۹۶۱ء) ص ۵۸، ۱۹۳، ۵۳۱

[2] احمد رضا خاں : حدائق بخشش (۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) حصہ دوم، مطبوعہ کراچی، ص ۵۸

[3] رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸

[4] بدر الدین احمد : سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۸۵

marfat.com

خود اس اسم شریف کے ساتھ "عبد المصطفیٰ" کا اضافہ فرمایا، چنانچہ اپنے نعتیہ دیوان میں ایک جگہ فرماتے ہیں :-

خوف نہ رکھ رضاؔ ذرا تو تو ہے عبدِ مصطفیٰ

تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے [1]

فاضل بریلوی نے اپنی فطری ذکاوت کی بنا پر ۱۳ سال ۱۰ مہینے اور ۵ دن میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی، ایک جگہ خود تحریر فرماتے ہیں :-

و ذالک لمنتصف شعبان سنۃ ۱۲۸۶ھ الف و مأتین و ست و ثمانین
و انا اذ ذاک ابن ثلثہ عشر عاما و عشرۃ اشہر و خمسۃ ایام
و فی ھذا التاریخ فرضت علیّ الصلوۃ و توجھت الی الاحکام [2]

(ترجمہ) وسط شعبان ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں علوم درسیہ سے فراغت حاصل کی اور اس وقت میں ۱۳ سال ۱۰ ماہ اور ۵ دن کا ایک نوعمر لڑکا تھا اور اسی تاریخ کو مجھ پر نماز فرض ہوئی اور میں احکام شرعی کی طرف متوجہ ہوا۔

علوم عربیہ سے فراغت کے بعد ہی آپ کے والد ماجد مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمہ افتاء کی ذمہ داریاں بھی آپ کو تفویض کر دیں اور اس چھوٹی سی عمر میں فتویٰ نویسی کا آغاز فرمایا مولانا ظفر الدین بہاری کے نام ایک مکتوب میں خود تحریر فرماتے ہیں :-

بحمدہ تعالیٰ فقیر نے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو ۱۳ برس کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا اور ۷ دن اور زندگی بالخیر ہے تو دس شعبان ۱۳۳۶ھ/ ۱۹۱۷ء کو اس فقیر کو

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش ، حصہ اول ، مطبوعہ کراچی ص ۸۰

[2] احمد رضا خاں : الاجازۃ الرضویہ مکۃ البہیہ ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء

marfat.com

فتاویٰ لکھتے ہوئے بفضلہ تعالیٰ پورے پچاس سال ہوں گے، اس نعمت کا شکر فقیر کیا ادا کر سکتا ہے۔ [1]

فاضل بریلوی نے علوم درسیہ کے علاوہ دیگر علوم و فنون کی بھی تحصیل کی اور بعض علوم و فنون میں تو خود آپ کی طبع سلیم نے رہنمائی کی۔ ایسے تمام علوم و فنون کی تعداد ۳۵ ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ علم قرآن	۲۔ علم حدیث[2]	۳۔ اصول حدیث	۴۔ فقہ (جملہ مذاہب)		۵۔ اصول فقہ
۶۔ جدل	۷۔ تفسیر	۸۔ عقائد	۹۔ کلام	۱۰۔ نحو	۱۱۔ صرف
۱۲۔ معانی	۱۳۔ بیان	۱۴۔ بدیع	۱۵۔ منطق	۱۶۔ مناظرہ	۱۷۔ فلسفہ
۱۸۔ تکسیر	۱۹۔ ہیأۃ	۲۰۔ حساب	۲۱۔ ہندسہ[3]	۲۲۔ قرأۃ	۲۳۔ تجوید
۲۴۔ تصوف	۲۵۔ سلوک	۲۶۔ اخلاق	۲۷۔ اسماء الرجال	۲۸۔ سیر	۲۹۔ تاریخ
۳۰۔ لغت	۳۱۔ ادب[4]	۳۲۔ ارثماطیقی	۳۳۔ جبر و مقابلہ	۳۴۔ حساب سینی	۳۵۔ لوگارثمات

---

[1] ظفر الدین بہاری: حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول مطبوعہ کراچی ص ۲۸۰۔ مکتوب بنام مولانا ظفر الدین بہاری محررہ ۷ رشعبان ۱۳۳۶ھ/۱۹۱۷ء)

[2] فاضل بریلوی نے سند حدیث مسلسل تین واسطوں سے حاصل کی جس کا موصوف نے الاجازۃ الرضویہ میں تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے (ص۔ ۵۸ تا ۶۲) دو واسطے قابل ذکر ہیں، ایک حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور دوسرا حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ ہے۔

[3] ان ۲۱ علوم و فنون کے متعلق فاضل بریلوی نے یہ صراحت کی ہے :۔

فهذه احدى وعشرون علمًا اخذت جلها بل كلها عن امام العلما خاتمة المحققين سيدنا الوالد قدس سره الماجد۔ (الاجازات المتينه، ص ۳۲)

یہ ۲۱ علوم میں نے اپنے والد ماجد (مولانا نقی علی خان) سے حاصل کئے (ترجمہ و تلخیص)

[4] نمبر شمار ۲۲ سے ۳۱ تک کے علوم و فنون کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ ان اساتذہ سے حاصل کئے :۔

(۱) شاہ آل رسول مارہروی (م ۱۲۹۶ھ، ۱۸۷۹ء) (۲) مولانا محمد نقی علی خان (م ۱۲۹۷ھ، ۱۸۷۹ء) (۳) شیخ احمد بن زین دحلان مکی (م ۱۳۰۴ھ، ۱۸۸۶ء) (۴) شیخ عبد الرحمٰن مکی (م ۱۳۰۱ھ، ۱۸۸۳ء) (۵) شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ، ۱۸۸۴ء) (۶) شاہ ابو الحسین احمد النوری (م ۱۳۲۴ھ، ۱۹۰۶ء)

marfat.com

۳۶۔ توقیت ۳۷۔ مناظرو مرایا ۳۸۔ اکر ۳۹۔ زیجات ۴۰۔ مثلث کروی
۴۱۔ مثلث مسطح ۴۲۔ ہیأۃ جدیدہ ۴۳۔ مربعات ۴۴۔ جفر ۴۵۔ زائرجہ [1]

مندرجہ بالا علوم کے علاوہ علم الفرائض، عروض و قوافی، نجوم، اوفاق، فن تاریخ (اعداد)، نظم و نثر فارسی، نثر و نظم ہندی، خط نسخ اور خطِ نستعلیق وغیرہ میں بھی کمال حاصل کیا۔ اس طرح فاضل بریلوی نے جن علوم و فنون پر دسترس حاصل کی، ان کی تعداد ۵۴ سے متجاوز ہو جاتی ہے۔ ہمارے خیال میں عالم اسلام میں مشکل ہی سے کوئی ایسا عالم نظر آئے گا جو اس قدر علوم و فنون پر دستگاہ رکھتا ہو۔

پھر یہی نہیں کہ فاضل بریلوی نے ان علوم کی تحصیل کی بلکہ ہر ایک علم و فن میں اپنی کوئی نہ کوئی یادگار چھوڑی، خود تحریر فرماتے ہیں:۔

ولی فی کلها اوجلها تحریرات و تعلیقات من زمن طلبی الی هذا الحین [2] (۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء)

ہم تصانیف کے ذیل میں مختصراً اس پر روشنی ڈالیں گے۔

O

جن علوم و فنون کا اوپر ذکر کیا گیا ان میں سے بعض کو فاضل بریلوی نے خود ترک فرما دیا اور بعض کو اپنایا۔ اس ترک و قبول پر موصوف نے خود روشنی ڈالی ہے، چناں چہ فرماتے ہیں:۔

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ (۱۳۲۴ھ)، ص ۳۵، ۳۹

نوٹ:۔ فاضل بریلوی کے بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں نے قیام حرمین شریفین کے زمانے (۱۳۲۳-۲۴ھ) میں فاضل بریلوی کی سندات اجازت (جو علمائے حرمین کو عنایت فرمائیں)، علمائے عرب کے مکتوبات (جو فاضل بریلوی کو ارسال کئے گئے) اس کے علاوہ دیگر تفصیلات کو الاجازت المتینہ میں جمع کر دیا ہے۔ یہ مجموعہ سوانحی حیثیت سے بہت اہم ہے۔

[2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۳۶ (قلمی)

marfat.com

فمنذ ذالك تركت الفلسفة الاولیٰ لانی لم ار فیہا الا زخرفۃ
ورأیت ظلمتہا تاتی بالرین وتجلب الشین وتسلب الدین
فخفت منہا علی الدین خوف الدین اعقل من ثقل الدین
واشتغالی بالہیأۃ والہندسۃ والزیج واللوغارثمات وفنون
الریاضی لیس لیکون فیہ ارتیاضی بل انما التوجہ ترویحاً
للقلب علی جہۃ التفکہ نعم ربما افضدھا لعلم التوقیت و
تحدید الاوقات نفعًا للمسلمین فی الصوم والصلوٰۃ۔

اما فنونی التی انا بہا ولہا و رزقت لحبہا شغفا وولہا
فاحد ثلثۃ ——— حمایۃ جانب سید المرسلین
صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین من اطالۃ
لسان کل وہابی مہین بکلام مُہین وھذا وھو حسبی ان
یتقبل ربی وھذا ھو ظنی رحمۃ ربی وقد قال انا عند ظن عبدی بی'
ثم نکایۃ نفیۃ المبتدعین ممن یدعی الدین وما ھم الا
المفسدین' ثم الافتاء بقدر الطاقۃ علی المذھب الحنفی
المتین المبین ۔[1]

(ترجمہ و تلخیص) میں نے اس وقت سے فلسفہ اولیٰ کو ترک کیا ۔ مَیں نے محسوس کیا کہ اس میں

---

[1] احمد رضا خان : الاجازۃ الرضویہ لمبجل المکۃ البہیۃ ، (قلمی)، ص ۳۷، ۳۸

نوٹ : الاجازۃ الرضویہ الخ الاجازات المتینہ (مرتبہ مولانا حامد رضا خاں) میں شامل دوسری سند کا تاریخی نام ہے جو شیخ اسماعیل خلیل وغیرہم کو فاضل بریلوی نے عنایت فرمائی تھی۔ الاجازات المتینہ کا ایک قلمی نسخہ مرتبہ محمد صدیق اکبر صاحب جو جناب مفتی اعجاز ولی صاحب (لاہور) کے نسخہ پر مبنی ہے، جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی عنایت سے ملا ہے جس کے لئے ان کا شکر گزار ہوں ۔ مسعود

marfat.com

سوائے ملمع کاری کے کچھ نہیں۔ اس کی ظلمت اور زنگ ایسا چھاتا ہے کہ دین سلب کر لیتا ہے اور اس ظلمت کی وجہ سے قیامت کا خوف ہلکا ہو جاتا ہے اس لئے میں نے اپنی دینی ذمہ داریوں پر غور کیا ——— اور ہیئت، ہندسہ، نجوم، لوگارثمات اور فنون ریاضی سے میرا شغف اس لئے نہیں کہ اس میں مجھے مزید مشق حاصل ہو بلکہ یہ توجہ تو محض تفریح طبع کیلئے ہے اس کے علاوہ اس سے وقت کی تعیین اور تعدیل میں مدد ملتی ہے جس سے مسلمانوں کو نماز روزے میں فائدہ پہنچتا ہے۔

مجھے تین کاموں سے دلچسپی ہے اور ان کی لگن مجھے عطا کی گئی ہے تفصیل یہ ہے:۔

(۱) سید المرسلین صلوۃ اللہ تعالیٰ وسلام علیہ وعلیہم اجمعین کی حمایت کرنا کیونکہ ہر ذلیل وہابی آپ کی شان میں توہین آمیز کلام سے زبان درازی کر رہا ہے۔ ——— میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا رب اسے قبول فرمائے گا اور رب کی رحمت کے بارے میں میرا یہی ظن ہے جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے:۔

میں اپنے بندے سے اس کے حسن ظن
کے مطابق معاملہ فرماتا ہوں۔

(۲) ان کے علاوہ دیگر بدعتیوں کی بیخکنی جو دین کے دعویدار ہیں حالانکہ وہ مفسد محض ہیں۔

(۳) حسب استطاعت اور واضح مذہب حنفی کے مطابق فتویٰ نویسی۔

○

فاضل بریلوی ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں اپنے والد ماجد مولانا محمد نقی علی خاں علیہ الرحمہ کے ہمراہ حضرت شاہ آل رسول علیہ الرحمہ (م ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلۂ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہو کر اجازت وخلافت سے بھی نوازے گئے ——— فاضل بریلوی نے اپنے دیوان میں اپنے مرشد طریقت کی شان میں ایک منقبت لکھی ہے جس کا مطلع ہے:۔

marfat.com

خوشا دلے کہ دہندش ولائے آل رسول
خوشا سرے کہ کنندش فدائے آل رسول[1]

فاضل بریلوی کو جن سلاسل طریقت میں اجازت وخلافت حاصل تھی اس کی تفصیل خود موصوف نے اس طرح لکھی ہے :۔

(۱) قادریہ برکاتیہ جدیدہ (۲) قادریہ آبائیہ قدیمہ (۳) قادریہ اصدلیہ (۴) قادریہ رزاقیہ (۵) قادریہ منوریہ (۶) چشتیہ نظامیہ قدیمہ (۷) چشتیہ محبوبیہ جدیدہ (۸) سہروردیہ واحدیہ (۹) سہروردیہ فضلیہ (۱۰) نقشبندیہ علائیہ صدیقیہ (۱۱) نقشبندیہ علائیہ علویہ (۱۲) بدیعیہ (۱۳) علویہ منامیہ[2] وغیرہ وغیرہ

مندرجہ بالا سلاسل میں اجازت کے علاوہ فاضل بریلوی کو مصافحات اربعہ کی سندات بھی ملیں جس کی تفصیل موصوف نے اس طرح تحریر فرمائی ہے :۔

(۱) مصافحۃ الجنیّہ (۲) مصافحۃ الخضریہ
(۳) مصافحۃ المعمریّہ (۴) مصافحۃ المنامیّہ[3]

ان مصافحات واجازات کے علاوہ مختلف اذکار، اشغال واعمال وغیرہ کی بھی آپ کو اجازت حاصل تھی مثلاً خواص القرآن، اسماء الٰہیہ، دلائل الخیرات، حصن حصین، حزب البحر، حزب البر، حزب النصر، حرز الامیرین، حرز الیمانی، دعاء مغنی، دعاء حیدری، دعاء عزرائیلی، دعاء سریانی، قصیدہ غوثیہ، صلوٰۃ الاسرار، قصیدہ بردہ وغیرہ وغیرہ۔

○

۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں فاضل بریلوی اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خاں کی معیت

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ دوم، ص ۲۵
[2] حامد رضا خاں : الاجازات المتینہ، ص ۴۰ و ۴۱
[3] ایضاً : ″ ، ص ۴۲

marfat.com

میں زیارت حرمین شریفین اور حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ اس سفر مبارک میں مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ روانگی کے وقت ایک نظم تحریر فرمائی جو واردات وکیفیات قلبیہ کی آئینہ دار ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے محبت پھوٹ رہی ہے۔ اس نظم کا مطلع ہے:

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو[1]

اس سفر مقدس میں حرمین شریفین کے اکابر علما مثلاً مفتی شافعیہ سید احمد دحلان (م ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) اور مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمن سراج (م ۱۳۰۱ھ/۱۸۸۳ء) وغیرہم سے حدیث، تفسیر فقہ اور اصول فقہ میں سندیں حاصل کیں۔ اور اسی سفر مبارک میں حرم شریف میں نماز مغرب کے بعد ایک روز امام شافعیہ شیخ حسین بن صالح (م ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء) بغیر کسی سابقہ تعارف کے آگے بڑھ کر فاضل بریلوی کا ہاتھ پکڑتے ہیں اور اپنے ساتھ گھر لے جاتے ہیں، فرطِ محبت سے دیر تک آپ کی نورانی پیشانی دیکھتے رہتے ہیں اور جوش عقیدت میں فرماتے ہیں:-

انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین[2]

بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور محسوس کر رہا ہوں۔

شیخ حسین بن صالح موصوف نے فاضل بریلوی کو صحاح ستہ کی سند اور سلسلۂ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور آپ کا نام ضیاء الدین احمد رکھا۔

○

۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں فاضل بریلوی دوسری بار حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین کیلئے

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش، حصہ اول، ص ۵۷

[2] رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند ص ۹۹

نوٹ: مولانا رحمان علی نے اس سفر حج کے واقعات وحالات کو تفصیل کے ساتھ تحریر فرمایا ہے ہم نے یہ تمام تفصیلات اس کتاب میں مناسب جگہ درج کر دی ہیں۔ م

marfat.com

تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر ایک نظم لکھی تھی جو ان کے نعتیہ دیوان میں شامل ہے اور جس کا مطلع ہے :-

شکر خدا کہ آج گھڑی اس سفر کی ہے
جس پر نثار جان فلاح و ظفر کی ہے [1]

اس سفر مبارک میں علمائے حجاز نے آپ کی بڑی قدر و منزلت کی جس کا بخوبی اندازہ حسام الحرمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) الدولۃ المکیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء) اور کفل الفقیہ (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) وغیرہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔ چونکہ یہ ہماری کتاب کا موضوع ہے اس لئے ہم نے اصل کتاب میں اس پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ یہاں مختصراً کچھ عرض کرتے ہیں۔

مکہ معظمہ میں فاضل بریلوی کی جو قدر و منزلت ہوئی اس کا آنکھوں دیکھا حال شیخ اسماعیل خلیل علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اہل مکہ جوق در جوق آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے، بہت سے حضرات نے آپ سے التجا کی کہ ان کو سند اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ چنانچہ ان کے اصرار کی وجہ سے ایسا ہی کیا گیا۔

مولانا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ اس سفر میں فاضل بریلوی کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے الاجازات المتینہ کے مقدمے میں لکھا ہے کہ اجازت طلبی کے لئے "سب سے پہلے مولانا سید عبد الحئی مکی (م ۱۳۳۲ھ/۱۹۱۳ء) تشریف لائے۔ ان کے ہمراہ ایک جوان صالح شیخ حسین جمال بن عبد الرحیم بھی تھے۔ دونوں حضرات کو سندات اجازت مرحمت فرمائیں۔ ان کے بعد مولانا شیخ صالح کمال (م ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) اور بعض دوسرے اہل علم آئے اور اجازت سے مشرف ہوئے۔ پھر مولانا سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۱ھ/۱۹۲۰ء) تشریف لائے چنانچہ موصوف کو اور ان کے بھائی سید مصطفیٰ خلیل (م ۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء) کو اجازت سے نوازا گیا۔ ان کے بعد شیخ احمد خضراوی تشریف لائے پھر اور لوگ بھی آنے لگے سب کو اجازت سے مشرف فرمایا۔ بعض حضرات رہ گئے تو ان سے وعدہ فرمایا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات

---

[1] احمد رضا خاں : حدائق بخشش، حصہ اول ص ۹۲

marfat.com

ارسال کردی جائیں گی۔ قیام مکہ ہی کے زمانے میں شیخ عبد القادر کردی (م ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۷ء) اور ان کے صاحبزادے شیخ فرید (م ۱۳۳۵ھ / ۱۹۱۶ء) اور سید محمد عمر وغیرہم کو بھی اجازت سے مشرف فرمایا۔ اس کے بعد فاضل بریلوی دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لیگئے یہاں جس اکرام و اعزاز سے نوازا گیا اس کا آنکھوں دیکھا حال حضرت مولانا عبد الکریم مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ——— کی زبانی سنئے۔ وہ اپنے ذاتی تاثرات کا اظہار فرماتے ہوئے لکھتے ہیں :-

انّی مقیم بالمدینۃ الامینۃ منذ سنین ویاتیہا من الھند الوف من العالمین - فیھم علماء وصلحاء و اتقیاء رأیتھم یدورون فی سکک البلد لا یلتفت الیھم من اھلہ احد و اری العلماء الکبار العظماء الیک مھرعین و باجلا لک مسرعین ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم [1]۔

(ترجمہ تلخیص) میں کئی سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں، ہندوستان سے ہزاروں صاحب علم آتے ہیں ان میں علماء، صلحاء، اتقیا، سب ہی ہوتے ہیں، میں نے دیکھا کہ وہ شہر کے گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کوئی بھی ان کو مڑکر نہیں دیکھتا، لیکن فاضل بریلوی کی شان عجیب ہے) یہاں کے علماء اور بزرگ سب ہی ان کی طرف جوق در جوق چلے آرہے ہیں اور ان کی تعظیم میں بعجلت تعجیل کوشاں ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

مدینہ طیبہ میں بھی فاضل بریلوی سے بہت سے علماء نے اجازت حاصل کی، بہت سوں کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی اور بعض حضرات سے وعدہ کیا کہ وطن عزیز واپسی کے بعد سندات ارسال کردی جائیں گی مثلاً شیخ عمر بن حمدان المحرسی، سید مامون البری، شیخ الدلائل شیخ محمد سعید

---

[1] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ ، ص ۷

marfat.com

وغیرہم۔ چنانچہ جب وطن واپسی کے بعد سندات کی ترسیل میں تاخیر ہوئی توان حضرات نے یاد دہانی کرائی سید اسماعیل خلیل (م ۱۳۳۱ھ / ۱۹۲۰ء) اسی قسم کے ایک وعدے کی یاد دہانی اپنے مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں اس طرح کراتے ہیں :۔

ووعدتم الحقیر و اخاہ بارسال الاجازۃ بمرویاتکم فلم تات فکان اقرب الناس الیکم ابعدھم اوکنا نسیاً منسیاً [۱]

(ترجمہ) آپ نے خیر اور اس کے بھائی سے اپنی مرویات کی اجازت بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا، لیکن ابھی تک اجازت موصول نہیں ہوئی جو آپ سے زیادہ قریب تھا وہ بہت دور ہو گیا یا ہمیں بالکل ہی بھلا دیا گیا ہے ؟

اسی طرح سید مامون البری مدنی اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ / ۱۹۰۸ء میں اس طرح یاد دہانی کراتے ہیں :۔

وقد وقع منکم الوعد عند وصولکم الی المدینۃ الطیبۃ بان تمنحوا من فضلکم الاجازۃ فی علوم الحدیث والتفسیر وغیرھا للفقیر، والفقیر منتظر انجاز ذالک الوعد وکتابتہ وارسالہ الخیر خیرماوعد [۲]

(تلخیص) مدینہ منورہ کے زمانۂ قیام میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ علوم حدیث اور تفسیر وغیرہ میں حقیر کو سند اجازت تحریر فرما کر ارسال کریں گے۔ فقیر ایفائے وعدہ کا منتظر ہے ۔

○

وطن عزیز واپسی کے بعد فاضل بریلوی کی خدمت میں علمائے عرب نے جو خطوط ارسال

---

[۱] حامد رضا خاں : الاجازۃ المتینہ، ص ۹ و ۱۰

[۲] ایضاً : " ، ص ۱۳ و ۱۴

marfat.com

فرمائے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں محبت وعظمت راسخ ہو چکی تھی چنانچہ سید اسماعیل خلیل حافظ کتب الحرام اپنے ایک مکتوب محررہ ۱۲ رجب المرجب ۱۳۲۴ھ / ۱۹۰۶ء میں فاضل بریلوی کے مکتوب گرامی موصول ہونے پر اپنی مسرت وانبساط کا اس طرح اظہار فرماتے ہیں:

وصلنا عزیز مشرفکم علی طراز نقار علماء المدینۃ المنورۃ علی صاحبھا افضل الصلوٰۃ والسلام فقرأناہ والسرور والحبور منزا بیدات وتلوناہ والدموع والزفرات منتا بعات۔ فما علمنا ھل ذالک لشدۃ الاشتیاق ام لعدم حصول الوصال والتلاق [1]

(ترجمہ وتلخیص) ہمیں آپ کا گرامی نامہ ملا، اس کو پڑھا تو خوشی پر خوشی میسر آئی اور آگے پڑھا تو آنسو بہنے لگے اور آہوں سے ہچکیاں بندھ گئیں۔ نہ معلوم یہ کیفیت شدت اشتیاق کی وجہ سے پیدا ہوئی یا وصل وملاقات سے حرماں نصیبی کی وجہ سے!

اسی طرح ایک مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں:-

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ شیخ الاسلام بلا مدافع، وحید العصر بلا منازع، شیخنا واستاذنا وملاذنا وقدوتنا وعمدتنا یومنا ومعادنا المولوی احمد رضا خان سلمہ اللہ الحنان المنان [2]

(ترجمہ وتلخیص) تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جو یکتا ہے اور درود وسلام اس مقدس ہستی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں، بے بدل شیخ الاسلام، بلا تردید یکتائے روزگار ـــــ ہمارے محبوب شیخ اور آقا، ہمارے پسندیدہ قائد اور دین ودنیا میں ہمارا سہارا مولوی احمد رضا خاں ـــــ خدائے حنان ومنان انہیں سلامت رکھے!

---

[1] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۱۱ [2] حامد رضا خاں: الاجازۃ المتینہ، ص ۹

marfat.com

اسی طرح مولانا سید مامون البری المدنی علیہ الرحمہ اپنے مکتوب محررہ محرم الحرام ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء کا اس طرح آغاز فرماتے ہیں، اس تحریر کے حرف حرف سے جوش عقیدت و محبت نمایاں ہے :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ
الی الاستاذ العلامۃ البادع والملاذ الفھامۃ اللامع، صاحب القلم السمار والکلم الفائق لطفھا نعیم الاسمار" ذا الکمالات العالیۃ التی لا تتصور کنھھا برسم وحد، فھوا لحقیق بان یقال انہ فی عصرہ اوحد، کیف وفضلہ اشھر من نار علی علم، والمنیر علی عالی ھممہ عند الامم ——— اعنی بہ حضرۃ الجناب المکرم المحترم وحید الاوان الشیخ سیدی احمد رضا خان ابقی اللہ عزہ وجلالہ عن الزوال ماھونا وعن آفات الدھر مصئونا آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم [1]

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ والصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ
بنام نامی استاذ العلامہ، جو شیریں بیاں، خوش فکر، روشن ضمیر اور صاحب تقریر و تحریر ہیں۔ ان کی حلاوتِ بیان شب خیز واعظین کی تاثیر رکھتی ہے۔ (ان کی) تحریریں بلند کمالات کی آئینہ دار ہیں، بادی النظر میں ہم ان کے کمالات عالیہ کے حقائق کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ حقیقت میں یوں کہنا چاہیے، کہ موصوف اپنے زمانے میں یکتا ہیں اور ان کا علم و فضل مشہور رہے اور وہ اقوام کے نزدیک اپنی عالی ہمتی کی وجہ سے معروف ہیں۔ (کون؟) اس سے میرا اشارہ حضرت جناب مکرم و محترم یکتائے روزگار، سیدی احمد رضا خاں کی طرف

---

[1] حامد رضا خان : الاجازۃ المتینہ، ص ۱۳

marfat.com

ہے۔ اللہ عزوجل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل انہیں زوال ونکبت اور آفات زمانہ سے بچائے رکھے (آمین)

فاضل بریلوی کی علمیت وفقاہت اور روحانی عظمت سے عرب وعجم کے بیشتر علماء متاثر تھے۔ ہم نے ان تمام تاثرات کو آیندہ اوراق میں قلم بند کیا ہے۔

○

فاضل بریلوی نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء یوم جمعۃ المبارک دوپہر دو بج کر ۳۸ منٹ پر بریلی میں وصال فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ — مولانا حسنین رضا خاں جنہوں نے اس الوداعی سفر کا روح پرور نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تحریر فرماتے ہیں کہ فاضل بریلوی نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے، جب ۲ بجنے میں ۴ منٹ باقی تھے وقت پوچھا عرض کیا گیا۔ اس وقت ۱ بج کر ۵۶ منٹ ہورہے ہیں۔ فرمایا "گھڑی رکھ دو" — یکایک ارشاد فرمایا "تصاویر ہٹا دو" — حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خطرہ گزرنا تھا کہ خود ارشاد فرمایا "یہی کارڈ، لفافہ، روپیہ، پیسہ" — پھر ذرا وقفے سے برادر معظم حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب سے ارشاد فرمایا "وضو کر آؤ، قرآن عظیم لاؤ" — ابھی وہ تشریف نہ لائے تھے کہ برادرم مولانا مصطفےٰ رضا خاں سے پھر ارشاد فرمایا "اب بیٹھے کیا کر رہے ہو، سورہ یٰسٓ شریف اور سورہ رعد شریف تلاوت کرو" —

اب آپ کی عمر شریف سے چند منٹ رہ گئے ہیں، حسب الحکم دونوں سورتیں تلاوت کی گئیں، ایسے حضور قلب اور تیقظ سے سنیں کہ جس آیت میں اشتباہ ہوا یا سننے میں پوری نہ آئی یا سبقت زبان سے زیر و زبر میں اس وقت فرق ہوا، خود تلاوت فرما کر بتا دی —

marfat.com

سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے تمام وکمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پورا پڑھا۔ جب اس کی طاقت نہ رہی اور سینے پر دم آیا' ادھر ہونٹوں کی حرکت اور ذکر پاس انفاس کا ختم ہوتا تھا کہ چہرہ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینے میں لمعان خورشید جنبش کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم اطہر حضور سے پرواز کر گئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔۔۔ خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا ''جنہیں ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا[1]

مولانا عبدالعزیز محدث مراد آبادی (استاذ دارالعلوم اشرفیہ' اعظم گڑھ) درگاہ اجمیر شریف کے سجادہ نشین دیوان سید آل رسول صاحب کے عم محترم علیہ الرحمہ (جو ایک بلند پایہ بزرگ تھے) کی زبانی ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں جس سے فاضل بریلوی کی ساعت وصال کی حقیقی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے' راوی معتبر ہے اور بات خواب کی ہے' اس لئے تنگ دلی یا تعصب سے کسی کا جھٹلانا نامناسب اور غیر معقول ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے بصیرت قلبی سے نوازا ہے وہ اس واقعہ سے ضرور روشنی حاصل کریں گے۔

فاضل موصوف فرماتے ہیں :۔

ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء میں ایک شامی بزرگ دہلی تشریف لائے' ان کی آمد کی خبر پاکر' ان سے ملاقات کی' بڑی شان وشوکت کے بزرگ تھے' طبیعت میں بڑا ہی استغنا تھا' مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت کیا کرتے تھے' ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے' نذرانہ پیش کرتے تھے مگر وہ قبول نہیں

---

[1] بدرالدین احمد : سوانح اعلیٰ حضرت' مطبوعہ لاہور' ص ۳۶۱ و ۳۶۲

marfat.com

کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بفضلہ تعالیٰ میں فارغ البال ہوں مجھے ضرورت نہیں، ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا، عرض کیا "حضرت! یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے؟" — فرمایا "مقصد تو بڑا زریں تھا لیکن حاصل نہ ہوا جس کا افسوس ہے۔"

"واقعہ یہ ہے کہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو میری قسمت بیدار ہوئی خواب میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زیارت نصیب ہوئی، دیکھا کہ حضور تشریف فرما ہیں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر دربار ہیں، لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے، قرینے سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے، میں نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا "فداک ابی وامی! کس کا انتظار ہے؟" — ارشاد فرمایا "احمد رضا کا انتظار ہے۔" میں نے عرض کیا "احمد رضا کون ہیں؟" — فرمایا "ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔" بیداری کے بعد میں نے تحقیق کی، معلوم ہوا مولانا احمد رضا خاں صاحب بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور بقید حیات ہیں۔ مجھے مولانا کی ملاقات کا شوق ہوا، میں ہندوستان آیا، بریلی پہنچا، معلوم ہوا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی، میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔[1]

از در دوست چہ گویم بچہ عنواں رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم، ہمہ حرماں رفتم

شہر بریلی محلہ سوداگران میں دار العلوم منظر اسلام کے شمالی جانب ایک پرشکوہ عمارت

---

[1] بدر الدین احمد: سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶ تا ۳۶۸ (بحوالہ ماہنامہ پاسبان (الہ آباد) (شمارہ مارچ واپریل ۱۹۶۲ء، ص ۴)

marfat.com

میں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کا عرس ہر سال ۲۴ اور ۲۵ صفر کو ہوا کرتا ہے اور اکناف ہند کے علماء و مشائخ اس میں شریک ہوتے ہیں۔

○

فاضل بریلوی کی باقیات صالحات میں ان کی تعداد تصانیف[1] قابل ذکر ہیں — ایک اندازے کے مطابق یہ تصانیف و تعلیقات پچاس مختلف علوم و فنون پر ایک ہزار کے قریب ہیں[2]۔ مولانا رحمان علی نے اپنی تالیف تذکرۂ علمائے ہند میں (جو ۱۳۰۵ھ / ۱۸۸۷ء میں لکھنی شروع کی)، فاضل بریلوی کی پچاس تصانیف کا ذکر فرمایا ہے اور اس کے بعد لکھا ہے :۔

تصانیف وے تا ایں زماں ہفتاد و پنج مجلد رسیدہ اند[3]

اس وقت فاضل بریلوی کی عمر شریف تقریباً ۳۱ سال ہو گی اور چودہ برس کی عمر میں فتوے نویسی کا آغاز فرما کر علمی دنیا میں قدم رکھا، اس طرح یہ ۷۵ تصانیف تقریباً ۱۸ سال کی کاوش کا نتیجہ ہیں، اس کے بعد ۳۵ سال حیات رہے جب ابتدا کا یہ عالم ہے تو انتہا کیسی شاندار ہو گی۔

۱۳۲۳ھ / ۱۹۰۵ء میں جب کہ آپ دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں اپنی تصانیف کی تعداد دو سو تحریر فرمائی ہے[4]۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۴۹ سال ہو گی۔ اس قدر تصانیف کے علاوہ فاضل بریلوی نے مختلف علوم و فنون کی تقریباً اسّی کتابوں

---

[1] یوسف الیان سرکیس نے معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ میں "الشیخ احمد رضا" کے ذیل میں مندرجہ ذیل دو کتابوں کا ذکر کیا ہے۔ غالباً یہ بھی فاضل بریلوی کی تصانیف ہیں :۔

(ا) ھدیۃ المعلمین الیٰ ما یجب فی الدین (۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۱ء)

(ب) العراقیات۔ (۱۳۳۱ھ / ۱۹۱۲ء)

(معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر۔ ۱۳۴۶ھ / ۱۹۲۸ء جلد اوّل ص ۹۳۹)

[2] ضمیمہ المعتقد المنتقد (مع المعتمد المستند) مطبوعہ لاہور (از مفتی محمد اعجاز ولی خاں) ص ۔ ۲۴۶

[3] رحمان علی: تذکرۂ علمائے ہند، مطبوعہ لکھنؤ، ۱۳۳۲ھ / ۱۹۱۴ء، ص ۔ ۱۸

(ب) نظامی بدایونی: قاموس المشاہیر، جلد اول، ص ۶۶

[4] اختر نے ان کا شمار ڈیڑھ سو تک پیش کیا ہے۔ (اختر)

marfat.com

پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے اور اس سارے علمی سرمایہ کے علاوہ آپ کا فقہی شاہکار فتاویٰ رضویہ ہے جس کا پورا نام "العطایا النبویۃ فی الفتاویٰ الرضویۃ" ہے ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء تک فاضل بریلوی نے اس کی سات مجلدات کا ذکر فرمایا ہے جو بعد میں بارہ مجلدات تک پہنچ گئیں اور جن میں پانچ شائع بھی ہو گئیں۔ ہر ایک جلد جہازی سائز کے ہزار سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے۔ تاریخ الفتاویٰ میں یہ مجموعہ امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

فاضل بریلوی نے اس کے چند اوراق بطور نمونہ مکہ معظمہ کے فاضل سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب الحرام کو ارسال فرمائے تھے۔ موصوف نے اپنے مکتوب محررہ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ / ۱۹۰۷ء میں ان اوراق فتاویٰ پر اس طرح تبصرہ فرمایا ہے :-

تفضل علینا سیدنا بعدۃ اوراق من فتاویہ انموذجۃ نرجو اللہ عزشانہ ان یسھل ویقارب لکم الاوقات لاتمامھا فی اقرب حین فانھا حریۃ بان یعتنی بھا جعلھا اللہ تعالیٰ لکم ذخرا یوم المعاد و واللہ اقول والحق اقول انہ لو رآھا ابو حنیفۃ النعمان لأقرت عینہ و یجعل مولفھا من جملۃ الاصحاب۔[۱]

(ترجمہ) ہمارے آقا نے فتاویٰ پر مشتمل ہمیں نمونے کے طور پر چند اوراق عنایت فرمائے ہیں۔ ہمیں اللہ عزشانہٗ سے امید ہے کہ وہ ان کی تکمیل کے لئے آپ کے اوقات میں آسانی اور جلدی کے مواقع عطا فرمائے گا۔ چوں کہ وہ خالص علمیت پر مبنی ہیں۔ ان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آپ کو آخرت میں سرخروئی عطا فرمائیگا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں ان فتووں کو اگر ابو حنیفہ نعمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دیکھتے تو یقیناً ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی اور اس کے مؤلف کو اپنے (اجلہ) تلامذہ میں شامل فرماتے۔

---

[۱] حامد رضا خاں : الاجازات المتینۃ، ص ۹

marfat.com

○

دوسرا علمی شاہکار قرآن کریم کا اردو ترجمہ ہے جو "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے ۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء میں منظر عام پر آیا۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ اور جلیل القدر عالم مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے خزائن العرفان کے نام سے اس پر تفسیری حواشی تحریر فرمائے۔[1] قرآن کریم کے اردو میں بیشمار ترجمے ہوئے ہیں گو اولیت شاہ عبدالقادر علیہ الرحمہ کے ترجمہ موضح قرآن (۱۲۰۵ھ/ ۱۷۹۰ء) کو حاصل ہے لیکن نگاہ عشق و مستی سے اگر دیکھا جائے تو فاضل بریلوی کا ترجمہ قرآن امتیازی حیثیت رکھتا ہے اور اپنی مثال آپ ہے۔

فاضل بریلوی کی تصانیف اور تعلیقات ...... کے متعلق تفصیلات مختلف کتابوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔[2] ان کی تصانیف کا تعارف بجائے خود ایک تحقیقی مقالے کا محتاج ہے۔

○

فاضل بریلوی متبحر عالم اور بلند پایہ فقیہ ہونے کے ساتھ ساتھ سخن فہمی و سخن سنجی اور سخن گوئی میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ نے نعت گوئی کو مسلک شعری کے طور پر اپنایا اور اس

---

[1] مولوی سرفراز گکھڑوی نے ان حواشی پر چند اعتراضات وارد کئے ہیں جن کا مسکت جواب مولانا غلام رسول سعیدی نے توضیح البیان لخزائن العرفان کے نام سے تحریر کیا ہے۔

[2] تفصیلات کے لئے ان مآخذ کی طرف رجوع کیا جائے:۔

(ا) رحمان علی: "تذکرہ علمائے ہند" ص ۱۶ و ۱۷

(ب) "قاموس الکتب اردو" جلد اول۔ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء ص ۱، ۲، ۳۸۲، ۴۶۳، ۸۸۳، ۹۱۰، ۹۲۳، ۹۲۴، ۱۰۶۳

(ج) بدرالدین احمد: "سوانح اعلیٰحضرت" ص ۳۶۹ تا ۳۸۱

(د) ظفرالدین بہاری: المجمل المعدد لتالیفات المجدد ۱۳۲۷ھ/ ۱۹۰۹ء

نوٹ: یہ رسالہ مرکزی مجلس رضا لاہور کی طرف سے ۱۹۷۴ء میں شائع ہوگیا ہے۔

marfat.com

میدان میں خوب خوب داد سخن دی[1] ۔ آپ کی نعتیں جذبات قلبیہ کا بے سروپا اظہار نہیں بلکہ آداب عشق و محبت کی آئینہ دار ہیں، اس حیثیت سے اردو ادب میں آپ نعت گو شعراء کے سرتاج ہیں ؎

یہی کہتی ہے بلبل باغ جناں کہ رضا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصف شاہ ھدی مجھے شوخی طبع رضا کی قسم

فاضل بریلوی کی وسعت علمی کے سامنے شعر گوئی کوئی حیثیت نہیں رکھتی لیکن یہاں اس پہلو پر مجملاً اس لئے روشنی ڈالی گئی کہ شعر گوئی میں نعت گوئی اپنا ایک مخصوص مقام رکھتی ہے اور وہ ایک عالم کے شایان شان بھی ہے بشرطیکہ حدود ادب کے اندر رہ کر کی جائے۔ فاضل بریلوی کا کمال نعت گوئی دیکھنا ہو تو یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں جس کا راوی ایک صاحب نسبت بزرگ ہے :۔

پشاور سے راقم کے ایک کرم فرما محترم تاج محمد صدیقی القادری دام عنایتہ نے اپنے مرشد طریقت حضرت حافظ سید احمد شاہ صاحب قادری علیہ الرحمہ کے حوالے سے یہ واقعہ نقل فرمایا ہے کہ جب وہ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے گئے اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد نبوی کے باہر ایک مجلس جمی ہے، سب روضۂ مبارک کی طرف متوجہ بیٹھے ہیں۔ نواب رام پور بھی ہیں، ایک نعت خواں فاضل بریلوی کی یہ نعت پڑھ رہا ہے جس کا مطلع ہے ؎

حاجیو! آؤ، شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے، کعبے کا کعبہ دیکھو

ایک کیف و سرور کا عالم ہے، مجلس پر رقت طاری ہے۔
علماء مدینہ فاضل بریلوی کی قادر الکلامی کو دیکھ کر بیساختہ پکار اٹھے :۔

کان صاحب المشاهدة وصاحب مقام الفنا فی الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم
(ماخوذ از مکتوب محررہ ۲۴ نومبر ۱۹۷۱ء پشاور)

---

[1] ملک شیر محمد خاں اعوان کا ایک مقالہ بعنوان "مولانا احمد رضا خان کی نعتیہ شاعری" مرکزی مجلس رضا نے ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء میں لاہور سے شائع کر دیا ہے ۔۔۔۔ ماہنامہ فاران (کراچی، ستمبر ۱۹۷۳ء میں ص ۳۴ تا ۴۸) اس مقالے پر تبصرہ (با نداز تنقیص و تنقید) پڑھ کر افسوس ہوا، صرف خامیوں پر نظر رکھنا اور خوبیوں کو نظرانداز کر دینا اہل دانش کو زیب نہیں دیتا۔ مسعود

marfat.com

اولادِ امجاد

فاضل بریلوی کے یہاں دو صاحب زادے اور پانچ صاحبزادیاں تولد ہوئیں (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۸) دونوں صاحبزادگان اپنے وقت کے عالم جلیل ہوئے — بڑے صاحبزادے مولانا حامد رضا خاں ماہ ربیع الاوّل ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۵ء میں بریلی میں پیدا ہوئے، محمد نام اور عرف حامد رضا تجویز کیا گیا، کتب معقول و منقول والد ماجد سے پڑھیں — ۱۹ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے، عربی ادب پر بڑا عبور حاصل تھا چنانچہ رسالہ الاجازۃ المتینۃ کا عربی مقدمہ اس حقیقت پر شاہد ہے، اس کے علاوہ رسالہ الدولۃ المکیہ اور الفیوضات المکیہ کا کامیاب اردو ترجمہ کیا ہے — ۷۰ برس کی طویل عمر پائی، ۲۳ سال والد ماجد کے جانشین رہے برسہا برس دارالعلوم منظر اسلام میں درس حدیث دیا، علم و فضل میں اپنے والد ماجد کا آئینہ تھے فاضل بریلوی آپ سے بڑی محبت فرماتے تھے، چنانچہ ایک جگہ فرماتے ہیں" حامد منی، انا من حامد"

مولانا حامد رضا خاں صاحب تصنیف بزرگ تھے، مسئلہ ختم نبوت پر رسالہ الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی، مسئلہ اذان پر سل الفراد طبع ہو چکے ہیں رسالہ ملا جلال کا حاشیہ قلمی صورت میں محفوظ ہے، نعتیہ دیوان اور مجموعہ فتاویٰ حال ہی میں شائع ہو چکے ہیں۔

مولانا حامد رضا خاں نے ۱۷ر جمادی الاوّل ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء کو عین حالت نماز میں وصال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

دوسرے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا خاں ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ / ۱۸۹۲ء کو پیدا ہوئے ان کا نام محمد رکھا گیا اور عرفی نام مصطفےٰ رضا تجویز کیا گیا۔ ابتدا میں برادر بزرگ سے تعلیم حاصل کی، پھر مولانا شاہ رحیم الٰہی منگلوری سے خاص طور پر مستفید ہوئے [1] اس کے بعد والد ماجد سے علوم دینیہ کی تکمیل کی۔

---

[1] محمود احمد قادری: "تذکرہ علماء اہل سنت" مطبوعہ اسلام آباد۔ بھوانی پور (مظفر پور) ص ۲۲۳

marfat.com

مولانا مصطفےٰ رضا خاں نے اشاعت و تبلیغ اسلام اور تحریک پاکستان کے سلسلے میں اہم کردار ادا کیا چنانچہ ۱۳۴۳ھ / ۱۹۲۴ء میں شردھانند کی فتنۂ ارتداد کا مقابلہ کیا اور تبلیغی مشن میں مقیم رہے۔ ۱۳۶۶ھ / اپریل ۱۹۴۶ء میں تحریک پاکستان کی حمایت کے سلسلے میں آل انڈیا سنی کانفرنس (جمہوریت اسلامیہ مرکزیہ) کے اجلاس میں شریک ہوئے اور اسلامی حکومت کے لائحہ عمل کی تشکیل کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس کے ایک اہم رکن تھے[۱]

مولانا مصطفےٰ رضا خاں بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور بریلی میں بیعت و ارشاد اور فتویٰ نویسی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں۔ الفتاوی المصطفویہ آپ کی علمی یادگار ہے۔

○

فاضل بریلوی کے بیشار خلفا تھے جو پاک و ہند اور حرمین شریفین میں پھیلے ہوئے تھے ——

الاجازات المتینہ کے مطالعہ سے حرمین شریفین میں آپ کے خلفاء کی تعداد کا ایک سرسری اندازہ ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے سات مختلف سندیں تحریر فرمائیں جو صاحب اجازت کے نام اور مرتبے کے لحاظ سے معمولی ترمیم و اضافہ کے ساتھ عنایت کی گئیں۔

(ا) پہلی سند شیخ محمد عبد الحیٔ ابن الشیخ الکبیر السید عبد الکبیر الکتانی الحسنی کو عنایت فرمائی۔

(ب) دوسری سند شیخ اسماعیل خلیل کے لئے مرحمت فرمائی۔ پھر معمولی ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو مرحمت فرمائی۔

(۲) شیخ مصطفےٰ خلیل	(۳) شیخ مامون البری المدنی	(۴) شیخ اسعد الدھان
(۵) شیخ عبد الرحمان	(۶) شیخ عابد بن حسین مفتی مالکیہ	(۷) شیخ علی بن حسین
(۸) شیخ جمال بن محمد الامیر	(۹) شیخ عبد اللہ بن ابی الخیر	(۱۰) شیخ عبد اللہ دحلان
(۱۱) شیخ بکر رفیع	(۱۲) شیخ ابی حسین مرزوقی	(۱۳) شیخ حسن العجمی

---

[۱] غلام معین الدین نعیمی: حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور، ص ۱۸۰ و ۱۹۰

marfat.com

(۱۴) شیخ الدلائل سید محمد سعید (۱۵) شیخ عمر المحروسی (۱۶) شیخ عمر بن حمدان

(ج) تیسری سند شیخ احمد خضراوی المکی کو عنایت فرمائی

(د) چوتھی سند ضروری ترمیم و اضافے کے ساتھ ان حضرات کو عنایت فرمائی۔

(۱۸) شیخ ابوالحسن محمد المرزوقی (۱۹) شیخ حسین المالکی (۲۰) شیخ علی بن حسین

(۲۱) شیخ محمد جمال (۲۲) شیخ صالح کمال (۲۳) شیخ عبداللہ میرداد

(۲۴) شیخ احمد ابی الخیر میرداد (۲۵) سید سالم بن عیدروس (۲۶) سید علوی بن حسن

(۲۷) سید ابوبکر بن سالم (۲۸) شیخ محمد بن عثمان دحلان (۲۹) شیخ محمد یوسف۔

(ھ) پانچویں سند شیخ عبدالقادر کردی کو عنایت فرمائی

(و) چھٹی سند شیخ محمد بن[31] سید ابی بکر الرشیدی کو مرحمت فرمائی۔

(ز) ساتویں سند شیخ محمد سعید[32] بن سید محمد المغربی کو عنایت فرمائی۔

یہ وہ علماء حرمین ہیں جن کو تحریری اجازت نامے عنایت فرمائے، بہت سے حضرات کو زبانی اجازت مرحمت فرمائی کہ ان کی تعداد کا علم نہیں۔

○

حرمین شریفین کے علاوہ پاک و ہند میں بھی فاضل بریلوی کے بکثرت خلفاء ہیں جن حضرات کے اسمائے گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:۔

(۱) مولانا حامد رضا خاں (۲) مولانا مصطفےٰ رضا خاں (۳) مولانا محمد ظفرالدین بہاری

(۴) مولانا سید دیدار علی شاہ (۵) مولانا امجد علی اعظمی (۶) مولانا نعیم الدین مرادآبادی

(۷) مولانا احمد اشرف اشرفی جیلانی (۸) مولانا احمد مختار صدیقی (۹) مولانا عبدالاحد قادری

(۱۰) مولانا عبدالعلیم صدیقی میرٹھی (۱۱) مولانا محمد رحیم بخش آروی (۱۲) مولینا لعل محمد خاں مدراسی

(۱۳) مولانا عمر بن ابوبکر (۱۴) مولانا ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی (۱۵) مولینا محمد شفیع بیسلپوری

(۱۶) مولانا محمد حسنین رضا خاں (۱۷) مولینا محمد شریف کوٹلی لوہاراں (۱۸) مولانا امام الدین کوٹلی لوہاراں

marfat.com

(۱۹) مولینا مفتی غلام جان ہزاروی (۲۰) مولانا احمد حسین امروہوی (۲۱) مولینا عبد السلام جبل پوری
(۲۲) مولانا برہان الحق محمد عبد الباقی جبل پوری (۲۳) سید فتح علی شاہ[1]
(۲۴) مولینا ابوالبرکات سید احمد قادری (۲۵) مولانا عمر الدین ہزاروی
(۲۶) مولانا شاہ محمد حبیب اللہ قادری (والد ماجد مولانا شاہ محمد عارف اللہ قادری)
(۲۷) مولانا میر مومن علی مومن جنیدی (۲۸) پروفیسر سید سلیمان اشرف
(۲۹) قاری محمد بشیر الدین جبل پوری

فاضل بریلوی کے تلامذہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ بیشتر تلامذہ پاک و ہند میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے اور ملک کے طول و عرض میں پھیل کر فاضل بریلوی کے پیغام کو دور دور پہنچایا۔ تحریک پاکستان میں بھی آپ کے تلامذہ نے مثبت اور اہم کردار ادا کیا ہے۔ کسی فاضل کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ فاضل بریلوی کے جن تلامذہ کے اسماء گرامی معلوم ہو سکے وہ یہ ہیں:۔

(۱) مولانا حسن رضا خاں (۲) مولینا محمد رضا خاں (۳) مولینا حامد رضا خاں
(۴) مولینا سید احمد اشرف کچھوچھوی (۵) مولینا سید محمد جیلانی کچھوچھوی (۶) مولینا ظفر الدین بہاری
(۷) مولینا عبد الواحد پیلی بھیتی (۸) مولینا حسنین رضا خاں (۹) مولینا سلطان احمد خاں
(۱۰) مولینا سید امیر احمد (۱۱) مولینا حافظ یقین الدین (۱۲) مولینا حافظ عبد الکریم
(۱۳) مولینا سید نور احمد چاٹگامی (۱۴) مولینا منور حسین (۱۵) مولینا واعظ الدین
(۱۶) مولینا عبد الرشید عظیم آبادی (۱۷) مولینا شاہ غلام محمد بہاری (۱۸) مولینا حکیم عزیز غوث
(۱۹) مولینا نواب مرزا وغیرہ وغیرہ

○

---

[1] یہاں تک تمام تفصیلات مولانا بدر الدین احمد کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت (ص ۔ ۳۰۶) سے ماخوذ ہیں۔ مسعود

marfat.com

فاضل بریلوی قدس سرہ

علماء حجاز کی نظر میں

marfat.com

حرمین شریفین میں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جب آپ پہلی بار ۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں حج بیت اللہ تشریف لے گئے تو اس قدر و منزلت کا آغاز ہو چکا تھا جس کی تفصیل مولانا رحمان علی نے تذکرہ علمائے ہند میں[1] اور مولینا محمد ادریس نگرامی نے تذکرۂ علمائے حال میں[2] بیان کی ہے۔ مولینا رحمان علی تحریر فرماتے ہیں :-

۱۲۹۵ھ/ ۱۸۷۸ء میں اپنے والد ماجد کے ہمراہ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ وہاں کے اکابر علماء یعنی سید احمد دحلان (مفتی شافعیہ) اور عبدالرحمن سراج (مفتی حنفیہ) سے حدیث، فقہ، اصول، تفسیر اور دوسرے علوم کی سند حاصل کی۔ ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں ادا کی، نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنے گھر لے گئے دیر تک ان کی پیشانی کو تھامے رہے اور فرمایا:-

انی لا اجد نور اللہ من ھذا الجبین

بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں،

---

[1] مولینا رحمان علی (۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۸ء تا ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء) نے تذکرہ علمائے ہند نامی کتاب ۱۳۰۵ھ/ ۱۸۸۷-۸ء میں لکھنی شروع کی غالباً ۱۳۰۷-۸ھ/ ۱۸۹۰-۹۱ء میں پایۂ تکمیل تک پہنچی اور اس کا پہلا اڈیشن ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء میں نول کشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا۔

[2] محمد ادریس نگرامی تطییب الاخوان بذکر علمائے الزمان (ملقب بہ تذکرہ علمائے حال مؤلفہ ۱۳۱۳ھ/ ۱۸۹۵ء مطبوعہ ۱۳۱۴ھ/ ۱۸۹۶ء ص ۱۰-۱۱

marfat.com

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا :-

تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے۔

سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں، مکہ معظمہ میں شیخ جلیل موصوف کے ایماء سے رسالہ جوھرۃ مضیۃ کی شرح، جو مناسک حج میں شافعی مذہب کے مطابق ہے، دو دن میں کی، یہ رسالہ شیخ حسین بن صالح کی تصنیف ہے مولوی احمد رضا خان اس کا نام

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیۃ

رکھ کر شیخ کی خدمت میں لے گئے، شیخ نے ان کے حق میں تحسین و آفریں فرمائی [1]

ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) کے ایک خصوصی شمارے میں فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے واقعات وحالات کو ذرا مفصل بیان کیا گیا ہے۔ رسالہ مذکور میں مولوی شاہ محمود جان قادری نے ذکر رضا (منظوم) کے حاشیے میں شرح جوہرۂ مضیہ کا اس طرح تعارف کرایا ہے:-

فاضل بریلوی نے پہلے ابیات کا ترجمہ فرمایا۔ پھر شرح میں پہلے مطلب پھر اختلاف مذاہب شافعیہ وحنفیہ اور بیان مذہب حنفیہ میں اختیار راجح و ترک مرجوح وغیرہ کے ساتھ متصف فرمایا اور بروز دوشنبہ ۷، ذی الحجہ سال مذکور (۱۲۹۶ھ ۱۸۷۸ء) کو ختم فرما کر

النیرۃ الوضیہ فی شرح الجوھرۃ المضیہ

سے ملقب فرمایا

پھر اس پر بعض تعلیقات وحواشی تحریر فرمائے جن میں فوائد لطیفہ و توضیح مسائل و تخریج احادیث وغیرہ کی گئی ہے یہ تعلیق بھی ایک رسالہ ہو گئی جس کا

---

[1] رحمان علی : تذکرہ علمائے ہند، ص ۹۸- ۹۹

marfat.com

نام ——— الطرة الرضية على النيرة الوضية

رکھا گیا، یہ کتاب قابل دید اور مسائل حج میں بے نظیر ہے۔ مطبع انوار احمدی لکھنؤ میں ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء میں طبع ہوئی۔ [1]

○

ان بیانات سے ایک طرف تو فاضل بریلوی کی علمی اور روحانی برتری اور تفوق کا اندازہ ہوتا ہے اور دوسری طرف عربی زبان پر مہارت تامہ کا پتہ چلتا ہے، ایسی مہارت جس پر خود اہل عرب رشک کریں، یہ کوئی مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت ہے، فاضل بریلوی کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا شیخ ضیاء الدین مدنی مدظلہ العالی نے علامہ حافظ محمد احسان الحق (گوجرانوالہ) سے بیان فرمایا :۔

ایک مرتبہ مصر کے فاضل ترین علماء کرام کے اجتماع میں میں نے اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ کا مندرجہ ذیل قصیدہ عربیہ پڑھا تو انہوں نے بیک زبان کہا کہ یہ قصیدہ کسی فصیح اللسان عربی النسل عالم دین کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے میں نے بتایا کہ اس قصیدے کے لکھنے والے مولانا احمد رضا بریلوی ہیں جو عربی نہیں بلکہ عجمی ہیں، علماء مصر حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے کہ وہ عجمی ہو کر عربی میں اتنے ماہر ہیں۔ قصیدہ یہ ہے :۔

الحمد للمتوحد — بجلاله المتفرد

وصلوته دوماً على — خیر الانام محمد

---

[1] شاہ محمود جان: ذکر رضا، مطبوعہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی) ۱۳۸۲ھ / جون ۱۹۶۲ء مجدد اعظم نمبر ص ۸ (یہ کتاب عنقریب مکتبہ رضویہ لاہور کی طرف سے شائع کی جا رہی ہے)۔

نوٹ: اس رسالے کے صفحہ ۲۶ پر مولینا مجیب الاسلام صاحب نسیم اعظمی نے تعارف کے عنوان سے علمائے حرمین شریفین کے اعزازی کلمات کو مختصراً پیش کیا ہے۔ مسعود

marfat.com

والآل والاصحاب ھم   ما دام عند سند اللہ

فالی الخلائق نوسلی   بکتابہ وباحمد

وبمن اتی بکلامہ   وبمن ھدی وبمن ھدی

وبطیبة وبمن حوت   وبمنبر وبمسجد

وبکل من وجد الرضا   من عند رب واحد [1]

○

پہلی بار زیارتِ حرمین شریف کے موقع پر فاضل بریلوی کی جو عزت افزائی ہوئی اس کا مختصر حال اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء میں جب دوسری بار تشریف لے گئے تو وہ اعزاز و اکرام ہوا کہ اہل پاک و ہند کو جس کا گمان بھی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ اس کی تفصیل آگے آئیگی۔

پہلی بار سفر حج کے بعد علمائے حرمین کے سامنے فاضل بریلوی کے بعض فتوے پیش کیے گئے جس سے ان کے دلوں پر آپ کی فضیلت علمی اور تحقیق و استدلال کا سکہ بیٹھ گیا۔ تعارف تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ من جملہ ان فتاوی کے فتاویٰ موسومہ

"الحام السنة لاهل الفتنة"

تھا جس کا موضوع ندوہ کے علماء کی تردید تھا [2]۔ ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء میں یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا اور اس پر ان کی تصدیقات حاصل کر کے ۱۳۱۷ھ میں یہ تصدیقات

"فتاوی الحرمین برجف ندوة المین"

---

[1] احمد رضا خاں: حدائق بخشش حصہ سوم، مطبوعہ بدایوں ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء، ص ۲

نوٹ: قصیدہ عربیہ طویل ہے یہاں بخوف طوالت چند اشعار پیش کئے گئے ہیں۔ مسعود

[2] علماء ندوہ صلح کل کے داعی تھے اور ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے تھے خواہ اسکے عقائد کچھ ہی کیوں نہ ہوں گویا وہ اجمال کے قائل تھے تفصیل سے سروکار نہ رکھتے تھے، ممکن ہے کہ اس زمانے کے سیاسی حالات نے ان کو یہ لائحہ عمل اختیار کرنے پر مجبور کیا ہو۔ فاضل بریلوی اس غیر واضح فکری اور علمی تحریک کو اچھی نظر سے نہ دیکھتے تھے اور اسکے سخت مخالف تھے

(باقی صفحہ ۹۷ کے نیچے)

marfat.com

کے نام سے شائع ہوئی ہیں۔ یہ ساری تفصیل حکیم عبد الحئی لکھنوی نے نزھۃ الخواطر (جلد ہشتم) میں دی ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں :۔

انعقدت حفلة "مدرسة فیض عام" سنة احدی عشرة و ثلاث مائة والف فی کانفور، وحضرها اکثر العلماء النابهین وهی الحفلة التی تاسست فیها ندوة العلماء، ومن اکبر اغراضها توحید کلمة المسلمین واصلاح ذات البین بین علماء الطوائف واصلاح التعلیم الدینی، وحضرها المفتی احمد رضا المترجم وخرج منها وقد قرر محاربة هذه الجمعیة، فاصدر صحیفة اُسماها

"التحفة الحنفیة"

لمعارضة ندوة العلماء، والف نحواً مائة رسالة و کتاب فی الرد علیها، واخذ فتاوی العلماء فی انحاء الهند و توقیعاتهم فی تکفیر علماء الندوة، وجمعها فی کتاب سمّاه

الجام السنة لاهل الفتنة

واخذ علیٰ ذالک توثیق علماء الحرمین ونشر فی مجموعة سماها

"فتاوی الحرمین برجف ندوة المین"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۶) علماء دیوبند بھی اس تحریک اور اس کے بانی کو مشکوک نظروں سے دیکھتے تھے۔ چنانچہ مفتی کفایت اللہ صاحب نے اپنے فتوے (مطبوعہ تحفہ ہندیہ پریس دہلی ۱۳۳۲ھ) میں دار الندوہ کے روح رواں مولوی شبلی نعمانی پر سخت تنقید کی ہے اور ان کو معتزلہ اور ملاحدہ میں شمار کیا ہے۔ اسی طرح مولانا انور شاہ کشمیری نے بھی مقدمہ مشکلات القرآن (ص ۳۲) میں مولوی شبلی کے لئے بہت سخت جملے استعمال کئے ہیں (بحوالہ سوانح اعلیٰ حضرت ص ۵۵-۵۶)

marfat.com

فی سنۃ سبع عشرۃ وثلاث مأۃ الف[۱]

(ترجمہ) ۱۳۱۱ھ (۱۸۹۳ء) میں کانپور "مدرسہ فیض عام" میں ایک اجتماع منعقد ہوا، اس میں بہت سے علماء کرام تشریف لائے، یہ وہی اجتماع ہے جس میں ندوۃ العلماء کی بنیاد ڈالی گئی، جس کے اغراض و مقاصد یہ تھے کہ مسلمانوں کو متحد کیا جائے، ان کی اصلاح کی جائے، علماء کے مختلف طبقوں کو قریب لایا جائے، دینی تعلیم کی اصلاح کی جائے، اس ادارے میں مفتی احمد رضا خاں بھی آئے لیکن پھر علیحدہ ہو گئے اور اس جمعیت سے آمادہ پیکار ہو گئے۔ چنانچہ انہوں نے "ندوۃ العلماء" کی مخالفت میں ایک رسالہ "التحفۃ الحنفیہ" جاری کیا، اس کے علاوہ علماء ندوہ کے خلاف سو (۱۰۰) رسالے لکھے اور ہندوستان کے علماء سے انکی تکفیر کے فتوے لیے، اس پر تقریظیں حاصل کیں اور ان سب کو یکجا کر کے کتابی شکل دی اور اس کا نام "الجام السنہ لاھل الفتنہ" رکھا اور پھر اس پر علمائے حرمین کی توثیقات حاصل کیں اور ان سب کو ایک مجموعے کی شکل میں ۱۳۱۷ھ/ (۱۸۹۹ء) میں شائع کیا، اس مجموعے کا نام تھا:۔

فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین

○

فاضل بریلوی کے پہلے سفر حج کے دوران علماء حرمین کافی متاثر ہو چکے تھے، پھر جب علماء کے سامنے آپ کے فتوے پیش کئے گئے تو ان کو آپ کے تبحر علمی اور قوت استدلال کا اندازہ ہوا اور آپ کی عظمت کا سکہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ چناں چہ جب دوسری بار سفر حج پر تشریف

---

[۱] عبدالحی لکھنوی: نزھۃ الخواطر وبھجۃ المسامع والنواظر (الجزء الثامن) مطبع مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء، ص ۴۰

marfat.com

لے گئے، تو غیر معمولی اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ غالباً مخالفین کو اس کا پہلے سے اندازہ تھا۔ اس لئے انہوں نے اپنا کام شروع کیا۔ اسی زمانے میں مولانا خلیل احمد انبیٹھی بھی وہاں تشریف لے گئے۔ فاضل بریلوی کے زمانۂ قیام میں موصوف کا وہاں جانا معنی خیز معلوم ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی نے ان کی موجودگی کا اس طرح ذکر کیا ہے:۔

> اور یہ تمہیں یاد رہے کہ یہ کتاب براھین قاطعہ جو خلیل احمد انبیٹھی کی طرف منسوب ہے جو اس سال حج کعبہ کو آیا اور ابھی یہاں موجود ہے اور اس پر اس کے استاد رشید احمد گنگوہی نے تقریظ لکھی اور اس کے ایک ایک حرف کو صحیح بتایا، ہمارے سردار علماء حرمین شریفین اس کا رد فرما چکے ہیں [1]

غالباً مولوی خلیل احمد کے ایما پر براھین قاطعہ کا سہارا لے کر جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو ابلیس لعین کے علم سے کم تر بتایا ہے۔ مسئلہ علم غیب کے بارے میں ایک بحث چھیڑی گئی اور حکومت وقت کو بھی اس میں ملوث کیا گیا مگر فاضل بریلوی نے اس کا مسکت جواب دیا اور اس فاضلانہ، عارفانہ اور محققانہ جواب کو "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ" (۱۳۲۳ھ) کے تاریخی نام سے معنون کیا اور پھر اس پر علمائے حجاز کی تصدیقات حاصل کر کے ان تصدیقات کو الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ) کے نام سے شائع کیا گیا۔ ان تصدیقات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علمائے عرب فاضل بریلوی کی شخصیت و علمیت سے

---

[1] مولینا احمد رضا خاں: الدولۃ المکیۃ، ص - ۲۹۷

marfat.com

بیحد متاثر تھے۔ الدولۃ المکیۃ کے تفصیلی تعارف کے بعد ہم ان تصدیقات کے اقتباسات پیش کریں گے تاکہ قارئین کرام خود پڑھ کر فاضل بریلوی کی ہمہ گیر مقبولیت ومحبوبیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکیں۔

---

marfat.com

پہلا باب

الدّولة المكيّة بالمادة الغيبيّة

marfat.com

الدولۃ المکیہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں جو نسبتاً ضخیم ہے مسئلہ علم غیب[1] پر فاضلانہ اور محققانہ بحث فرمائی ہے بعض مباحث جن کا تعلق علم ریاضی و علم منطق و فلسفہ سے ہے، عامۃ الناس بلکہ اب تو خواص کے فہم سے بھی بالاتر ہوں گے۔

دوسرے حصے میں دوسرے چار سوالات کے جوابات پیش کئے گئے ہیں جن کا تعلق مولانا شاہ سلامت اللہ کی کتاب اعلام الاذکیاء (مطبوعہ ہند) کے آخر میں واقع ایک عبارت سے ہے اور ایک سوال کا تعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے خطبہ مدارج النبوۃ سے ہے۔ یہ کتاب ۲۶ اور ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو دو نشستوں میں صرف ساڑھے آٹھ گھنٹے میں تصنیف فرمائی جیسا کہ اس کتاب کے آخر میں خود صراحت فرمائی ہے۔

الدولۃ المکیہ کے دیباچے میں فاضل بریلوی نے وہ تمام تفصیلات دی ہیں جو اس کتاب کی تدوین و ترتیب کے محرکات میں شامل ہیں۔ اور جو اہمیت سے خالی نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب پر کئی رسائل تصنیف فرمائے۔ منجملہ ان کے سات رسائل یہ ہیں:۔

(ا) ازاحۃ الغیب ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء (ھ) مالی الجیب بعلوم الغیب (سنہ ۱۳۱۸ھ/سنہ ۱۹۰۰ء)

(ب) الجلاء الکامل ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء (و) اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان ومایکون (سنہ ۱۳۱۸ھ/سنہ ۱۹۰۰ء)

(ج) ابراء المجنون ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء

(د) حبل الوراۃ (ز) انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفی (سنہ ۱۳۱۸ھ/سنہ ۱۹۰۰ء)

marfat.com

میرے پاس علم سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بعض ہندیوں کی طرف سے پیر کے دن عصر کے وقت ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو ایک سوال آیا اور میرے گمان میں ان بعض وہابیہ کا اٹھایا ہوا ہے جنہوں نے دل کھول کر اللہ و رسول جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گالی دی اور ہندوستان میں اس کی کتابیں شائع کیں ؛ یہ اس لئے کہ یہاں اگر کسی سنّی کو کسی مسئلے کی حاجت ہو علماء سے دریافت کرنے کی تو یہ اللہ کا امان والا شہر ہے، بحمداللہ علم و علماء سے بھرا ہوا ہے [۱]

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

اور انہوں نے جانا کہ میں مکۃ معظمہ میں اپنی کتابوں سے جدا ہوں اور بیت اللہ کی زیارت میں مشغول اور اپنے مولیٰ و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر کی جانب جانے کی جلدی ہے، تو انہوں نے یہ سوال اٹھایا اس طمع پر کہ یہ جلدی اور اس دھیان میں دل کا لگا ہونا اور کتابیں پاس نہ ہونا، مجھے اظہار جواب سے روک دے گا تو اس میں ان کو عید و خوشی ہو جائیگی ——— اور نہ جانا کہ یہ دینِ متین امان میں ہے اور جو کوئی اس کی مدد کرے منصور و محفوظ ہے [۲]

مولینا شیخ اسمٰعیل بن خلیل (مکّہ مکرّمہ) نے بھی اپنی تقریظ میں ان واقعات کا مفصل ذکر کیا ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں :-

شیخنا العلامۃ المجدد، شیخ الاساتذۃ علی الاطلاق المولوی شیخ احمد رضا خاں جب

---

[۱] مولانا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، مطبوعہ کراچی ۱۳۷۴ھ / ۱۹۵۵ء ص ۱۶۸ - ۱۶۹

نوٹ : فاضل بریلوی نے مخالفین کی تردید میں بکثرت تصانیف تحریر فرمائیں جس کا ذکر اس طرح فرماتے ہیں :-

میں نے دو سَو سے زیادہ کتابیں تصنیف کیں (یعنی مخالفین کے ردّ میں) اور ان کے بڑوں کو دو چار دفعہ نہیں بلکہ بکثرت دعوت مناظرہ دی تو ان میں سے کسی نے لوٹ کر جواب نہ دیا۔ (الدولۃ المکیہ، ص ۱۶۹) مسعود

[۲] مولینا احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ، ص ۱۷۱

marfat.com

۱۳۲۳ھ میں حج بیت اللہ شریف کیلئے تشریف لائے بعض فاسقوں کی مدد سے چند بدنصیبوں نے اس وقت کے شریف مکہ کے یہاں ضرر پہنچانے میں کوشش کی اور ان کے ساتھ مکر کرنا چاہا۔ چنانچہ علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں انکے پاس سوال بھیجا اور گمان کیا کہ وہ جواب نہ دے سکیں گے کہ سفر کی تیاری میں ہیں اور یہاں ان کے پاس کوئی کتاب بھی نہیں تو مولینا نے اللہ ان کی تائید کرے اس سوال پر وہ جواب لکھا جس سے ہر مسلمان کی آنکھ ٹھنڈی کی اور ہر کافر د فاسق و گمراہ بے نور کو ذلیل و خوار کیا۔ ¹ (ترجمہ)

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :۔

"ہمارے شیخ مذکور حضرت احمد رضا خاں جب تحریر جواب سے فارغ ہوئے شریف مکہ نے شیخ صالح کمال (سابق مفتی مکہ) کو حکم دیا کہ رسالہ ان کے دربار میں برملا پڑھیں، چنانچہ رسالہ پڑھا گیا، سرکش گروہ کے افراد وہاں موجود تھے سن سن کر حیرت زدہ رہ گئے اور ذلیل و خوار ہوئے۔ اس وقت شریف مکہ پر ظاہر ہو گیا کہ مولینا احمد رضا خاں حق پر ہیں اور مخالفین گمراہ ہیں ———— یہاں تک کہ بعض ثقہ لوگوں نے مجھے خبر دی کہ شریف مکہ کے ایک ملازم نے درخواست کی کہ حق شیخ میں ایک گونہ اہانت جاری کرنے کی اجازت دیں تو شریف مکہ نے انکار کر دیا اور فرمایا :۔

كيف يكون اجرا، مثل هذا الامر والعلما كلهم قاطبة قائمون وقائلون بقوله وانا كلنا مرجعنا اليهم والاستفادة منهم ²

---

¹ الفيوضات الملكيه لمحب الدولة المكيه (تاليف ۱۳۲۶ھ/ ۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۶

² ایضاً " " " ص ۱۴

(ترجمہ) "ایسے امر کا اجرا کیوں کر ہو سکتا ہے حالاں کہ تمام علما اس کی مدد پر قائم ہیں اور وہی کہہ رہے ہیں جو وہ کہتا ہے اور ہم سب کا رجوع علما ہی کی طرف ہے اور انہیں سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔" (ترجمہ از مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ)

اس کے بعد فاضل بریلوی کو جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کو شیخ ممدوح بڑے مؤثر انداز میں یوں بیان فرماتے ہیں:۔

فاعز اللہ مولینا الشیخ احمد المذکور علی رغم انوفهم و اکتنفه العلماء والطلبة فمن سائل مستفید و من مقدم سوالا للاستفسار علی القول السدید و من طالب اجازة و من منتظر اشادة هذا حاله و هو بمکة ۔[1]

(ترجمہ) "علماء اور طلبہ علم نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا[2] تو کوئی فائدہ حاصل کرنے کے لئے کوئی سوال کرتا اور کوئی قول صحیح دریافت کرنے کے لئے کوئی مسئلہ پیش کرتا ہے اور کوئی اجازت مانگتا ہے اور کوئی اشارہ کا انتظار کرتا ہے یہ ان کا حال تھا جب مکہ میں تھے۔"

یہ ایک جلیل القدر مکی عالم کا بیان ہے جس کو تعصب کی نگاہ سے دیکھنا مناسب نہیں

ع چشم کو چاہیئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

○

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولة المکیہ (تالیف ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی، ص ۱۴

[2] حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی یہ مقبولیت حیرت انگیز ہے، حرمین تو بجائے خود مسلمانان عالم کے لیے مرکز نگاہ ہیں، وہاں کسی کی طرف نگاہوں کا پھر جانا اس بات کی علامت ہے کہ وہ نگاہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول ہے، اسی مقبولیت نے اس کو مقام محبوبیت تک پہنچایا ہے، آیۂ کریمہ یحببکم اللہ میں اسی طرف تو اشارہ ہے۔ مسعود

marfat.com

فاضل بریلوی کے صاحب زادے حضرت مولینا حامد رضا خاں علیہ الرحمہ بھی رفیق سفر تھے۔ موصوف نے فاضل بریلوی کے رسالے کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) کے دیباچے میں کچھ روشنی ڈالی ہے، آپ تحریر فرماتے ہیں:-

سال گزشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہوگئے[1] مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت و توقیر کی گئی۔ وہاں علماء و فضلاء اور مشاہیر بڑے اعزاز و اکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی، حدیث کی کتابوں صحاح و سنن و مسانید و معاجیم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور یہ تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد، علماء، اور اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ) نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ برپا کر دیا۔ یہ کتاب مجموعی طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی۔ اس رسالے سے وہاں کے علماء کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم معقول و منقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔[2]

مولینا حکیم عبد الحئی لکھنوی نے بھی سرزمین حجاز میں آپ کی تالیفات اور سرعت تحریر کا ذکر کیا۔۔۔ وہ لکھتے ہیں :-

وسافر الی الحرمین الشریفین عدۃ مرات، وذاکر علماء الحجاز

---

[1] فاضل بریلوی کے سوانح نگار مولانا بدرالدین احمد رضوی قادری نے اپنی تالیف "سوانح اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی" کے صفحات ۲۶۱ تا ۲۹۳ میں شرح و بسط کے ساتھ فاضل بریلوی کے سفر حجاز اور متعلقہ حالات و واقعات کا ذکر کیا ہے۔ تفصیل مطلوب ہو تو قارئین کرام اس طرف رجوع فرمائیں۔

[2] مولانا احمد رضا خاں : کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مقدمہ از مولانا حامد رضا خاں بریلوی، ص ۴-۶

marfat.com

فی بعض المسائل الفقهیّه والکلامیّه والف بعض الرسائل اثناء اقامته بالحرمین واجاب عن بعض المسائل التی عرضت علی علماء الحرمین واعجبوا بغزارة علمه وسعة اطلاعه علی المتون الفقهیّة والمسائل الخلافیّة وسرعة تحریره وذکائه[1]

(ترجمہ) کئی بار حرمین شریفین کا سفر کیا اور علماء حجاز سے بعض مسائل فقہیہ اور کلامیہ میں مذاکرہ بھی کیا۔ حرمین شریفین کے قیام کے زمانے میں بعض رسائل بھی لکھے اور علماء حرمین نے بعض سوالات کئے تو ان کے جوابات بھی تحریر کئے، متون فقہیہ اور اختلافی مسائل پر ان کی ہمہ گیر معلومات، سرعت تحریر اور ذہانت کو دیکھ کر سب کے سب حیران و ششدر رہ گئے[2]

○

---

[1] حرمین شریفین کے زمانۂ قیام میں فاضل بریلوی نے یہ رسائل تصنیف فرمائے:۔
(۱) النیرة الوضیة فی شرح الجوهرة المضیّة (۱۲۹۵ھ)
(۲) الدولة المکیة بالمادة الغیبیّة (۱۳۲۳ھ)
(۳) کفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم (۱۳۲۳ھ)
(۴) الاجازة الرضویة لمبجل مکة البهیة (۱۳۲۴ھ)

[2] عبدالحیٔ لکھنوی: نزھة الخواطر (الجزء الثامن)، ص ۳۹

نوٹ: فاضل بریلوی کی اس سرعت تحریر و تصنیف و تالیف اور وسعت علم کو دیکھ کر خطیب مسجد حرام (مکہ معظمہ) شیخ محمد صالح علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:۔

ورأس المؤلفین فی زمانه (الفیوضات الملکیہ، ص ۳۵)
وامام المصنفین بحکم اقرانه (ایضاً)

(ترجمہ) اپنے زمانے میں تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے۔

marfat.com

فاضل بریلوی کے متعلق عوام و خواص کو یہ باور کرایا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو "علم کلی" تصور فرماتے ہیں اور اس طرح شرک کے مرتکب ہیں۔ چنانچہ مولانا عبدالحئی لکھنوی جیسا فاضل انسان اپنی تصنیف نزہۃ الخواطر میں تحریر کرتا ہے:-

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعلم الغیب علما کلیاً [۱]

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل مکی نے اس تہمت کی سختی سے تردید فرمائی چنانچہ الدولۃ المکیہ پر تقریظ لکھتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں:-

بلکہ ایک اور نے اپنی تحریر میں یہ جھوٹ باندھا اور بہتان لگایا کہ حضرت احمد رضا نے اپنے رسالے میں جو اس سوال کے جواب میں لکھا یہ حکم لگایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیر متناہی بالفعل سے متعلق ہے اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم مثل علم الٰہی کے ہے، ان دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ حاشا للہ ہمارے شیخ مذکور نے ان میں سے کوئی بات کہی ہو اور کیسے یقین کیا جا سکتا ہے جب کہ رسالہ خود ہمارے ہاتھ میں ہے [۲]

○

ہمارا موضوع تو صرف یہ دکھانا ہے کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کو کیسے اعزاز و اکرام سے نوازا گیا تھا لیکن چونکہ ان تمام محامد و محاسن کا تعلق ان تقاریظ سے ہے جو مسئلہ غیب یا علمائے دیوبند کی بعض دوسری تحریرات کے رد میں فاضل بریلوی کے رسائل پر علمائے حرمین شریفین نے تحریر فرمائیں۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ ان رسائل کے مندرجات کا مختصر تعارف کرا دیا جائے تاکہ مخالف یہ کہہ کر فارغ نہ ہو جائے کہ ان سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ان کا موضوع تو ہمارے اسلاف کی تحقیر و تذلیل ہے یا یہ

---

[۱] عبدالحئی لکھنوی: نزہۃ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰
[۲] الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ) ص ۸

تاثر دینے کی کوشش کرے کہ علمائے عرب نے فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں جو کچھ لکھا محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا[1] بلکہ وہ ٹھنڈے دل سے تعصب سے بالاتر رہ کر مسئلے کی تحقیق کی طرف متوجہ ہو اور پھر علمائے حرمین کی تصدیقات کو غور و فکر کے ساتھ پڑھے اور یہ سوچے کہ دیار بعید میں جو علم و حکمت کا گہوارہ ہے ایک عجمی عالم کی اتنی قدر و منزلت کیوں کی گئی اور علماء کی ایک کثیر جماعت اس کی تعریف میں رطب اللسان ہے اور پھر اگر خدا توفیق دے تو اس مرد کامل کی طرف سے اپنی بدگمانیوں کو دور کر کے صراط مستقیم اختیار کرے۔

○

جیسا کہ عرض کیا گیا الدولۃ المکیہ کے حصہ اوّل کا موضوع مسئلہ علم غیب ہے، فاضل بریلوی پر یہ تہمت تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الٰہی کے مماثل قرار دیتے ہیں مگر کتاب مذکور کے مندرجات سے اس خیال خام کی پرزور تردید ہوتی ہے۔ ہم قارئین کرام کی تطہیر و تزئین قلب و نظر کے لئے بعض ضروری اقتباسات پیش کرتے ہیں۔

(۱)

جو غیر خدا سے علم غیب کی مطلقًا ایسی نفی کرے کہ کسی طرح ثابت ہی نہ مانے وہ ان آیتوں سے کفر کر رہا ہے جو ثابت فرماتی ہیں اور جو مطلقًا اس طرح ثابت کرے کہ کسی وجہ سے نفی مانے ہی نہیں، وہ ان آیتوں سے کفر کرتا ہے جو نفی

---

[1] چنانچہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی نے حسام الحرمین اور المعتقد المنتقد کے جواب میں المھند علی المفند تحریر فرمائی جو ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع ہوئی (علمائے اہل سنت کی طرف سے اس کا رد "رادا المھند" کے نام سے شائع ہوا) اسی طرح مولینا حسین احمد مدنی نے رسالہ الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب تحریر فرمایا جو دیوبند سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء سے شائع ہوا۔ دونوں رسائل میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی نے جو کہا غلط ہے اور اس پر علمائے عرب نے جو تصدیقات تحریر فرمائیں محض غلط فہمی کی بنا پر ہیں۔ راقم نے اس قسم کے رسائل کا اس کتاب کے آخر میں اسنّد راک کے تحت جائزہ لیا ہے۔ تفصیلات وہاں ملاحظہ کریں۔ مسعود

marfat.com

فرماتی ہیں اور مسلمان سب پر ایمان لاتا ہے اور وہ مختلف راہوں میں نہیں پڑتا[1]

پہلی تقسیم تو یہ ہے کہ علم یا تو ذاتی ہے، جب کہ نفس ذات عالم سے صادر ہو، اس کے غیر کو اس میں کچھ دخل نہ ہو، یوں کہ غیر کی عطا سے ہو نہ یوں کہ غیر اس میں کسی طرح سبب پڑے ——— اور یا عطائی ہے جب کہ غیر کی عطا سے ہو۔

پہلی قسم مولیٰ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کے غیر کیلئے محال ہے اور جو اس میں سے کوئی حصہ جہاں بھر میں کسی کے لئے ثابت کرے اگرچہ ایک ذرّے سے کم سے کم تر، وہ یقیناً مشرک ہے۔

اور **دوسری قسم** مولیٰ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ خاص ہے، اللہ کے لئے ممکن نہیں اور جو اس کا کوئی علم اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کرے وہ کافر ہے اور ایسی چیز لایا جو شرک اکبر سے بھی زیادہ خبیث و شنیع ہے اس لئے مشرک تو وہ ہے جو اللہ کے برابر دوسرے کو جانے اور اس نے غیر خدا کو خدا سے برتر سمجھا کہ اس نے اپنے علم و خیر کا فیض خدا کو پہنچا دیا[2]

——— (۲) ———

جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و شرعاً دونوں طرح محال ہے بلکہ اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر دیئے جائیں تو ان کے مجموعے کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصہ کو دس لاکھ سمندروں سے، اس واسطے کہ بوند کا یہ حصہ بھی محدود ہے اور دریا کے ذخائر بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے اسلئے

---

[1] مولینا احمد رضا خاں: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۷۵
[2] ایضاً " " " ، ص ۱۷۷ – ۱۸۱

marfat.com

کہ ہم بوند کے اس حصے کے برابر یکے بعد دیگرے ان سمندروں میں سے پانی لیتے جائیں تو ضرور ان سمندروں پر ایک دن وہ آئے گا کہ ختم و فنا ہو جائیں گے کہ آخر متناہی ہیں لیکن غیر متناہی میں سے کتنے ہی بڑے متناہی حصے کی امثال لیتے چلے جاؤ تو حاصل ہمیشہ متناہی ہوگا اور اس میں ہمیشہ غیر متناہی باقی رہے گا تو کبھی کوئی نسبت حاصل نہیں ہو سکتی۔ یہ ہے ہمارا ایمان اللہ عزوجل پر۔[1]

(۳)

اللہ سبحانہ نے غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے اور ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے تو جو غیب کو جانتا نہیں اس کی تصدیق کیوں کر کرے گا؟ اور جو تصدیق نہ کرے گا اس پر ایمان کیوں کر لائے گا؟ تو ثابت ہوا کہ علم جو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے لائق ہے وہ نہیں مگر علم ذاتی ——— تو جن آیتوں میں غیر خدا سے نفی فرمائی ان میں ضرور ہے کہ یہی دونوں معنی (علم ذاتی اور علم مطلق تفصیلی جو تمام معلومات الٰہیہ کو حقیقی طور پر محیط ہو) مراد ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ علم جسے بندوں کے لئے ثابت کر سکتے ہیں وہ علم عطائی ہے ——— بیشک اللہ سبحانہ نے علم سے اپنے بندوں کی مدح فرمائی ہے کہ فرماتا ہے:۔

ملائکہ نے ابراہیم کو ایک علم والے لڑکے کی خوش خبری دی

اور فرمایا:۔

ہم نے خضر کو علم لدنی عطا کیا

اور فرمایا:۔

اے نبی اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔[2]

---

[1] مولانا احمد رضا خاں: الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ (۱۳۲۳ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۱۹۷

[2] ایضاً " " " " " ، ص ۲۰۷

marfat.com

(۴)

وہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے غیبوں کے مطلق علم کی نفی کرتا ہے[1]، اگرچہ خدا کی عطا سے ہو، تو ایسا شخص اس چیز کی نفی کر رہا ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ثابت فرمائی ہے اور اس کا یہ قول اس کے ایمان کی نفی کرتا ہے اور اس کے زیاں کار ہونے کے لئے کافی ہے[2]۔

تمام وکمال جملہ مخلوقات کے مجموعۂ علوم کی ہمارے رب العالمین کے علوم سے برابری کا شبہ اس قابل نہیں کہ مسلمان کے دل میں اس کا خطرہ بھی گزرے کیا اندھوں کو یہ نہیں سوجھتا کہ اللہ[1] کا علم ذاتی ہے اور خلق کا علم عطائی۔ اور اللہ[2] کا علم اس کی ذات کے لئے واجب ہے اور خلق کا علم اس کے لئے ممکن، اللہ[3] سبحانہٗ تعالیٰ کا علم ازلی، سرمدی، قدیم، حقیقی ہے اور مخلوق کا علم حادث اس لئے کہ تمام مخلوقات حادث ہے اور صفت موصوف سے پہلے نہیں ہوسکتی، اور اللہ[4] سبحانہٗ کا علم مخلوق نہیں اور خلق کا علم مخلوق ہے[5]۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیر قدرت نہیں اور خلق کا علم اللہ کی قدرت میں اور اس کے زیر دست ہے۔ علم[6] الٰہی کا ہمیشہ رہنا واجب اور علم مخلوق کی فنا ممکن، علم الٰہی کسی طرح بدل نہیں سکتا اور علم خلق میں تغیر روا[3]۔

---

[1] ۱۳۱۸ھ / ۱۹۰۰ء میں دہلی سے فاضل بریلوی کے پاس ایک استفتاء آیا تھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ اپنے خاتمہ کا حال جانتے تھے اور نہ امت کے خاتمہ کا جیسا کہ بعض علماء وہابیہ نے تحریر کیا ہے۔ اس کے جواب میں رسالہ "انباء المصطفیٰ بحال سر واخفیٰ" لکھا گیا۔

[2] ایضاً ۔ الدولۃ المکیہ ، ص ۳۰۹

[3] ایضاً ، " ، ص ۲۱۳

(۵)

ایک بادشاہ جبّار تمام و کمال دنیا کا مالک ہوا اور ہر چھوٹا بڑا خزانہ سب اسی کی ملک میں تھا اور اس کے کچھ نواب سردار تھے جنہیں ایک ایک ضلع کے خزانے پر اس نے مسلّط کیا تاکہ محتاجوں کی اعانت کریں اور مسکینوں کو خیرات دیں اور سب پر ایک نائب اعظم کو سردار کیا جس کے اوپر سب سے زیادہ عزت والے بادشاہ کے سوا کوئی نہیں تو بادشاہ نے اپنے تمام خزانے اس کے دستِ اختیار میں دے دیئے اور خاص اپنی ذات کے سوا سب کے معاملات اس کے سپرد کر دیئے تو وہ نائب اعظم سب نوابوں اور سرداروں پر تقسیم کرتا ہے اور وہ درجہ بدرجہ اپنے ماتحتوں پر بانٹتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ تقسیم فقیروں تک پہنچتی ہے تو ہر ایک کو اس کا نصیب ملتا ہے اور ان محتاجوں میں ایک بدبخت مطرود، گندہ مردود ہے جو بادشاہ اور اس کے نوابوں سے جھگڑتا ہے تو نہ ان کی عقیدت رکھے اور نہ ان کی تعظیم کرے نہ انہیں اپنے سے کچھ بڑھ کر سمجھے اور وہ نانِ شبینہ کا محتاج ہے، فقیر آفت زدہ مسکین، مفلس، اسے امیروں کی تقسیم سے صرف ایک پیسہ پہنچا، کھوٹا اور وہ کہتا ہے کہ میں اور نائب اعظم دونوں مال و ملک میں برابر ہیں اس لئے کہ اگر تمام اموال کی ملک مراد لی جائے تو وہ خلیفہ کو بھی حاصل نہیں اور اگر بعض کی ملک مراد ہے تو اس میں خلیفہ کی خصوصیت کیا ہے کہ بعض کا میں بھی مالک ہوں کیا یہ کالا کھوٹا پیسہ میری ملک میں نہیں؟ تو اس بدبخت بڑے ناشکرے محتاج مغرور، بد کہنے والے نے نہ تو عطائے خلیفہ کا حق مانا اور نہ منصب خلافت کی تعظیم کی اور ایک کھوٹے پیسے اور معمور خزانوں میں جو شرق سے غرب تک زمین کو بھرے ہوئے ہیں کچھ فرق نہ کیا۔

marfat.com

بلکہ اس بادشاہ جبّار ہی کی قدر جیسی چاہیئے نہ پہچانی [1]

(۶)

اور ہم گروہ اہل حق بحمد اللہ جانتے ہیں کہ روزِ اوّل سے جو کچھ ہو گزرا اور روزِ آخر تک جو کچھ آئے گا اس سب کی تفصیل جو ہم نے ذکر کی وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے حضور نہیں مگر ایک تھوڑی چیز اور اس پر دلیل رب العزت کا یہ ارشاد ہے :۔

اس نے بتا دیا تمہیں جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ [2]

---

[1] احمد رضا خاں : الدولۃ المکیہ ، ص ۲۳۹ ۔ ۲۴۱

نوٹ : مندرجہ بالا عبارت میں فاضل بریلوی نے علمائے دیوبندیہ کی بعض قابل اعتراض عبارات کا تمثیلی انداز میں رد فرمایا ہے مثلاً مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالے حفظ الایمان میں تحریر کیا :۔

پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے۔

(حفظ الایمان مؤلفہ ۸ محرم ۱۳۱۹ھ ، مطبوعہ مکتبہ تھانوی ، کراچی ، ص ۷)

اس ناشائستہ عبارت پر علمی حلقوں میں بڑی ناراضگی کا اظہار کیا گیا چنانچہ مولانا اشرف علی نے اپنی تحریر کی صفائی میں ایک بیان دیا جو مقصود رڑکوی نے " بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان " کے نام سے ۱۹۱۲ء میں شائع کیا، مگر علماء کرام اس صفائی سے مطمئن نہیں ہوئے چنانچہ ۱۷ صفر ۱۳۴۲ھ / ۱۹۲۲ء کو حیدرآباد دکن کے ایک عالم نے خط لکھا اور مولانا کو ترمیم کا مشورہ دیا۔ مولانا نے اس طرح ترمیم کی :۔

" اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے "

(تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان ، مطبوعہ کراچی ، ص ۱۳)

[2] " " : الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵۱

marfat.com

(۷)

اگر تو اپنی تمنا پوری ہوئے بغیر نہ مانے تو تجھے کافی ہے صحیح بخاری کی حدیث امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم پر خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے ابتدائے آفرینش سے، یہاں تک کہ جنت والے جنت میں اور دوزخ والے دوزخ میں جائیں گے، سب احوال کی ہمیں خبر دے دی [1]

اور صحیح مسلم کی حدیث عمرو بن اخطب الانصاری رضی اللہ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا صبح سے غروب تک خطبہ فرمانا مذکور ہے اس میں یہ لفظ ہے :۔

تو جو کچھ دنیا میں قیامت تک ہونے والا ہے اس سب کی ہمیں خبر دی، ہم میں زیادہ علم اسے ہے جسے زیادہ یاد رہا [2]

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ :۔

ایک بار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم میں خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضور نے وقت قیام سے روز قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا کچھ نہ چھوڑا سب بیان فرما دیا [3]

اور ترمذی کی حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

مَیں نے رب عزوجل کو دیکھا اس نے اپنا دست قدرت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے میں پائی تو مجھ پر ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا [4]

---

[1]	" "	،	الدولۃ المکیہ ،	ص ۲۵۹
[2]	" "	،	"	" ۲۵۹
[3]	" "	،	"	" ۲۵۹
[4]	" "	،	"	" ۲۶۱

marfat.com

نیز ترمذی کی حدیث عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے :۔

میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب جان لیا۔[1]

اور دوسری روایت میں ہے۔

جو کچھ مشرق سے مغرب تک ہے سب مجھے معلوم ہو گیا۔[2]

صحیحین میں سورج گرہن کی حدیث میں ہے :۔

جو کوئی چیز میرے دیکھنے میں نہ آئی تھی وہ سب میں نے اپنے مقام میں دیکھ لی۔[3]

(۸)

یہ ہے ہمارے رب کا کلام، فیصلے کی بات اور عدالت والا حاکم فرماتا ہے اور اس کا فرمانا حق ہے:

"ہم نے تم پر قرآن اتارا، ہر چیز کا روشن بیان"

اور فرماتا ہے :۔

"قرآن بناوٹ کی بات نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر شے کی تفصیل ہے"

اور فرماتا ہے :۔

"ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی"

قرآن عظیم گواہ ہے اور اس کی گواہی کس قدر اعظم ہے کہ وہ ہر چیز کا تبیان ہے اور تبیان اس روشن اور واضح بیان کو کہتے ہیں جو اصلاً پوشیدگی باقی نہ رکھے کہ زیادت لفظ زیادت معنی پر دلیل ہوتی ہے اور بیان کے لئے ایک بیان کرنے والا چاہیئے، وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے اور دوسرا وہ جس کے لئے بیان کیا جائے اور وہ وہ ہیں جن پر قرآن اترا، ہمارے سردار

---

[1] ″ ″ ، الدولۃ المکیہ ، ص ۲۶۱

[2] ″ ″ ، ″ ، ۲۶۱

[3] ″ ″ ، ″ ، ۲۶۱

marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ اور اہل سنت کے نزدیک "شئے" ہر موجود کو کہتے ہیں تو اس میں جملہ موجودات داخل ہو گئے ——— اور انہیں موجودات میں سے لوح محفوظ کی تحریر ہے تو ضرور ہے کہ قرآن عظیم میں ان تمام چیزوں کا بیان روشن اور تفصیل کامل ہو اور یہ بھی ہم اس حکمت والے قرآن سے پوچھیں کہ لوح میں کیا لکھا ہوا ہے ۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے : ——— " ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے "[۱]

——— (۹) ———

جب کہ تمہیں معلوم ہو گیا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم قرآن عظیم سے مستفاد ہے اور ہر چیز کا روشن بیان اور ہر شئے کی تفصیل ہونا یہ اس کتاب کریم کی صفت ہے نہ کہ اس کی ہر ہر آیت یا ہر ہر سورۃ کی اور قرآن عظیم دفعۃً نہ اترا بلکہ تقریباً تیئیس برس میں تھوڑا تھوڑا جب کوئی سورۃ یا آیت اترتی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علموں پر اور علوم بڑھاتی یہاں تک کہ جب قرآن عظیم کا نزول پورا ہوا ، ہر چیز کا مفصل روشن بیان پورا ہو گیا اور اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی نعمت تمام کر دی جیسا کہ قرآن عظیم میں اس کا وعدہ فرمایا تھا[۲]

تعجب وحیرت ہے کہ علم غیب کے متعلق ان واضح ارشادات کے باوجود عوام تو عوام علماء کے ایک طبقے میں یہ خیال راسخ ہو گیا کہ فاضل بریلوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم کلی تصور فرماتے تھے جیسا کہ حکیم عبدالحئی لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے : ۔

وکان یعتقد بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یعلم الغیب علما کلیا[۳]

---

۱ ؎ " " : الدولۃ المکیہ ، ص ۲۷۵

۲ ؎ " " ، " ، ص ۲۹۱

۳ ؎ عبدالحئی لکھنوی : نزہتہ الخواطر (الجزء الثامن) ص ۴۰

marfat.com

رسالہ الدولۃ المکیہ جو کہ مکہ مکرمہ میں قلم برداشتہ تحریر فرمایا اور جو فاضل بریلوی کی علمیت، ذہانت، فطانت اور فقاہت پر شاہد عادل ہے جب علمائے حرمین شریفین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنی تصدیقات اور تقاریظ سے اس کو مزین فرمایا، ایک دو عالم نہیں ایک کثیر جماعت علماء نے تصدیق فرمائی اور ان فضائل و مناقب سے نوازا شاید کسی عجمی عالم کو اس طرح نہ نوازا ہو گا۔

اب ہم اصل موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان مفصل و مبسوط تصدیقات و تقاریظ سے بالترتیب چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کرتے ہیں جن سے علمائے عرب کی نظر میں فاضل بریلوی کی جلالت شان کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا۔[1]

جن علمائے عرب نے رسالہ مذکور کی تصدیق فرمائی اور اپنی تقاریظ سے نوازا ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ اُن علماء کے اسماء گرامی اس فہرست میں شامل نہیں جن کی تقاریظ ابھی تک شائع نہ ہو سکیں۔

اسماء گرامی علماء حرمین شریفین و بلاد اسلامیہ

عُلماءِ مکّہ معظّمہ

(۱) سید اسماعیل بن خلیل

(۲) شیخ محمد سعید بن محمد بابصیل، مفتی شافعیہ

(۳) شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن سراج، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ محمد عابد، مفتی مالکیہ

(۵) شیخ عبداللہ بن حمید، مفتی حنابلہ

(۶) شیخ محمد صالح بن شیخ صدیق کمال، سابق مفتی حنفیہ

(۷) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد، رئیس الخطباء والائمہ بالمسجد الحرام

---

[1] بہت سی تقاریظ ابھی تک اشاعت پذیر نہ ہو سکیں اور مہتمم مکتبہ رضویہ (کراچی) کے پاس محفوظ ہیں، افسوس ہم ان غیر مطبوعہ تقاریظ سے استفادہ نہ کر سکے۔ مسعود

marfat.com

(۸) شیخ محمد علی بن شیخ صدیق کمال حنفی، مدرس مسجد حرام
(۹) شیخ عبداللہ بن محمد صدقہ مدرس مسجد حرام
(۱۰) شیخ عمر بن ابی بکر باجنید مدرس مسجد حرام
(۱۱) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل امام شافعیہ مسجد حرام
(۱۲) شیخ ابو حسین محمد مرزوقی مدرس مسجد حرام
(۱۳) شیخ محمد علی بن حسین، امام مالکیہ مسجد حرام
(۱۴) شیخ محمد جمال بن محمد امیر بن حسین مفتی مالکیہ
(۱۵) شیخ اسعد بن احمد دہان مدرس مسجد حرام
(۱۶) شیخ عبدالرحمن بن احمد دہان
(۱۷) شیخ محمد بن یوسف خیاط
(۱۸) شیخ عطیہ محمود، مدرس حرم شریف
(۱۹) شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی مسجد حرام
(۲۰) شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی، مدرس حرم شریف

علماء مدینہ منورہ

(۲۱) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی مدینہ منورہ
(۲۲) شیخ احمد جزائری ابن سید احمد مدنی، مفتی مالکیہ مدینہ منورہ
(۲۳) شیخ محمد تاج الدین بن محمد مصطفےٰ الیاس حنفی، مفتی مدینہ منورہ
(۲۴) شیخ حسین بن عبدالقادر طرابلسی مدرس مسجد نبوی
(۲۵) سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہہ حسین علوی مفتی شافعیہ
(۲۶) شیخ عبداللہ نابلسی حنبلی، مسجد نبوی
(۲۷) شیخ محمد عبدالباری بن سید محمد امین رضوان مسجد نبوی
(۲۸) شیخ عباس بن سید محمد رضوان، مسجد نبوی
(۲۹) شیخ احمد بن سید احمد حسینی، شیخ مالکیہ، مسجد نبوی
(۳۰) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الادریسی القادری مسجد نبوی
(۳۱) سید احمد علی ہندی رام پوری مہاجر مدنی
(۳۲) شیخ علی بن احمد مسجد نبوی
(۳۳) شیخ احمد اسعد گیلانی حسنی و حسینی، حما شریف
(۳۴) شیخ غلام محمد برہان الدین بن شیخ نور الحسن،
(۳۵) شیخ عبدالقادر بن سودہ القرشی، مسجد نبوی
(۳۶) شیخ محمد عبدالوہاب بن محمد یوسف نقشبندی خالدی ضیائی، مسجد نبوی
(۳۷) شیخ مصطفےٰ بن نازری بن عزوز مالکی مسجد نبوی

marfat.com

(۳۸) شیخ احمد بن محمد خیر السناری عباسی (۳۹) شیخ محمد کریم اللہ مہاجر مدنی

(۴۰) شیخ موسیٰ علی شامی ازہری دردیری مدنی (۴۱) شیخ محمد یعقوب بن شیخ رجب مدرس مسجد نبوی

(۴۲) شیخ انیس الخیاری، مسجد نبوی (۴۳) شیخ محمد یٰس بن سعید، مسجد نبوی

(۴۴) شیخ عبد الرحمٰن دردیار المصری، مدرس مسجد نبوی (۴۵) شیخ حسین بن محمد

(۴۶) شیخ محمد سعید بن محمد الحسنی الحسینی الاویسی القادری

(۴۷) شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری مجاور مدینہ منورہ (۴۸) شیخ علی الرحمانی، مدینہ منورہ

(۴۹) شیخ عبد الوہاب مدینہ منورہ

دیگر بلاد اسلامیہ

(۵۰) شیخ ابراہیم عبد المعلی السقا، مدرس جامعہ ازہر مصر (۵۱) شیخ عبد الرحمٰن احمد حنفی مدرس جامعہ ازہر مصر

(۵۲) شیخ محمد الجامع الازہری الدمشقی، قسطنطینی

(۵۳) شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی (بیروت) (۵۴) شیخ محمود بن صبغۃ اللہ مدراسی (مہاجر مدنی؟)

(۵۵) شیخ محمد سعید بن عبد القادر نقشبندی بغدادی (۵۶) شیخ عبد الحمید بن محمد ادیب عطار شافعی دمشقی

(۵۷) شیخ محمد یحییٰ المکتبی الحسینی دمشقی (۵۸) شیخ یوسف عطا، مدرس درگاہ قادریہ بغداد شریف؟

(۵۹) شیخ عثمان قادری، حیدرآبادی

(۶۰) شیخ محمد امین دمشقی

(۶۱) شیخ حمدان ونیسی، قسطنطینی الجزائری

اب ہم مندرجہ بالا علماء کرام کی تقاریظ سے جستہ جستہ اقتباسات پیش کرتے ہیں :-

marfat.com

۱

شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبھانی علیہ الرحمہ (بیروت)

(صاحب جواہر البحار، حجۃ اللہ علی العالمین، شواہد الحق، سعادۃ الدارین)

میں نے اس کو (الدولۃ المکیہ) شروع سے آخر تک پڑھا اور تمام دینی کتابوں میں بہت زیادہ نفع بخش اور مفید پایا۔ اس کی دلیلیں بڑی قوی ہیں جو ایک امام کبیر علامۂ اجل کی طرف سے ظاہر ہو سکتی ہیں، اللہ راضی رہے اس رسالے کے مصنف سے اور اپنی عنایتوں سے ان کو راضی کرے اور انکی تمام پاکیزہ امیدوں کو برلائے۔[۱]

۲

شیخ العلما، مفتی شافعیہ محمد سعید بن محمد بابصیل علیہ الرحمہ
مکّہ معظّمہ

فاضل کامل سیدی احمد رضا خاں کے رسالہ مسمیٰ بہ الدولۃ المکیۃ بالمادۃ الغیبیۃ کا مطالعہ کیا، میرے نزدیک اس کا مصنف اور یہ رسالہ تین وجہ سے عظیم تعریف کا مستحق ہے:۔

(۱) وجہ اول یہ کہ جس سمت میں ہے وہاں کے علماء کا سردار ہے اور شریعت کے اصول و فروع سے علوم و مطالب میں محقق و مدقق ہے۔

(۲) وجہ دوم یہ کہ وہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حسن تعظیم و آداب کے ساتھ رہنے کی مکمل کوشش کرتا ہے، خصوصاً ان علوم غیب میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو کرامت کئے۔

(۳) وجہ سوم یہ کہ رسالہ مذکورہ اپنی شان میں عظمت والا ہے حالانکہ اسے زمانۂ حج ۱۳۲۳ھ میں قلیل مدت میں لکھا ہے۔

پھر آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

---

[۱] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ، مطبوعہ کراچی، ص ۷۷،۷۴

marfat.com

حتی انها وقعت عند علماء الحرمین موقعا جلیلا و قرضوا له علیها واجادوا فیما افادوا به له وھو قلیل من قدرہ۔[1]

یہاں تک کہ وہ رسالہ علماء حرمین شریفین کی نگاہ میں عظیم وقعت پر واقع ہوا اور ان علماء کرام نے مصنف کے لئے رسالے پر تقریظیں لکھیں اور انہوں نے مصنف کی تائید میں بہت خوب قیام کیا اور یہ بھی مصنف کی قدر سے کم ہے۔

۳

مفتی حنفیہ شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن سراج علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

اس رسالہ الدولۃ المکیہ کا مصنف وہ کہ جس میں میں نے اپنی نظر کو دوڑایا تو دیکھا کہ اسرار معانی اس میں جھلک رہے ہیں اور بیشک اس کا مصنف کھری بات لایا اور ہدایت ورشد کا راستہ واضح کر دیا۔ ہر جمع کرنے والا مؤلف نہیں ہوتا اور اِدھر اُدھر سے بہت سی نقلیں لے آنے والا مصنف نہیں ہوتا، یہ تو عطائیں ہیں کہ مولیٰ جسے چاہے دیتا ہے اور اسے اولیٰ بناتا ہے۔[2]

۴

مفتی حنابلہ شیخ عبد اللہ بن حمید علیہ الرحمہ مکہ معظمہ

میں نے یہ رسالہ دیکھا جسے ہر سردار نے قبول کے ساتھ لیا، تو میں نے اس کے دلائل یقینیہ کے آفتابوں کو پایا کہ انہوں نے ہر تاریکی دور کر دی اور اس کی

---

[1] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۱۶-۱۸
[2] ایضاً ، ص ۲۱

marfat.com

ہدایت کے نور اس امت پر چمکے تو اس رسالے پر یہ قول صادق آیا ؎

ولا عیب فیھم غیر ان سیوفھم
بھن فلول من قراع الکتائب

تو اس کے دندان تبسم ریز کا بوسہ دینے وقت میں نے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ایک ہزار دس حمدیں کیں اور اگر اس وقت مجھے وضو ہوتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدہ شکر میں گرتا کہ اس نے ہم پر اس عالم محقق مدقق سے احسان کیا۔ زمانے کی بقا تک اس کے علم کا درخت بڑھتا رہے۔ [۱]

۵

سابق مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال رحمہما اللہ تعالیٰ

خطیب و امام مسجد حرام ، مکۂ معظمہ

رسالہ الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ ان باتوں سے خالی ہے جو اس کے مؤلف پر جھوٹے مفتریوں نے ادعا کیں کہ مؤلف نے علم الہٰی سے علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کا دعویٰ کیا...... کیا اس پر باز نہیں آئے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی [۲]

۶

رئیس الخطباء والائمۃ والمدرس بالمسجد الحرام شیخ احمد ابوالخیر بن عبد اللہ میرداد علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

میں نے یہ رسالہ تدقیق اور غور کامل کی نگاہ سے دیکھا تو میں نے اسے نہایت حسن تحقیق و استحکام میں پایا، بیشک اس کے بیان سے دل کشادہ ہوئے اور

---

۱ الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۲۵

۲ ایضاً ، ص ۲۷-۲۹

آسمان تحقیق میں اس کی یقینی دلیلیں بلند ہوئیں اور کیوں نہ ہو کہ وہ اس کی تصنیف ہے جو علامہ عقیل، ذکی، بلند ہمت ہے اور اپنے زمانے کے تمام مؤلفوں کا سردار ہے اور خود اپنے معاصرین کی شہادت سے سب مصنفوں کا امام ہے تو جو اس رسالے کو غور سے دیکھے گا وہ کہنے والے کی اس بات کو جھوٹا جانے گا اور اس قول کی تکذیب کرے گا کہ شیخ نے اپنے رسالے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب بالذات خالق زمین و آسمان کے علم کے برابر کر دیا ہے [۱]

۷

شیخ عبد اللہ بن صدقہ بن زینی دحلان جیلانی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد حرام، مکہ معظمہ

پاکی ہے اسے جس نے اس کے مؤلف کو کمالات و فضائل سے خاص کیا اور اسے اس زمانے کے لئے چھپا رکھا [۲]

بعض علمائے مدینہ نے اس رسالے کا ایک نسخہ مانگا تھا اس امید پر کہ انہیں حقیقت معلوم ہو۔ ان افتراؤں کی جو بعض گمراہوں نے اس رسالے کی طرف نسبت کر کے ان سے کہے [۳]۔ یہاں تک کہ بعض علماء رسالے کے ردّ کی طرف متوجہ ہوئے لہٰذا اکرم و مکرم جناب سید حسین طرابلسی مدنی (ابن سید علامہ عبد القادر طرابلسی مدنی) نے اس رسالے کو اپنی قلم سے نقل کیا اور یہ اس وقت جب کہ میں استاذ مشارٌ الیہ کے مکان میں فروکش ہوا۔ آخر جمادی الآخر میں اور میں نے اس نقل کا مقابلہ اصل سے کیا

---

[۱] الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۱

[۲] ایضاً ، ص ۳۶

[۳] فاضل تقریظ نگار کا اشارہ مولانا حسین احمد مدنی وغیرہم کی طرف ہے جو اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے۔

marfat.com

جس پر مدینہ منورہ کے دو مفتیان مرحوم کی تقریظیں لکھی تھیں۔ ایک علامہ شیخ عثمان داغستانی دوسرے شیخ محمد تاج الدین الیاس[1]

۱۰ رجب المرجب ۱۳۲۸ھ/ ۱۹۱۰ء

۸

شیخ محمد صالح بن شیخ محمد بافضل علیہ الرحمہ امام شافعیہ فی المسجد الحرام مکۃ معظمہ

فبالله هي من جنة علم قطوفها دانية، لا تسمع فيها لاغية[2]

خدا کی قسم رسالہ کیا ہے علم کی بہشت ہے جس کے خوشے نزدیک ہیں تو اس میں کوئی لغو بات نہ سنے گا۔

فلعمری ان هذا لهو التاليف الذی يفتخر به العالمون۔[3]

مجھے اپنی جان کی قسم بیشک یہی وہ تصنیف ہے جس پر علماء فخر کریں۔

۹

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مسجد حرام۔ مکہ معظمہ

"میں نے اس رسالے الدولۃ المکیہ میں اپنی نظر کو جولان دیا جو امام معظم اور ایسے بلند ہمت کی تصنیف ہے جسے کمال میں تفضیل ہے، گراں بہا حمائل کے بیچ کا جوہر وہ فاضل کہ دانشمندی کی روایت داہنے سے لیتا ہے میرے سردار

۱؎ الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ ، ص ۳۹

۲؎ ایضاً ، ص ۴۴

۳؎ ایضاً ، ص ۴۶

marfat.com

اور میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت احمد رضا خاں"

نوٹ: چوں کہ بلیغ عربی عبارت کا ترجمہ بلیغ اردو میں بہت مشکل ہے اس لئے یہ ترجمہ ذرا گنجلک معلوم ہوتا ہے۔ عربی کی اصل عبارت یہ ہے:۔

فقد سرحت نظری فی الرسالۃ المسماۃ بالدولۃ المکیۃ لمؤلفہا الامام المبجل والھمام الذی ھو بالکمال مفضل واسطۃ العقد الثمین الفاضل الذی یتلقی روایۃ الدرایۃ بالیمین سیدی و شیخی و قدوتی الشیخ احمد رضا خاں[1]

۱۰

شیخ سید محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ

مدینہ طیبہ

میں نے مطالعہ کیا کتاب مستطاب الدولۃ المکیہ کا جس کے مصنف فخر ہندوستان حضرت عالم علامہ شیخ احمد رضا خاں صاحب ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوں (۱۳۳۰ھ/ ۱۹۱۱ء) تو یہ رسالہ مجھے بے انتہا پسند آیا۔ پس پاک ہے وہ ذات جو عطا فرماتا ہے حکمت جس کو چاہے اور ارادہ کرے اور کچھ چاہے تو تعجب نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں[2]

۱۰

شیخ محمد مختار بن عطارد الجاوی علیہ الرحمہ

مکہ معظمہ

بیشک مصنف علّام اس زمانے کے علما محققین کا بادشاہ ہے اور اس کا کلام

---

[1] ایضاً ، ص ۵۶

[2] ایضاً ، ص ۶۵-۶۶

marfat.com

مبارک حق صریح ہے اور گویا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں میں سے ایک معجزہ ہے جو اس امام کے ہاتھ پر اللہ نے ظاہر فرمایا اور حضرت مولینا احمد رضا خاں صاحب ہمارے سردار اور ہمارے مولا خاتم المحققین اور سنی علماء کے پیشوا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بقا سے مسلمانوں کو متمتع رکھے اور ان کی حمایت فرمائے اور انہیں دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے [۱] (۲۳ جمادی الاولی ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)

۱۲

مفتی مالکیہ شیخ احمد الجزائری بن السیّد احمد المدنی علیہ الرحمہ

مدینہ منوّرہ

علامة الزمان و فريد الاوان و منبع العرفان و ملحظ انظار سيد عدنان، جناب حضرت مولينا الشيخ احمد رضا خان اطال الله عمره ينتفع به كل موفق فهيم و يرتدع به كل افاك اثيم. [۲]

علامۂ زماں، یکتائے روزگار، سرچشمۂ معرفت، عدنان کے سردار کی نظروں کے مرکز حضرت مولینا شیخ احمد رضا خاں۔ اللہ ان کی عمر دراز کرے، ہر صاحب توفیق سمجھدار اس سے نفع حاصل کرے گا اور لرزہ براندام ہوگا اس سے ہر گنہ گار و بدکار۔

۱۳

سیّد حسین بن علامہ سید عبد القادر طرابلسی علیہ الرحمہ

مدرس مسجد نبوی۔ مدینہ منورہ

امابعد لما ان منّ الله على عبيده بالتشرف باعتاب العلامة

---

[۱] ایضاً، ص ۷۳

[۲] ایضاً، ص ۷۵-۷۶

marfat.com

النحر بر والفهامة الشهير حامی الملة المحمدية الطاهرة و

مجدد المائة الحاضرة استاذی وقدوتی مولانا الشیخ

احمد رضا خاں [1]

بعد حمد و نعت کے حبیب اللہ تعالیٰ نے اپنے اس چھوٹے سے بندے پر یہ احسان

فرمایا کہ میں ان کے آستانے سے شرف یاب ہوا جو علامہ ماہر کامل اور فہامہ مشہور ہیں۔

حامی ملت محمدیہ طاہرہ مجدد مائتہ حاضرہ میرے استاد اور میرے پیشوا حضرت

مولانا احمد رضا خاں۔

۱۴

مفتی شافعیہ شیخ سید احمد علوی بن سید احمد بافقیہ حسینی علوی علیہ الرحمہ مدینہ منورہ

افضل الفضلاء انبل النبلاء، فخر السلف، قدوۃ الخلف الشیخ

احمد رضا خاں البریلوی عامله الله بلطفه الخفی [2]

فاضلوں سے افضل، سب عاقلوں سے زیادہ دانشمند، اگلوں کا فخر، پچھلوں کا پیشوا،

حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔ اللہ اپنے پوشیدہ لطف سے اسکے ساتھ معاملہ کرے۔

رسالہ الدولۃ المکیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

وانها لجديرة بان تكتب بالتبر بدل المداد والحبر۔

اور وہ بیشک اس لائق ہے کہ سیاہی اور روشنائی کے بدلے سونے سے لکھی جائے

۱۵

شیخ حمدان ونیسی قسطنطینی الجزائری علیہ الرحمہ

فانی لما اطلعت علی الرسالة المسماة بالدولة المكية

---

[1] ایضاً ، ص ۸۲

[2] ایضاً ، ص ۹۲

لاوحد جہابذۃ الہند العلامۃ النحریر الامام الشہیر المفسر المحدث الاصولی الفقیہ اللغوی الجدلی المناظری الشیخ احمد رضا خان الہندی دام مجدہ وعلاہ [1]

درحقیقت میں نے رسالہ دولت مکیہ کے مصنف یگانۂ اساتذۂ زمانہ ہندی علامۂ کامل، ماہر امام، نادر، مفسر محدث، اصولی، فقیہ، عالم لغت وعلم جدل مہذب مناظر استاد احمد رضا خاں ہندی۔ اللہ تعالیٰ ان کی بزرگی اور برتری دائم رکھے۔

۱۶

شیخ عبداللہ نابلسی علیہ الرحمہ — مسجد نبوی، مدینہ منورہ

وھولنا درۃ ھذا الزمان وغرۃ ھذا الدھر والاوان، العالم العامل والھمام الفاضل محرر المسائل وعویصات الاحکام و محکم بروج الادلۃ بمزید اتقان وزیادۃ احکام سید الشیوخ والفضلاء الکرام، یتیمۃ الدھر بلا توان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان متعنی اللہ بحیاتہ وافاض علیّ وعلی المسلمین من برکاتہ [2]

(ترجمہ) وہ نادر روزگار، اس وقت اور زمانے کا نور، عالم باعمل، بلند ہمت فاضل، مسائل اور مشکل احکام کی تنقیح کرنے والا، اور دلائل و براہین سے ان کو مستحکم سے مستحکم تر کرنے والا، معزز مشائخ اور فضلا کا سردار، بلا تامل وہ زمانے کا گوہر یکتا، کون؟ قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔ خدا ان کی زندگی سے ہم کو متنفع فرمائے اور ہم پر اور سارے مسلمانوں پر ان کا فیض جاری وساری رکھے۔ آمین۔

---

[1] ایضاً، ص - ۸۸

[2] ایضاً، ص - ۹۵ - ۹۶

marfat.com

۱۷

شیخ عباس ابن سید محمد رضوان علیہما الرحمہ۔ مسجد نبوی، مدینہ منورہ

الشهم الكامل، العالم العامل، بهجة المحافل، من نال المنة بنصر السنة وقمع البدع وحج من لها انتبع بلسانه العضب وبيانه العذب، ذي الفضل والعرفان المولوی احمد رضا خان[1]

(ترجمہ) کامل بزرگ، عالم و عامل، مجلس کی رونق، زینت اور مسرت، وہ جس نے سنت کی مدد کرکے نعمت پائی اور بدعتوں کو اکھاڑ پھینکا، جو اپنی زبان کی تیغ براں اور بیان شیریں سے بدمذہبوں پر غالب آیا، صاحب فضیلت و معرفت مولوی احمد رضا خاں۔

۱۸

شیخ احمد سعد گیلانی حسنی حسینی علیہ الرحمہ

ساکن حما شریف وارد مدینہ منورّہ

اور اللہ کے شہر مدینہ طیبہ میں دو صالح، سچے عادل شخصوں سے ملا اور انہیں مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) سے ملاقات و معرفت ہے تو انہوں نے مجھ سے اچھا خلق اور کمال زہد و صف بیان کیا اور جب ان دونوں نے ان کے حال کی شرح کی اور محبت صادقہ حضور سید الانبیاء اور مودت خالصہ ان کے صاحبزادے سلطان الاولیاءُ کی بیان کی تو مجھے گنجائش نہ رہی مگر لوجہ اللہ ان کی محبت کی کیوں کہ میرے نزدیک جو محبوب کو محبوب رکھے وہ محبوب ہے اور یہ محبت خالصہ ہے ذات کریم الٰہی کے لیے جو حاصل ہوئی مجھ کو سن کر قبل حصول ملاقات —— اور بلاشک ان دونوں سچے مخبروں یعنی سید احمد علی اور شیخ کریم اللہ مولیٰ تعالیٰ ان دونوں کو صلاح دین و دنیا کی توفیق دے[2]

---

[1] ایضاً ، ص - ۱۰۳
[2] ایضاً ، ص - ۱۱۵

marfat.com

۱۹

شیخ غلام محمد برہان الدین ابن سید نور الحسن علیہ الرحمہ

مدینہ منورہ

مصنف کے مناقب اس کتاب کے نام سے آشکارا ہو گئے کیوں کہ ان میں ملکی قوت قدسیہ اور غیبی تائیدوں اور الہامات الہیہ سے بڑی عظیم دولت حاصل ہوئی کیوں کہ مصنف نے باوجود فقدان سامان ضروری اس کتاب کو تصنیف کیا کیوں نہ ہو کہ انہیں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے دولت ابدی حاصل ہوئی۔ اور مصنف نے اس دولت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔ اپنی کثیر تصانیف کی اشاعت فرما کر اور اللہ تعالیٰ اور رسول کی مرضی تلاش کی ——— پس اے بھائیو! اس دولت کی طرف جلدی کرو اور اس فاضل مصنف کی تصانیف کے مطالعہ میں کوشش کرو اور حضور سید عالم حبیب رب العالمین کی محبت میں اس علامہ کا اتباع اور ان کے نقش قدم پر چلو کہ یہ سیدھے راستے اور صراط مستقیم پر ہیں۔[1]

۲۰

شیخ عبد القادر بن شیخ سودۃ القرشی علیہ الرحمہ

مسجد نبوی، مدینہ منورہ

اصولی الزمان، وعلامۃ الاوان، المتکلم النظار، والمفسر الذی علیہ المدار، یتیمہ الدھر بلاتوان، قاضی القضاۃ الشیخ احمد رضا خان[2]

(ترجمہ) اصولی زمان، علامۂ دوران، متکلم، مناظر، وہ مفسر جس پہ مدار کار نادر زمانہ، قاضی القضاۃ شیخ احمد رضا خان۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۲۵
[2] ایضاً، ص ۱۲۸

marfat.com

۲۱

شیخ عطیہ محمود علیہ الرحمہ مدرس بالحرم الشریف مکہ مکرمہ

للّٰہ در مؤلف اھدیٰ لنا ۔۔۔ دراً لقد شرح الصدور صدورہ

اھدتہ للارواح راحۃ احمد ۔۔۔ فسما وطاب لدی الانام سرورہ

قد صاغ جوھرہ بمکۃ فازدھیٰ ۔۔۔ وازداد فضلا حیث ثم ظھورہ

فھو اللباب المستطاب وحقہ ۔۔۔ بالتبر کتبا ان تصاغ سطورہ

لاشک ان ارض الالہ واحمدا ۔۔۔ ھذا الصنیع المشرقات بدورہ

یامن تروم العلم بادر واغتنم ۔۔۔ روض العلوم الفائحات زھورہ[1]

(۱) کیا ہی خوب ہیں یہ مؤلف جنہوں نے ہمیں دُرِّ بے بہا عطا فرمایا، بلاشبہ اس کی آمد نے ہمارے سینے کشادہ کر دیئے۔

(۲) احمد رضا کی عنایت نے اعلیٰ درجہ کا ہدیہ عنایت فرمایا جس کے سرور و کیف سے ارواح مست و سرشار ہو گئیں۔

(۳) اس ہدیہ کے جوہر کو انہوں نے مکہ میں ڈھالا، وہ خوب سے خوب تر ہوا اور حسب کہ اس کا ظہور تام ہوا۔

(۴) وہ پاکیزہ و برگزیدہ ہے، سچ تو یہ ہے کہ اس کے سطور آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔

(۵) اور بلاشبہ اللہ و مصطفےٰ (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی اس زمین پر احمد رضا کی تحریروں کے یہ چمکتے دمکتے ماہتاب ہیں۔

(۶) اے علم کے طلب گار! جلدی کر اور انہیں غنیمت جان، یہ بوستانِ علوم ہیں۔ اس گلستان کی کلیوں کی مہک دور دور تک پھیلی ہوئی ہے۔

---

[1] ایضاً، ص ۔ ۱۴۰

marfat.com

۲۲

شیخ مصطفےٰ بن تارزی ابن عزوز علیہ الرحمہ ۔ مسجد نبوی، مدینہ منوّرہ

وللّٰہ در ھذا المؤلف الاستاذ الکامل الجامع، الغیث الوابل النافع، لقد افاد واجاد وارشد العباد ونور البلاد وذالک دلیل علی شرفہ وجمیل سیرتہ وطول باعہ واخلاص طویتہ وطیب سریرتہ وغزارۃ علمہ وتحریر اطلاعہ [1]

اللہ ہی کے لئے مصنف استاد کامل، بارندہ ابر نافع کی خوبی ہے جنہوں نے فائدہ پہنچایا اور بہت خوب اللہ کے بندوں کی رہنمائی کی اور آبادیوں کو منور کیا یہ ان کی عظمت کی دلیل اور سیرت جمیل کی نشانی ہے مہارت، اخلاص نیت اور حسن کمال علم اور پاکیزہ واقفیت کی نشانی ہے۔

۲۳

شیخ موسیٰ علی شامی ازھری احمدی دردیری علیہ الرحمہ

امام الائمۃ، المجدد لھٰذہ الامۃ امر دینھا المؤید لنور قلوبھا وبقینھا الشیخ احمد رضا خاں بلغہ اللہ فی الدارین القبول والرضوان۔ [2] یکم ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

---

[1] ایضاً، ص ۱۴۷-۱۴۸

[2] ایضاً، ص ۲۶۴

نوٹ: مولینا عبدالحیٔ لکھنوی نے تحریر فرمایا ہے:-

یغلو کثیر من الناس فی شانہ فیعتقدون انہ کان مجدد المأۃ الرابعۃ عشرۃ

(ترجمہ) اکثر لوگ ان کی تعریف میں مبالغہ سے کام لیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد تھے۔

(نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم ص ۱۰۱)

لیکن شیخ موسیٰ علی شامی، شیخ حسن بن عبدالقادر، اور سید اسماعیل بن خلیل وغیرہ علماء حجاز نے (باقی ص ۱۳۵ کے نیچے)

marfat.com

اماموں کے امام اس امت کے دین کے مجدد اور جو یقین کے نور اور قلوب کے انوار کی تائید سے آراستہ ہیں یعنی شیخ احمد رضا خاں اور ان کو دونوں جہانوں میں قبول و رضوان عطا فرمائے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۴

آپکو مجدد لکھا ہے۔ اس لئے عامۃ الناس کی طرف اس خیال کو منسوب کرنا علمی خیانت ہے ۔

مولوی حکیم عبدالسمیع کی نظر میں فاضل بریلوی کے لئے لفظ "مجدد" کا استعمال مبالغہ ہے حالانکہ ان کے معتقدین نے پہل نہیں کی بلکہ علماء حجاز نے اس لقب سے نوازا ہے۔ دوسرے علماء کیلئے جو ان کے متبعین یا معتقدین نے یہ لقب اختیار کیا ہے وہ کیوں مبالغہ نہیں؟ — مثلاً شارح ابوداؤد شریف اپنی شرح عون المعبود میں تیرھویں صدی ہجری کے مجددین میں ان حضرات کے نام تحریر فرماتے ہیں :-

(۱) مولانا محمد قاسم نانوتوی (۲) سید نذیر حسین دہلوی (۳) قاضی حسین بن محسن انصاری

اس کے بعد لکھتے ہیں :———— ھذا وھو ظنی فی ھولاء الاکابر الثلاثۃ انھم من المجددین علی راس المائۃ الثالثۃ عشرۃ (جلد چہارم/ص ۱۸۲)

مجدد کا اندازہ اس کی بے داغ سیرت' اصلاحی کارناموں اور ہمہ گیر مقبولیت اور شہرت سے لگایا جا سکتا ہے' اس سے قطع نظر کر لیا جائے تو پھر ہر عالم مجدد نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی مقام پر کئی کئی مجدد نظر آتے ہیں۔ اس حدیث پاک کی رو سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد ہونا چاہیئے کہ

"ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا امر دینھا"

(سنن ابی داؤد شریف)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر سو سال کے سرے پر ایسے بندے پیدا کرے گا جو اس کے لئے اس کے دین کو نیا اور تازہ کرتے رہیں گے ۔

لیکن بعض علماء اس حدیث میں عمومیت کے قائل نظر آتے ہیں یعنی یہ کہ ضروری نہیں کہ ہر صدی کے شروع میں صرف ایک ہی مجدد ہو' ایک سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں چنانچہ علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے عون الودود میں اس کی صراحت کی ہے ۔ (محمد صابر : مجدد اسلام' ص ۱۷۰)

مگر عمومیت کے باوجود نہایت حزم و احتیاط کی ضرورت ہے' ہر کس و ناکس کو مجدد کہنا حدیث پاک کی تحقیر ہے ۔ مسعود

marfat.com

۲۴

شیخ یٰسٓ احمد الخیاری علیہ الرحمہ ـــــ مسجد نبوی۔ مدینہ منوّرہ

فالغنیته قاموسا لتحقیق مسائل شریفة، وناموسا لتدقیق لطائف منیفة ـــــ کیف لا وھو امام المحدثین وحسام فی رقاب الملحدین، وحید الزمان و فرید الأوان مولانا الکامل السیّد احمد رضا خان لازال رافلا فی حلل العرفان [۱]

یہ کتاب مسائل شریفہ کی تحقیق کے لئے ایک قاموس ہے. بزرگ اور بلند معارف کی تفتیش کے لئے ایک حصار ہے ـــــ کیوں نہ ہو کہ وہ محدثین کے امام ہیں [۲]. ملحدین کی گردنوں کے لئے تلوار ہیں، یگانۂ روزگار اور یکتائے زمانہ ہیں یعنی مولانا شیخ کامل بزرگ سردار احمد رضا خاں ہمیشہ لباس معرفت میں جلوہ گر رہیں۔

۲۵

شیخ حسین بن محمد علیہ الرحمہ ـــــ مدینہ منوّرہ

اللہ سے دعا ہے کہ مصنف کتاب شیخ احمد رضا خاں جیسی ہستیاں زیادہ ہوں [۳]

(صفر الخیر ۱۳۳۲ھ)

۲۶

شیخ محمد توفیق الایوبی الانصاری علیہ الرحمہ المجاورة بالمدینة المنوّرة

فاضل مصنف سے میری درخواست ہے کہ اپنی اچھی دعاؤں میں مجھے شامل رکھیں اس لئے کہ ان کی دعائیں قبولیت کی سزاوار ہیں کیوں کہ وہ (اللہ انہیں

---

۱ ایضاً ، ص ۷۰ م

۲ لیکن نہ معلوم مولانا عبدالحئی لکھنوی نے یہ کیوں لکھ دیا۔
قلیل البضاعة فی الحدیث والتفسیر (نزہۃ الخواطر، جلد ہشتم، ص ۔ ۴۱)

۳ ایضاً ، ص ۸۰ م

marfat.com

زندہ رکھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلص محبت رکھنے والے ہیں[۱]

۲۷

شیخ علی بن علی الرحمانی علیہ الرحمہ ـــ حرم شریف، مدینہ منورہ

شیخ موصوف نے اپنی تقریظ کے آخر میں رسالہ الدولۃ المکیہ کی تاریخ کہی ہے جس کے بعض اشعار سے کمال محبت و عقیدت مترشح ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہو:-

(۱) اسرت بہ کل القلو ب فقلبنا الیوم الاسیر

(۲) فوجدتہ الا سیثنی فھو مفقود النظیر

(۳) سبق الاولیٰ سبقوا ادجا ء بما شفی اللب الکبیر[۲]

(حرم شریف ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء)

(۱) لوگوں کے دل اس کے گرفتار ہیں اور آج ہمارا دل بھی اسی کا اسیر ہے۔

(۲) اس تالیف کی نظیر نہیں ماسوائے اس کے مثنیٰ (یعنی دوسری نقل مطابق اصل) کے

(۳) اگلوں سے بھی آگے نکل گئے۔ مصنف نے اس میں شکستہ عقلوں کے لئے سامانِ شفا مہیا کر دیا ہے۔

۲۸

شیخ عثمان قادری علیہ الرحمہ ـــ مدینہ منورہ

وما رأیت مثلہ فی مسئلہ علم الغیب لنبیّنا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم محکما من النصوص القرآنیہ والاحادیث الصحیحہ واقوال العلماء المجتھدین المتقدمین۔ کیف لا ومصنفہ فرید الدھر و وحید لعصر الفاضل الکامل العالم العامل قامع البدعۃ ناصر السنۃ المحقق المدقق الامام الھمام لھذا الزمان المولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خان القادری البریلوی[۳]

---

[۱] ایضاً، ص ۹۴م

[۲] ایضاً، ص ۹۹م [۳] ایضاً ص ۵۲۲

marfat.com

(ترجمہ) مسئلہ علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق میں نے کبھی ایسی کتاب نہیں دیکھی جو آیات قرآنی احادیث صحیحہ مجتہدین و متقدمین کے اقوال سے ایسی محکم ہو، کیوں نہ ہو اس کا مصنف یکتائے زمانہ، یگانۂ روزگار، فاضل و کامل، عالم و عامل، قامع بدعت، ناصر سنت، محقق و مدقق، سردار وقت، پیشوائے زمانہ مولانا الحاج سیدی محمد احمد رضا خاں قادری بریلوی ہیں۔

۲۹

شیخ محمد امین سوید دمشقی علیہ الرحمہ — وارد مدینہ منورہ

فقد سرحت نظری فی هذه الرسالة الموسومه بالدولة المكية بالمادة الغيبيّة لمؤلفها العلامة الكبير والفهامة الشهير الألمعی المحقق اللوذعی المدقق الشیخ احمد رضا خان فوجدتها دوحة جمعت خلاصة مذهب اهل الاسلام[1]

(ترجمہ) میں نے اس رسالے موسوم الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ پر نظر ڈالی جو علامہ کبیر، فہامہ شہیر محقق و مدقق شیخ احمد رضا خاں کی تالیف ہے۔ میں نے اسے ایسا عظیم الشان درخت پایا جو مذہب اہل اسلام کے نچوڑ پر مشتمل ہے۔

۳۰

شیخ عبد الرحمٰن حنفی علیہ الرحمہ — مدرس جامعہ ازہر مصر

ولعمری لقد جمع فیها من الادلة مابه الكفاية ولا ينفع الحسود تطويل العبارة[2]

مجھے اپنی عمر کی قسم مؤلف نے رسالے میں کافی دلائل ذکر فرمائے ہیں اور حاسد کے لئے تو طویل عبارتیں بھی کافی نہیں۔

---

[1] ایضاً، ص ۵۳۲
[2] ایضاً، ص ۵۴۱

marfat.com

دوسرا باب

حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

marfat.com

"قارئین کرام رسالہ الدولتہ المکیہ کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے
واقعی یہ تقاریظ تھکا دینے والی ہیں، ابھی تو تقاریظ لکھنے والے معدودے چند علماؑ و فضلا کا ذکر کیا ہے
بہت سے رہے جاتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے الفیوضات الملکیہ کا مطالعہ ضروری ہے۔
اب ہم ایک دوسری تصنیف "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین"[۱] (۱۳۲۴ھ) کی طرف متوجہ ہوتے ہیں"
فاضل بریلوی نے حضرت شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ[۲] کی تصنیف المعتقد المنتقد

---

[۱] حسام الحرمین کا سلیس اردو ترجمہ "مبین احکام و تصدیقات اعلام" کے نام سے ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں شائع کیا گیا۔

[۲] مولانا شاہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ ماہ صفر ۱۲۱۳ھ/۹-۱۷۹۸ء میں پیدا ہوئے۔ مروجہ دینی کتابوں کی تکمیل و تحصیل مولوی نور الحق فرنگی محلی سے کی جو بحر العلوم ملا عبد العلی کے شاگرد مولوی انوار الحق کے صاحب زادے تھے، علم طب حکیم بر علی موہانی سے سیکھا اور علم حدیث و تفسیر شیخ المکہ عبد اللہ سراج اور شیخ المدینہ عابد مدنی سے اور علم تصوف اپنے والد ماجد شاہ عین الحق عبد المجید علیہ الرحمہ سے حاصل کیا۔ قادریہ اور چشتیہ سلسلوں میں اپنے والد ماجد سے بیعت ہوئے اور انہیں سے خلافت حاصل کی، کئی بار زیارت حرمین اور حج کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے، ایک عرصہ درس و تدریس میں مصروف رہے۔
آپ کے تلامذہ میں مشہور علما پیدا ہوئے۔ مولانا محب الرسول عبد القادر بدایونی آپ کے صاحبزادے تھے۔

مولانا فضل رسول علیہ الرحمہ نے ۲ جمادی الثانی ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء کو ۷۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔
تصانیف میں بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، المعتقد المنتقد، سیف الجبار، تلخیص الحق، احقاق الحق، شرح فصوص الحکم، حاشیہ میر زاہد، حاشیہ ملا جلال، طب الغریب اور متفرق رسائل یادگار ہیں۔
(تذکرہ علمائے ہند۔ اردو، ص ۳۸۰ و ۳۸۱، المعتقد المنتقد، مطبوعہ لاہور، ضمیمہ ترجمہ از مفتی محمد اعجاز ولی خان، ص۔ ۲۶۵)

marfat.com

(۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) پر تعلیقات و حواشی کا اضافہ فرمایا اور اس کا نام المعتمد المستند (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء) رکھا۔ اسی زمانے میں ان تعلیقات کا خلاصہ علمائے حجاز کی خدمت میں تصدیقات کیلئے پیش کیا، چنانچہ حرمین شریفین کے علماء و فضلاء نے اس کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا خود فاضل بریلوی نے ان تقاریظ و تصدیقات کو مرتب فرما کر حسام الحرمین نام رکھا۔ مفید اضافے کئے اور شائع کیا۔

فاضل بریلوی نے جن اشخاص اور فرقوں کے اقوال و اعمال پر سخت تنقید کی ہے ان کو مندرجہ ذیل پانچ طبقوں میں تقسیم کیا ہے:۔

(ا) انجاس قادیانی

انبیاء علیہم السلام کی تکذیب اور اپنی نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرنے والے۔

(ب) ارجاس شیطانی

شیطان کی وسعت علم کو نص سے ثابت ماننے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسعت علم کا انکار کرنے والے۔

(ج) تکذیب رحمانی

خداوند تعالےٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر ماننے والے

(د) نبوت ستانی

یہ عقیدہ رکھنے والے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کا مبعوث ہونا مستبعد نہیں۔

(ھ) جنون سگانی [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم غیبیہ کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے مماثل قرار دینے والے۔

---

[1] احمد رضا خاں: حسام الحرمین، ص ۱۷-۲۰

marfat.com

مندرجہ بالا طبقات پنجگانہ پر بحث کرتے ہوئے فاضل بریلوی نے ان کی بعض کتابوں سے مفصل حوالے دیئے ہیں۔ چند کتابیں یہ ہیں :۔

(۱) اعجاز احمدی (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۲) ازالۃ الاوھام (مرزا غلام احمد قادیانی)

(۳) تحذیر الناس (مولوی محمد قاسم نانوتوی)

(۴) براھین قاطعہ (مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

(۵) حفظ الایمان (مولوی اشرف علی تھانوی)

مندرجہ بالا تفصیلات کو حسام الحرمین کا مختصر تعارف سمجھنا چاہیئے۔ ان افکار و خیالات کی روشنی میں فاضل بریلوی نے اپنا فتویٰ خلاصہ کی صورت میں ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تھا جس پر الدولۃ المکیہ کی طرح علماء نے دل کھول کر تقاریظ لکھیں اور اپنی تصدیقات سے نوازا۔ ان تصدیقات اور تقاریظ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ علماء حرمین فاضل بریلوی کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ جن علماء کرام نے یہ تقاریظ تحریر فرمائی ہیں ان کے اسماء گرامی تحریر کئے جاتے ہیں :۔

اسماء گرامی علماء حرمین شریفین

عُلَمَاءِ مَکّۂ مُعَظّمہ

(۱) شیخ محمد سعید بابصیل، مفتی شافعیہ

(۲) شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد، خطیب مسجد حرام

(۳) شیخ صالح کمال، مفتی حنفیہ

(۴) شیخ علی بن صدیق کمال حنفی، سابق مفتی مکہ

(۵) شیخ عبدالحق مہاجر مکی

(۶) سید اسماعیل بن خلیل، حافظ کتب الحرام

(۷) سید مرزوقی ابوحسین

(۸) شیخ عمر بن ابی بکر جنید

(۹) شیخ عابد بن حسین، مفتی مالکیہ

(۱۰) شیخ علی بن حسین مالکی، مدرس مسجد حرام

marfat.com

(۱۱) شیخ محمد علی بن حسین مکی (۱۲) شیخ جمال بن محمد بن حسین

(۱۳) شیخ اسعد ابن احمد دہان، مدرس حرم شریف (۱۴) شیخ عبدالرحمن دہان

(۱۵) مولانا محمد یوسف افغانی مہاجر مکی، مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف (۱۶) مولانا شیخ احمد مکی (خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) مدرس مدرسہ صولتیہ، حرم شریف

(۱۷) شیخ محمد یوسف خیاط (۱۸) شیخ محمد صالح بن محمد بافضل

(۱۹) شیخ عبدالکریم ناجی داغستانی (۲۰) شیخ محمد سعید بن محمد یمانی، مدرس مسجد حرام

(۲۱) شیخ احمد محمد جداوی

علماء مدینہ منورہ

(۲۲) شیخ تاج الدین الیاس بن شیخ مصطفےٰ الیاس، مفتی مدینہ (۲۳) شیخ عثمان بن عبدالسلام داغستانی سابق مفتی مدینہ

(۲۴) سید احمد جزائری، شیخ مالکیہ (۲۵) شیخ خلیل بن ابراہیم خربوتی

(۲۶) شیخ محمد سعید بن سید محمد المغرتی شیخ الدلائل (۲۷) شیخ محمد بن احمد عمری

(۲۸) سید عباس بن سید جلیل محمد رضوان، شیخ الدلائل

(۲۹) شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری

(۳۰) سید محمد بن محمد حبیب مدنی دیداری (۳۱) شیخ محمد بن موسیٰ خیاری، مدرس حرم طیبہ

(۳۲) سید شریف احمد برزنجی، مفتی شافعیہ (۳۳) شیخ محمد عزیز وزیر مالکی مغربی اندلسی

(۳۴) شیخ عبدالقادر توفیق شلبی طرابلسی حنفی، مدرس حرم طیبہ

○

اب ہم بعض علماء کرام کی تقاریظ کے اقتباسات پیش کرتے ہیں:۔

marfat.com

(۱)

شیخ احمد ابوالخیر بن عبداللہ میرداد۔ رحمۃ اللہ علیہما
خطیب مسجد الحرام۔ مکہ معظمہ

فھو کنز الدقائق المنتخب من خزائن الذخیرۃ، وشمس المعارف المشرقۃ فی الظھیرۃ، کشاف مشکلات العلوم فی الباطن والظاھر یحق لکل من وقف علی فضلہ ان یقول کم ترک الاول للاٰخر [۱]

وانی وان کنت الاخیر زمانہ — لاٰتٍ بما لم تستطعہ الاوائل

ولیس علی اللہ بمستنکر — ان یجمع العالم فی واحد [۱]

تو وہ باریکیوں کا خزانہ ہے، محفوظ گنجینوں سے چنا ہوا۔ اور معرفت کا آفتاب ہے جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے، علوم کی مشکلات ظاہر و باطن کا نہایت کھولنے والا ہے جو اس کے فضل پر آگاہ ہوا اسے سزاوار ہے کہ کہے کہ اگلے پچھلوں کیلئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔

میں اگرچہ اخیر زمانے میں آیا ہوں مگر وہ چیز لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھی۔
خداوند تعالیٰ سے یہ بات غیر ممکن نہیں کہ وہ ایک شخص میں ایک جہان سمو دے۔

(۲)

علامہ شیخ صالح کمال علیہ الرحمہ — مفتی حنفیہ، مکہ معظمہ

لاسیما العالم العلامۃ بحر الفضائل وقرۃ عیون العلماء الاماثل مولانا الشیخ المحقق، برکۃ الزمان احمد رضا خان البریلوی حفظ اللہ والبقاہ۔ [۲]

بالخصوص اس عالم دین پر (رحمتیں نازل فرما) کہ جو فضائل کا دریا ہے اور علماء عائدکی

---

[۱] مولانا احمد رضا خاں، حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (مرتبہ ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مع ترجمہ اردو مبین احکام و تصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور، ص ۱۲۷-۱۲۸

[۲] ایضاً، ص ۱۳۰

marfat.com

آنکھوں کی ٹھنڈک، حضرت مولائے محقق، زمانے کی برکت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے اور سلامت رکھے۔

(۳)

شیخ سید اسمٰعیل بن خلیل علیہ الرحمہ — حافظ کتب الحرام، مکہ معظمہ

واحمد الله تعالیٰ علیٰ ان قیض هذا العالم العامل والفاضل الكامل صاحب المناقب والمفاخر مظهر، كم ترك الاوّل للاٰخر، فريد الدهر، وحيد العصر، مولانا الشيخ احمد رضا خان سلمه الله الرب المنان لابطال حججهم الداحضة بالاٰيات والاحاديث القاطعة، كيف لاوقد شهد له علماء مكة بذالك ولو لم يكن بالمحل الارفع لما وقع منهم ذالك بل اقول لو قيل في حقه انه مجدد هذا القرن لكان حقا وصدقا[1]

اور میں اللہ عزوجل کی حمد بجالاتا ہوں کہ اس نے اس عالم باعمل کو مقرر فرمایا جو فاضل کامل ہے، مناقب و مفاخر والا، اس مثل کا مظہر کہ اگلے پچھلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے، یکتائے زمانہ، اپنے وقت کا یگانہ مولانا احمد رضا خاں احسان والا پروردگار اسے سلامت رکھے تاکہ وہ (مخالفین کی) بے ثبات حجتوں کا آیات قرآنیہ اور قطعی احادیث سے ردّ فرماتے رہیں اور وہ ایسا کیوں نہ ہو کہ علماء مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اور اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمائے مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر

---

[1] ایضاً ، ص ۱۴۱ - ۱۴۲

نوٹ: مولانا حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کے عقائد کو غلام احمد قادیانی سے تطبیق دیتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:۔
"البتہ مرزا قادیانی کے عقاید میں بریلوی شریک ہے اس لئے کہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس صدی کا مجدد ہوں"
(الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ۳۹)
شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ کی تقریظ (محولۂ متن) کی روشنی میں یہ تحریر سراسر بہتان معلوم ہوتی ہے۔ مسعود

marfat.com

اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بیشک حق و صحیح ہے۔

(۴)

علامہ ابو حسین محمد مرزوقی علیہ الرحمہ ——— مکہ معظمہ

بیشک مجھ پر اللہ کا احسان ہوا اور اسی کے لئے حمد و شکر ہے کہ میں حضرت عالم علامہ سے ملا جو زبردست عالم، دریائے عظیم الفہم ہیں جن کی فضیلتیں وافر اور بڑائیاں ظاہر اور بیشک میں نے ان کا اچھا ذکر اور بڑا مرتبہ پہلے ہی سنا تھا اور ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا جن کے نور قندیل سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی اور میرے دل و دماغ میں متمکن ہو گئی۔ کبھی کبھی کان، آنکھ سے پہلے گرفتار محبت ہو جایا کرتے ہیں ——— تو جب اللہ تعالیٰ نے اس ملاقات سے احسان فرمایا تو میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا بیان طاقت سے باہر ہے جس کے نور کا ستون اونچا ہے اور معرفتوں کا ایسا دریا جس سے مسائل نہروں کی طرح چھلکتے ہیں۔

بہت سی تعریف و توصیف کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں :۔

ورایت نفسی ذا عِیِّ وحصر، عن البلوغ فی وصفه الی البغیة والوطر[1]

اور میں نے اس کی تعریف و توصیف میں خود کو عاجز پایا، دل بھر کر تعریف نہ کر سکا۔
(دل کی آرزو دل ہی میں رہ گئی)

(۵)

مفتی مالکیہ شیخ عابد حسین علیہ الرحمہ ——— مکہ معظمہ

سید العلماء الاعلام، وفخر الفضلاء الکرام، وسعد الملة والدین احمد السیر، والعدل الرضا فی کل وطر، العالم العامل ذوالاحسان

---

[1] ایضاً ، ص ۱۴۶

marfat.com

حضرۃ المولیٰ احمد رضا خان فقام فی ذالک بفرض الکفایۃ [1]

علمائے مشاہیر کا سردار، معزز فاضلوں کا مایہ افتخار، دین اسلام کی سعادت، نہایت محمود سیرت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل، عالم باعمل، صاحب احسان حضرت مولانا احمد رضا خان تو اس نے اس بات میں (یعنی گستاخان رسول علیہ السلام کا ردّ فرما کر) فرض کفایہ ادا کر دیا (یعنی جو فرض فرداً فرداً سب پر عائد ہوتا تھا آپ نے وہ فرض ادا کر کے سب کو سبکدوش فرما دیا)

(۶)

شیخ علی بن حسین مالکی علیہ الرحمہ — مدرّس مسجد الحرام، مکہ معظمہ

لما منّ اللہ علیّ باستجلاء نور شمس العرفان، من سماء صفاء ملتزم الاتقان من صار محمود فعلہ، کشاف آیات فضلہ وکیف لا وھو مرکز دائرۃ المعارف الیوم، ومطلع کواکب سماء العلوم فی دار القوم، عضد الموحدین وعصام المھتدین القاطع بصارم البراھین لسان المضلین الملحدین والرافع منار الایمان حضرۃ المولیٰ احمد رضا خان [2]

جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ احسان فرمایا کہ آفتاب معرفت کا نور اس آسمان صفا سے جسے استوارکاری لازم ہے مجھے اعلانیہ نظر آیا، وہ ذات گرامی ہے جس کے افعال حمیدہ اس کے آثار فضیلت کے آئینہ دار ہیں اور کیوں نہ ہو وہ تو آج دائرہ علوم کا مرکز ہے اور ملت اسلامیہ کے آسمان علوم کے ستاروں کا مطلع ہے، مسلمانوں کا یاور، مددگار اور راہ یابوں کا نگہبان و محافظ دلائل و براہین کی تیغ برّاں سے گمراہوں اور بے دینوں کی زبانیں کاٹنے والا، بینارۂ نور ایمان کا بلند کرنے والا حضرت مولانا احمد رضا خاں۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۵۴
[2] ایضاً، ص ۱۵۸

marfat.com

(۷)

شیخ اسعد بن احمد دھان علیہ الرحمہ مدرس حرم شریف مکہ معظمہ

نقد اطلعت علی هذه الرسالة الجلیلة التی آلفها نادرة الزمان، ونتیجة الأوان، العلامة الذی افتخرت به الاواخر علی الاوائل والفهامة الذی ترک تبیانه سحبان باقل، سیدی وسندی الشیخ احمد رضاخان البریلوی[1]

یہ عظمت والا رسالہ میرے علم میں آیا جس کا مصنف نادر روزگار او رخلاصۂ لیل و نہار ہے، وہ علامہ جس کی وجہ سے پچھلے اگلوں پر فخر کرتے ہیں، جلیل فہم والا جس نے اپنے بیانِ روشن سے سحبان فصیح البیان کو بے زبان کر دیا، میرا سردار، میری سند حضرت احمد رضا خاں بریلوی۔

(۸)

شیخ عبد الرحمن دھان مکی علیہ الرحمہ — مکہ معظمہ

الذی شهد له علماء البلد الحرام بانه السید الفرد الامام، سیدی و ملاذی الشیخ احمد رضا خان البریلوی متعنا الله بحیاته والمسلمین ومنحنی هدیه فان هدیه هدی سید المرسلین[2]

وہ جس کیلئے علماء مکہ معظمہ گواہی دے رہے ہیں کہ وہ سردار ہے، بے نظیر ہے امام ہے، میرے سردار، میرے جائے پناہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے اور مجھے ان کی روش نصیب کرے کہ ان کی روش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے۔

---

[1] ایضاً، ص ۱۷۰ [2] ایضاً، ص ۱۷۶

marfat.com

(۹)

مولینا شیخ محمد یوسف علیہ الرحمہ — مدرس مدرسہ صولتیہ۔ مکہ معظمہ

فانی قد اطلعت علیٰ ھٰذہ الرسالۃ التی الفھا الفاضل العلامۃ، والحبر الفھامۃ، المتمسک بحبل اللہ المتین، الحافظ منار الشریعۃ والدین من قصرت لسان البلاغۃ عن بلوغ شکرہ، وعجز عن القیام بحقہ وبرہ، الذی افتخر بوجودہ الزمان مولانا الشیخ احمد رضا خان لازال سالکا سبیل الرشاد و ناشر الویۃ الفضل علیٰ رؤس العباد [1]

یہ رسالہ میرے علم میں آیا جسے علامہ فاضل اور دریائے علم و دانش نے تصنیف فرمایا جو اللہ کی مضبوط رسی تھامے ہوئے ہے، دین و شریعت کے مینارۂ نور کا محافظ، وہ کہ زبان بلاغت جس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے، اس کے حقوق و احسانات کی خدمت سے عاجز ہے، وہ کہ جس کے وجود پر زمانے کو ناز ہے مولانا شیخ احمد رضا خاں وہ ہمیشہ اس ہدایت پر گامزن رہے اور بندوں کے سروں پر فضل و احسان کے پھریرے اڑاتا رہے۔

(۱۰)

شیخ محمد سعید بن محمد یمانی علیہ الرحمہ — مدرس مسجد الحرام — مکہ معظمہ

فان من جلائل النعم التی لاتثبت فی ساحۃ شکرھا ان فیض الشیخ الامام والبحر الھمام، برکۃ الانام، وبقیۃ السلف الکرام، احد الائمۃ الزھاد والکاملین العباد احمد رضا خان [2]

بیشک اللہ تعالیٰ کی ان عظیم نعمتوں سے جن کا شکر ادا نہیں کیا جا سکتا یہ ہے کہ اس نے حضرت امام دریائے بلند ہمت، برکت انام، بزرگوں کی یادگار، ائمۂ زھاد اور

---

[1] ایضاً ، ص ۱۷۸ [2] ایضاً ، ص ۱۹۲

marfat.com

بندگان کاملین میں سے ایک یعنی حضرت احمد رضا خاں کو مقرر فرمایا۔

(۱۱)

شیخ حامد احمد محمد جداوی علیہ الرحمہ ـــــــ مکہ معظّمہ

قد طالعت ھٰذہ النبذۃ التی ھی انموذج المعتمد المستند، فوجدتہا شذرۃ من عسجد وجوھرۃ من عقود درٍّ ویاقوت وزبرجد، قد نظمہا بید الاجادۃ، فی سلک اصابۃ الصواب فی الافادۃ العمدۃ القدوۃ العالم العامل الحبر البحر الرحب العذب المحیط الکامل، المحبوب المقبول المرتضٰے محمود الاقوال والافعال مولٰینا الشیخ احمد رضا متعنا اللّٰہ والمسلمین بحیاتہ[1]

میں نے یہ مختصر رسالہ (جو المعتمد المستند کا خلاصہ ہے) مطالعہ کیا، رسالہ کیا ہے یہ تو خالص سونے کی ڈلی ہے یا یاقوت وزبرجد اور موتیوں کی لڑیوں کا دانہ ہے جس کو پیشوائے معتمد عالم باعمل، فاضل متبحر دریائے بیکراں، محیط کامل، محبوب و مقبول و مرغوب، ستودہ اقوال وافعال مولانا شیخ احمد رضا خاں کے قابل قدر ہاتھوں نے صراط مستقیم کی لڑی میں پرودیا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو اور سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے نفع عطا فرمائے۔ آمین!

(۱۲)

شیخ سعید محمد سعید ابن السیّد محمد المغربی شیخ الدلائل علیہ الرحمہ مدینہ منوّرہ

جب شک وشبہ کی اندھیری رات چھا جاتی ہے تو وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودہویں کا چاند چمکاتا ہے۔ اسی طرح نسلاً بعد نسلٍ علماء کاملین وناقدین کے ہاتھوں شریعت مطہرہ تغیر وتبدل سے محفوظ رہی اور ان اجلہ علماء میں سے کثیر العلم اور دریائے عظیم الفہم حضرت مولٰینا احمد رضا خاں ہیں۔[2]

---

[1] ایضاً، ص ۱۹۶ [2] ایضاً، ص ۲۱۳ - ۲۱۵

marfat.com

(۱۳)

شیخ سید عباس بن سید محمد رضوان شیخ الدلائل علیہ الرحمہ — مدینہ منورہ

کیف لا وھو العلامۃ الامام، الذکی الھمام، النبیہ النبیل، الوجیہ الجلیل، وحید العصر والزمان حضرۃ المولوی احمد رضا خان البریلوی [1]

کیوں نہ ہو کہ وہ (المعتمد المستند) اس کی تصنیف ہے جو علامہ، امام، ذکی الفہم بلند ہمت، باخبر، صاحب عقل، صاحب وجاہت وجلالت، یکتائے زمین وزماں حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی۔

(۱۴)

شیخ عمر بن حمدان محرسی مالکی اشعری علیہ الرحمہ — مدینہ منورہ

فانی قد اطلعت علیٰ ما حررہ العالم العلامۃ، الدراکۃ الفھامۃ ذوالتحقیق الباھر جناب الشیخ احمد رضا خان فی الخلاصۃ الماخوذۃ من کتابہ المسمّٰی المعتمد المستند فوجدتہ فی غایۃ التحریر فللّٰہ درمؤلفہ [2]

جناب شیخ احمد رضا خاں نے جو اپنے خلاصے میں تحریر فرمایا ہے میں نے اس کو مطالعہ کیا۔ یہ خلاصہ ان کی کتاب موسومہ المعتمد المستند سے ماخوذ ہے (مطالعہ کے بعد) میں نے محسوس کیا کہ مصنف نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ مصنف کی تعریف وتوصیف اللہ کے لئے ہے وہ مصنف جو خوب ہی جاننے والا، خوب ہی سمجھنے والا، خوب ہی سوچنے والا اور ایسی روشن تحقیق کرنے والا جس سے تمام پہلو منور ہو جائیں۔

---

[1] ایضاً، ص ۲۱۸ [2] ایضاً، ص ۲۲۰

marfat.com

(۱۵)

سید محمد بن محمد جیب مدنی دیداوی علیہ الرحمہ
مدینہ منورہ

فقد اطلعت علیٰ ما سطرہ العلامۃ النحریر، والدراکۃ الشہیر، الشیخ احمد رضا خان فوجدتہ سحراً لاولی الالباب و تریاقاً لکل مسموم حائد عن الصواب[1]

استاذ کامل، صاحب ذہن رسا، نام آور و شہیر حضرت مولینا احمد رضا خاں نے جو کچھ تحریر فرمایا ہیں نے اس کا مطالعہ کیا (تحریر کیا ہے) اہل عقل کے لیے جادو ہے، صراط مستقیم سے بھٹکنے والے اور زہر کھانے والوں کے لئے تریاق ہے۔

(۱۶)

شیخ محمد بن محمد سوسی خیاری علیہ الرحمہ
مدرس حرم طیبہ، مدینہ منورہ

التی الفہا العالم الفاضل، الانسان الکامل العلامۃ المحقق والفہامۃ المدقق حضرۃ الشیخ احمد رضا خان[2]

وہ رسالہ جسے عالم فاضل، انسان کامل، علامہ محقق فہامہ مدقق، حضرت شیخ احمد رضا خاں نے تالیف فرمایا۔

۱؎ ایضاً ، ص ۲۲۴

۲؎ ایضاً ، ص ۲۲۶

marfat.com

(۱۷)

السیّد احمد بن السیّد اسمٰعیل الحسینی البرزنجی
مفتی شافعیہ، مدینہ منوّرہ

انی قد وقفت ایھا العلامۃ النحریر، والعلم الشھیر ذوالتحقیق والتحریر، والتدقیق والتجبیر، عالم اھل السنۃ والجماعۃ، جناب الشیخ احمد رضا خان البریلوی ادام اللہ توفیقہ وارتفاعہ علی خلاصۃ من کتابک المسمیٰ بالمعتمد المستند، فوجدتھا علی اکمل الدرجات من حیث الاتقان والنقد[1]

اے علامۂ کامل، شہیر و مشہور، صاحب تحقیق و تنقیح، صاحب تدقیق و تزئین، عالم اہل سنت و جماعت شیخ احمد رضا خاں بریلوی (اللہ تعالیٰ اس کی نیک تمناؤں کو پورا کرے اور اس کی بلندیوں کو باقی اور دائم رکھے) میں نے آپ کی کتاب موسومہ المعتمد المستند کے خلاصے کا مطالعہ کیا تو میں نے اس کو قوت و نقد کی انتہائی بلندیوں پر پایا۔

---

[1] ایضاً ص ۲۳۰

marfat.com

تیسرا باب

كفل الفقيه الفاهم في احكام قرطاس الدراهم

marfat.com

قارئین کرام المعتمد المستند پر علمائے حرمین شریفین کی تقاریظ کے اقتباسات پڑھتے پڑھتے تھک گئے ہوں گے، اس لئے اب ہم ایک تیسری تالیف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو قیام مکہ معظمہ کی یادگار ہے، جس کے مطالعہ سے فاضل بریلوی کی تحقیق تدقیق اور علمائے عرب کی نظر میں آپ کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہو سکے گا یعنی

کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء)

رسالہ مذکورہ کے دیباچے میں فاضل مصنف کے صاحبزادے مولینا حامد رضا خاں جو اس سفر مبارک میں اپنے والد ماجد کے ہم رکاب تھے، تحریر فرماتے ہیں :۔

(ترجمہ عربی) سال گذشتہ سے پہلے سال دوسری بار زیارت حرمین شریفین اور حج کے لئے متوجہ ہوئے۔ مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ میں خوب خوب عزت و توقیر کی گئی، وہاں علماء و فضلاء اور مشاہیر بڑے اعزاز و اکرام سے ملے، دست بوسی کی، حدیث مسلسل بالاولیۃ سنی، حدیث کی کتابوں، صحاح و سنن، مسانید و معاجم اور چاروں مصافحوں کی اجازت لی، یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی، اور سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں منسلک ہوئے اور تمام باتیں چھوٹی اور بڑی سب ان عمائد علماء اکابر کے اصرار سے ہوئیں۔ دراصل رسالہ .....

"الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیۃ" نے حرمین شریفین میں آپ کا غلغلہ بپا کر دیا، یہ کتاب مجموعی طور پر ساڑھے آٹھ گھنٹوں میں تالیف فرمائی،

marfat.com

اس رسالے سے وہاں کے علما کو محسوس ہوا کہ مصنف مشاہیر علوم، معقول و منقول میں بلند درجہ رکھتے ہیں چنانچہ آپ سے استفسارات کا سلسلہ شروع ہو گیا اس قبیل سے نوٹ کے متعلق بارہ سوال تھے جن کا جواب مصنف نے بروز شنبہ شروع فرمایا اور اتوار کو پھر بخار آگیا تو روز دوشنبہ پھر دن چڑھے اسے تمام فرما دیا ۲۳ محرم الحرام ۱۳۲۴ھ کو مکہ معظمہ میں مکمل فرمایا۔[1]

خود فاضل مصنف نے رسالے کے آخر میں سنہ تصنیف وغیرہ کے متعلق یہ تصریح فرمائی ہے:۔

میں نے اس کا نام کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم (۱۳۲۴ھ) رکھا تاکہ نام سال تصنیف کی علامت ہو اور بندہ ضعیف نے شنبہ کے دن لکھنا شروع کیا تھا۔ پھر اتوار کے دن بخار عود کر آیا تو پیر کے دن پہر چڑھے میں نے اسے تمام کیا محرم شریف کی ۲۳ تاریخ ۱۳۲۴ھ اور یہ تصنیف اللہ کے حرمت والے شہر (مکہ معظمہ) میں ہوئی۔[2]

فاضل مصنف نے رسالۂ مذکورہ کے آخر میں رسالے کے متعلق مزید تفصیلات تحریر فرمائی ہیں۔ کن حضرات کی تحریک پر یہ جواب لکھا گیا، علمائے حرمین نے جواب کو کس قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا اور مفتی حنفیہ مولینا عبد اللہ بن صدیق کے ساتھ کتب خانۂ حرم میں کیا واقعہ پیش آیا، ہندوستان آکر اس رسالے میں کیا کیا اضافے کئے گئے۔ وغیرہ وغیرہ

کفل الفقیہ کے استفسار کے بارے میں فاضل مصنف تحریر فرماتے ہیں:۔

"محرم ۱۳۲۴ھ میں مکہ معظمہ کے دو علمائے کرام مولینا عبد اللہ احمد میرداد

---

[1] احمد رضا خاں: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم، مطبوعہ لاہور ص ۔ ۷ ۔ ۸ (۱۹۶۷ء)

[2] ایضاً ، ص ۱۱۹

marfat.com

امام مسجد الحرام اور ان کے استاد مولانا حامد احمد محمد جدادی ـــــ نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل فقہیہ کا سوال اس فقیر سے کیا جس کے جواب میں بفضل وہاب عزجلالہ ڈیڑھ دن سے کم میں رسالہ کفل الفقیہ وہیں لکھدیا[1] (ترجمہ عربی)

جب یہ رسالہ علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے جس قدر و منزلت کی نگاہ سے اس کو دیکھا۔ اس کا حال خود فاضل مجیب کی زبانی سنیئے :۔

مکہ معظمہ کے اہل علمائے کرام و فقیہان عظام نے کفل الفقیہ کو ملاحظہ فرمایا، پڑھ کر سنایا۔ اس کی نقلیں لیں اور بحمد اللہ تعالیٰ سب نے یک زبان مدحیں کیں جیسے حضرت شیخ الائمہ والخطبا کبیر العلماء مولینا احمد ابوالخیر میرداد حنفی، حضرت عالم العلماء مفتی سابق و قاضی حال علامہ مولینا شیخ صالح کمال حنفی، حضرت مولینا حافظ کتب الحرام فاضل سید اسمٰعیل خلیل حنفی، حضرت مولینا مفتی حنفیہ عبداللہ صدیق حفظہم اللہ تعالیٰ[2] (ترجمہ عربی)

مکہ معظمہ میں تقریباً سب ہی علمائے کرام فاضل بریلوی سے ملاقات کے لئے تشریف لائے لیکن ایک عالم اپنے سرکاری وقار اور حشمت و شوکت کی وجہ سے تشریف نہیں لائے یعنی مفتی حنفیہ حضرت مولینا عبداللہ بن صدیق لیکن اللہ تعالیٰ نے ملاقات کی ایک صورت پیدا کردی۔ ع

رحمت حق بہانہ می جوید

واقعہ کی تفصیلات خود فاضل بریلوی کی زبانی سنیئے :۔

ان فاضل جلیل نے کہ اس وقت بھی جانب سلطانی سے افتائے مذہب حنفی کے عہدۂ جلیلہ پر ممتاز تھے، کتب خانہ حرم محترم میں کفل الفقیہ رکھا دیکھ کر

---

[1] ایضاً، ص ۱۶۶ [2] ایضاً، ص ۶۶

marfat.com

بطور خود مطالعہ فرمانا شروع کیا، فقیر بھی حاضر تھا مگر ان سے کوئی تعارف نہ تھا نہ اس سے پہلے میں نے ان کو، نہ انہوں نے مجھ کو دیکھا ــــــ حضرت مولانا سید اسمٰعیل آفندی اور ان کے بھائی سید مصطفٰے آفندی وغیرہا بھی تشریف فرما تھے حضرت مفتی حنفیہ نے رسالہ مطالعہ کرتے کرتے دفعتًہ نہایت تعجب کے ساتھ اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا :-

این کان شیخ جمال بن عبد اللہ بن عمر من ھذ البیان[1]

راو لفظا ھذا معناہ)

حضرت مفتی اعظم مکہ معظمہ مولٰنا جمال بن عبداللہ بن عمر حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہ سند حدیث وفقہ میں اس فقیر کے استاذ الاساتذہ ہیں اور اپنے زمانۂ مبارک میں وہی مفتی حنفیہ تھے۔ اس جناب رفیع سے نوٹ کے بارے میں استفتاء ہوا تھا، حضرت ممدوح قدس سرہٗ نے علمائے ربانی کی جو شان ہے اس کے مطابق صرف اتنا تحریر فرمادیا کر :-

العلم امانۃ فی اعناق العلماء واللہ تعالیٰ اعلم۔

علم علماء کی گردنوں میں امانت ہے واللہ تعالیٰ اعلم یعنی کچھ جواب عطا نہ کیا حنفیہ کے مفتی حال نے اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا کہ حضرت ممدوح قدس سرہٗ کا

---

[1] مولانا بدر الدین قادری نے سوانح اعلیٰ حضرت میں یہ الفاظ اس طرح تحریر فرمائے ہیں :-

این جمال بن عبد اللہ من ھذا النص الصریح

(ترجمہ) حضرت جمال بن عبداللہ اس نص صریح سے کہاں غافل رہ گئے ؟

جس عبارت پر مفتی حنفیہ پھڑک اٹھے تھے وہ فتح القدیر کی یہ عبارت ہے :-

لو باع کاغذۃ بالف یجوز ولا یکرہ

(ترجمہ، کوئی شخص اپنے کاغذ کا ٹکڑا ہزار روپے میں بیچ لے تو بلا کراہت جائز ہے۔

(بدر الدین احمد: سوانح حضرت اعلیٰ الخ، مطبوعہ لاہور، ص - ۲۸۲)

marfat.com

ذہن مبارک ان دلائل کو کیوں نہ پہنچا جو اس رسالے کا مصنف لکھ رہا ہے۔

حضرت مولینا سید اسمٰعیل آفندی نے تقریب فرمائی (یعنی تعارف کرایا) کہ مصنف رسالہ یہ موجود ہیں، حضرت مفتی حنفیہ نہایت کرم و اکرام سے ملے اور بہت دیر تک بفضلہ علمی تذکروں کی مجلس گرم رہی۔[1]

مندرجہ بالا بیان سے علمائے حرمین کی نظر میں فاضل بریلوی کے مقام رفیع کا اندازہ ہوتا ہے تمام علما، آپ کی تبحر علمی، روحانیت اور محبت کے معترف تھے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

فاضل بریلوی نے ہندوستان واپسی کے بعد اصل رسالے میں اضافے فرمائے اور بطور ضمیمہ ان کو شامل کیا۔ اس ضمیمہ کا نام "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال قرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) تجویز فرمایا۔ ساتھ ہی اس کا اردو ترجمہ بعنوان :-

"الذیل المنوط لرسالۃ النوط" (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) شامل فرمایا۔

جیسا کہ عرض کیا گیا یہ رسالہ کفل الفقیہ کا ضمیمہ سمجھنا چاہیئے۔ کفل الفقیہ لکھتے وقت ـــــ مولانا عبدالحئی لکھنوی کے بعض مباحث کی تردید کی تھی۔ لیکن لکھ چکنے کے بعد غالباً ہندوستان آکر معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اس کے خلاف لکھا ہے چناں چہ بطور ضمیمہ بعض نئے مباحث کا اضافہ کیا گیا۔ خود فاضل مصنف اس طرح صراحت فرماتے ہیں:-

الحمدللہ رسالہ مبارکہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" (۱۳۲۴ھ) نے نوٹ کے متعلق جملہ مسائل ایسے بیان نفیس سے روشن کئے کہ اصلاً کسی مسئلے میں حالت منتظر باقی نہ رہی۔ یہ رسالہ مکہ معظمہ میں وہیں کے دو علمائے کرام کے استفتاء پر نہایت قلیل مدت میں تصنیف ہوا۔ اس وقت تک رقم سے کم

---

[1] احمد رضا خاں : کفل الفقیہ، ص ۱۶۷

marfat.com

زیادہ کو نوٹ بیچنے کے بارے میں مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی کا خلاف معلوم تھا ــــ یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ــــ مولوی رشید احمد گنگوہی ــــ نوٹ کو ممسک ٹھہرا کر سرے سے مال سے خارج اور کم وبیش در کنار، برابر کو بھی اس کی خرید و فروخت ناجائز کہہ چکے ہیں۔ ــــ مناسب معلوم ہوا کہ ان دونوں تحریروں کا ذکر کروں اور ان کے فقرے فقرے کا جہاں جہاں اس کتاب میں ردّ مذکور ہوا ہے اس کو بتا دوں اور باقتضائے توجہ مستقل جو مباحث تازہ خیال میں آگئے ہیں اضافہ کروں اور اس کا "تاریخی نام" "کاسر السفیہ الواھم فی ابدال القرطاس الدراھم" (۱۳۲۹ھ) رکھوں ؎

مندرجہ بالا بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ جزئیات فقہ میں فاضل بریلوی کی نظر کتنی گہری تھی، ایک طرف انکی نگاہ نے اس گوشہ کو تلاش کر لیا جو خود ان کے استاذ الاساتذہ شیخ جمال علیہ الرحمہ کی نگاہوں سے اوجھل رہا اور دوسری طرف وہ بات پالی جو ہندوستان کے مشہور فقیہ مولوی عبدالحئی فرنگی محل اور رشید احمد گنگوہی نہ پا سکے۔ موخر الذکر کے مقام فقاہت کا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے ان کے بارے میں کہا کہ "فقیہ النفس" تھے، ایسا فقیہ النفس عالم بھی فاضل بریلوی کے پرواز فکر کے سامنے عاجز نظر آتا ہے۔ صاحب نزہۃ الخواطر کا یہ قول اب کسی تشریح کا محتاج نہیں :۔

یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی وجزئیاتہ یشھد بذالک مجموع فتاواہ وکتابہ "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" الذی الفہ فی مکۃ

؎ ایضاً، ص ۱۲۲ - ۱۲۳

سنة ثلاث وعشرين وثلاث مأة والف. [1]

(ترجمہ) فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر مولانا احمد رضا خاں کو جو عبور حاصل ہے اس کی نظیر شاید ہی کہیں ملے اور اس دعویٰ پر ان کا مجموعہ فتاویٰ شاہد ہے نیز ان کی تصنیف "کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراھم" جو انہوں نے ۱۳۲۳ھ میں مکہ معظمہ میں لکھی تھی۔

کفل الفقیہ کی طباعت ثانی کے وقت فاضل بریلوی نے مزید اضافے فرمائے جس کی صراحت طباعت دوم کے آخر میں اس طرح فرمائی ہے :۔

اب کہ کفل الفقیہ دوبارہ مع ترجمہ چھپا۔ مولوی گنگوہی صاحب کا فتویٰ نظر پڑا، اس کی طرف توجہ کی اور ساتھ ہی چاہا کہ فتویٰ مولوی لکھنوی صاحب پر بھی مستقل نظر پڑ جائے۔ خیال تھا کہ مباحث تو رسالے ہی میں تمام ہو چکے ہیں، غایت درجہ چھ ورق بس ہوں گے مگر فیض قدیر سے افاضۂ مضامین کی لگاتار بارش ہوئی اور قلم روکتے روکتے چھ ورق کی جگہ تین جزء کا رسالہ ہو گیا۔ [2]

آخر میں ہم علامہ بدرالدین احمد رضوی کی تالیف سوانح اعلیٰ حضرت سے بعض اقتباسات کی تلخیص پیش کرتے ہیں جن سے آپ کے روحانی و علمی مقام و مرتبہ کا اندازہ ہو گا اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ اہالیان حرمین شریفین نے بھی مختلف علوم و فنون میں آپ سے استفادہ کیا :۔

(۱) قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں جو آپ کی عزت و تکریم ہوئی اس کو سن کر اہل مدینہ کا

---

[1] عبدالحئی لکھنوی : نزہتہ الخواطر و بہجتہ المسامع والنواظر (الجزء الثامن) مطبوعہ حیدر آباد دکن، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء، ص ۴۱

[2] احمد رضا خاں : کفل الفقیہ، مطبوعہ لاہور، ص ۱۶۷

اشتیاقِ ملاقات اور شوقِ دیدار بڑھتا گیا چنانچہ جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے دولت کدے پر علماء و صلحاء اور عوام الناس کا ملاقات کے لئے تانتا لگا رہتا تھا۔ مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں مقیم ہوں مگر اہلِ مدینہ کی جو عقیدت و محبت اور اعزاز و اکرام فاضل بریلوی کے ساتھ دیکھا اس سے قبل کسی کے ساتھ نہ دیکھا، مدینہ منورہ میں یوں تو تمام علماء کو محبت تھی مگر یہ علمائے کرام خاص طور پر محبت فرماتے تھے۔ مولانا سید عباس رضوان، مولینا مامون بری، مولینا سید احمد جزائری، شیخ ابراہیم خربوتی، مولینا عثمان عبدالسلام (سابق مفتی حنفیہ مدینہ منورہ)، مولینا تاج الدین الیاس (مفتی حنفیہ مدینہ منورہ)[1] وغیرہ وغیرہ

(۲) مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ میں بھی فاضل بریلوی سے علمائے کرام نے سندیں اور اجازتیں لیں اور یہ سلسلہ مدینہ منورہ سے روانگی تک جاری رہا۔ ان اجازات اور سندات کا حال حضرت مولینا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے الاجازات المتینہ میں تفصیل کے ساتھ لکھ دیا ہے[2]

(۳) دولت مکیہ اور خلاصہ المعتمد المستند پر تقاریظ کا سلسلہ یہاں بھی جاری رہا بلکہ مفتی شافعیہ مولینا سید احمد برزنجی نے تو خلاصہ مذکور کی تائید میں ایک مستقل رسالہ تصنیف فرمایا۔ اس سلسلے میں مولینا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے سعی بلیغ فرمائی، علمائے حرمین نے رسائل مذکورہ کی نقول حاصل کیں۔ ایک نقل مولوی کریم اللہ ممدوح نے بھی محفوظ کر لی اور اس دیار مقدس کی زیارت کے لئے آنے والے علمائے مصر و شام اور بغداد وغیرہ کی تقاریظ حاصل کر کے فاضل بریلوی کو بذریعہ ڈاک بریلی بھیجتے رہے[3]

---

[1] بدرالدین احمد، سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور، ص ۲۹۱ - ۲۹۲

[2] ایضاً، ص ۲۹۳ [3] ایضاً، ص ۲۹۴

marfat.com

(۴) فاضل بریلوی علم جفر میں کمال رکھتے تھے۔ ۱۲۹۴ھ/۱۸۷۷ء میں اس فن کے کچھ اسباق شاہ ابوالحسین نوری مارہروی سے لیے تھے، پھر ذاتی مطالعہ سے کمال پیدا کیا اور ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی :۔

سفر السفر عن الجفر بالجفر

قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں آپ نے چاہا کہ کسی ماہر فن سے کچھ سیکھیں مگر کوئی اس فن کا ماہر نہ ملا بلکہ علمائے مکہ نے خود آپ سے استفادہ کیا تھا کہ مولانا عبدالقادر مدنی کے صاحبزادے مولوی سید حسین مدنی اس فن کی تحصیل کے لئے بریلی آئے اور چودہ ماہ قیام فرمایا اور علم اوفاق اور علم تکسیر کی تحصیل کی، موصوف ہی کیلئے فاضل بریلوی نے اس فن میں یہ رسالہ تحریر فرمایا :۔

اطائب الاکسیر فی علم التکسیر[۱]

جو کچھ اوپر بیان کیا گیا یہ تو فاضل بریلوی کے عہد کی باتیں ہیں، عہد جدید میں بھی اس قدر و منزلت میں کمی نہیں جو عہد قدیم میں حاصل ہو چکی تھی۔ اس سلسلے میں علامہ بدرالدین رضوی کی تالیف سے تلخیصات پیش کی جاتی ہیں :۔

(۵) ۱۳۷۹ھ/ ۱۹۵۹ء میں مولانا غلام مصطفےٰ صاحب مدرس مدرسہ عربیہ اشرف العلوم گھوڑا مارا، راجشاہی (مشرقی پاکستان) زیارت حرمین شریفین کے لئے حاضر ہوئے ...... موصوف نے اس سفر مبارک کے حالات و واقعات کو ایک سفرنامے کی صورت (۱۹۶۰ء) میں شائع کیا۔ اس میں لکھا ہے کہ مولینا مفتی سعداللہ مکی فرماتے تھے کہ بلادِ عرب میں عموماً اور حرمین طیبین میں خصوصاً علمائے کرام جس قدر فاضل بریلوی سے

---

[۱] ایضاً، ص۔ ۲۸۶ ، نیز ملاحظہ فرمائیں الملفوظ ، حصہ دوم، ص۔ ۳۸

نوٹ :۔ اور مولانا عبدالغفار بخاری علم جفر سیکھنے کے لئے غالباً روس سے تشریف لائے تھے (الملفوظ، حصہ دوم، ص ۳۹)

واقف ہیں خود ہندوستان کے لوگ نہیں چنانچہ آپ نے بطور آزمائش مولانا غلام مصطفےٰ مذکور کو ان کے رفقا کے ساتھ مولینا سید محمد علوی مالکی کی خدمت میں بھیجا جو اسوقت مکہ معظمہ میں قاضی القضاۃ تھے موصوف کے والد فاضل بریلوی کے ہم عصر تھے، یہ حضرات انکی خدمت میں حاضر ہوئے تو مولوی غلام مصطفےٰ نے اپنا اور رفقا، کا تعارف کرایا:———— نحن تلامیذ تلامیذ اعلیٰ

حضرة مولٰینا احمد رضا خان الفاضل البریلوی رحمة الله علیه[۵۱]

اتنا سننا تھا کہ مولینا سید محمد علوی سر قد کھڑے ہوگئے اور ایک ایک سے معانقہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا:۔

نحن نعرفه بتصنیفاته وتالیفاته حبه علامة السنة وبغضه علامة البدعة[۵۲]

(ترجمہ) ہم ان کو ان کی تصنیفات وتالیفات سے پہچانتے ہیں۔ ان سے محبت سنت کی نشانی ہے اور ان سے عداوت، بدعتی کی پہچان ہے۔

(۶) مولینا غلام مصطفےٰ ممدوح نے ایک اور بزرگ علامہ شیخ محمد مغربی الجزائری کا ذکر کیا ہے جو فاضل بریلوی کے معاصرین میں تھے، بڑی شان وشوکت سے رہتے تھے لیکن بایں ہمہ شکوہ جب یہ حضرات ان سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تو کھڑے ہو کر سب سے معانقہ فرمایا، حرم شریف میں دوبارہ ملاقات ہوئی تو وہاں بھی اسی طرح نوازا اور علمائے ممالک اسلامیہ سے تعارف کرایا[۵۳]

(۷) مولینا غلام مصطفےٰ موصوف نے ایک اور بزرگ مولینا عبد الرحمٰن درویش کا ذکر کیا ہے جن کا سن شریف تقریباً اسی سال کا ہوگا فاضل بریلوی کے قیام حجاز کے زمانے میں موصوف جوان العمر ہونگے۔ انکی عقیدت کا حال اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ فاضل بریلوی کے تبرکات کو دل وجان سے لگا کر رکھ چھوڑے ہیں۔ موصوف فرماتے تھے:۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ علمائے حرم شریف جب اعلیٰ حضرت سے ملے تو ان کی دست بوسی کرتے، اور اتنا احترام فرماتے کہ میں نے اتنا احترام کسی ہندوستانی عالم کا نہیں دیکھا[۵۴]

---

[۵۱] مزید تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں معمولات الابرار بمعانی الآثار، لکھنؤ، ۱۳۸۶ھ، ص۔ ۲۰۰ (مؤلفہ مولانا عبد المصطفےٰ اعظمی شاگرد مولانا امجد علی علیہ الرحمہ) مسعود

[۵۲] ایضاً، ص ۲۹۸ [۵۳] ایضاً، ص ۳۰۰ [۵۴] ایضاً، ص ۳۰۲

marfat.com

استدراک

marfat.com

انسان کی فطرت ہے کہ وہ اپنے مخالف کی عزت و شہرت ایک آن پسند نہیں کرتا، اس کی کوشش یہی رہتی ہے کہ مخالف کی عزت و ناموس کو جس طرح بھی ممکن ہو خاک میں ملا دیا جائے فاضل بریلوی کو بھی ایسے مخالفین[1] سے سابقہ پڑا جنہوں نے فاضل بریلوی کے ان فضائل و مناقب کے اثرات کو زائل کرنے کی پوری پوری کوشش کی جو قارئین کرام پچھلے صفحات پر مطالعہ فرما چکے ہیں۔ اس سلسلے میں مولانا حسین احمد مدنی کی کتاب "الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب[2]" قابل ذکر ہے۔

اس تالیف کے دو مقصد معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف میں علمائے عرب نے جو کچھ کہا ہے اسکی تغلیط کی جائے اور اسکی اشاعت سے اہل پاک و ہند پر جو اچھے اثرات مرتب ہوئے ہیں ان کو زائل کیا جائے۔ دوسرا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے علما کے ایک طبقے پر جو سخت گرفتیں کی ہیں اور ان کی تحریرات کی سمّیت کو ظاہر فرمایا ہے، اسکی تاویلات پیش کی جائیں اور اپنے عقائد کا اس طرح بیان کیا جائے جو فاضل بریلوی کے بیان کردہ عقائد علما اہل سنت و جماعت سے متصادم نظر نہ آئیں اور اس طرح قارئین کرام پر یہ واضح ہو جائے کہ فاضل بریلوی نے ان علما کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ سراسر بہتان ہے اور یہ کہ

---

[1] یہ مخالفین، فاضل بریلوی کی شدید تنقیدات کا فطری نتیجہ تھے۔ مؤلف

کیوں نہ چیخیں کہ یاد کرتے ہیں

[2] اس کتاب کے نام ہی سے عناد کی بو آرہی ہے۔ اس عنوان کے معنی ہیں:-

"جھوٹے چور کے لئے شہاب ثاقب"

(شہاب ثاقب وہ ٹوٹنے والے تارے ہیں جو رجم شیاطین کے لئے مخصوص ہیں اور جن کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے،

نوٹ: مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی تالیف نقش حیات (جلد اول مطبوعہ دہلی ۱۹۵۳ء ص ۱۰۰ تا ۱۱۸) میں بھی حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کے زمانہ قیام کے واقعات بیان فرمائے ہیں، عقائد وہابیہ کی پرزور تردید کی ہے اور علمائے دیوبند کی وکالت فرمائی۔ مسعود

marfat.com

علمائے عرب نے جو کچھ لکھا ہے محض غلط فہمی کی بنا پر لکھا ہے۔

فاضل مصنف مذکورہ بالا کتاب میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

احقر چونکہ حضرات اکابر دیوبند و گنگوہ کا خوشہ چین اور انہیں کے دامن عاطفت کا منتسب ہے۔ سات یا آٹھ برس تک ان اکابر کی بارگاہ کی خاک روبی اور ان کی جوتیوں کی سیدھی کرنے کی خدمت سے مالا مال رہا ہے [1]

اس تصریح کے بعد فاضل بریلوی کی مخالفت میں فاضل مصنف کے بیان قدرے مشکوک ہو جاتے ہیں، عقیدت و محبت کا جب یہ عالم ہو تو پھر حقائق کو غیر متعصب نگاہ سے دیکھنا بہت مشکل ہے اور مخالف کی تنقیدات پر ٹھنڈے دل سے غور کرنا تو اس سے بھی زیادہ مشکل۔

اس سے پہلے کہ صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا تجزیہ کیا جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سفر حرمین شریفین کے متعلق خود فاضل بریلوی کے بیان کا خلاصہ پیش کر دیا جائے۔ جو الملفوظ، حصہ دوم (مطبوعہ لاہور) کے تقریباً پچاس صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔

خلاصۂ بیان فاضل بریلوی

پہلی بار (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء) والدین کے ہمراہ حاضری ہوئی، اس وقت میری عمر کا ۲۳ واں سال تھا، دوسری بار اتفاقیہ جانا ہو گیا، برادر خورد ننھے میاں اور حامد رضا خاں مع متعلقین روانہ ہو گئے، چند روز بعد دیار حبیب کی لگن نے مجھے بھی کھینچ لیا۔ مناسک حج سے فراغت کے بعد کتب خانۂ حرم کی حاضری کا شغل رہا۔ یہاں حافظ کتب حرم مولانا سید اسمٰعیل خلیل سے ملاقات ہوئی جو فقیر سے غائبانہ اور والہانہ محبت فرماتے تھے، ۱۳۱۶ھ میں میرا فتویٰ "فتاوی الحرمین لرجف ندوۃ المین" علماء حرمین کی تصدیقات کے لئے پیش ہوا تھا۔ سید موصوف نے بھی مطالعہ فرمایا تھا اور یہی غائبانہ محبت کا حقیقی سبب تھا۔

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب، مطبوعہ دیوبند، ص ۔ ۲۱

marfat.com

مکۂ معظمہ میں یہ بات سننے میں آئی کہ مولوی خلیل احمد اور بعض دیگر حضرات بھی آئے ہوئے ہیں۔ ان لوگوں نے شریف مکہ تک رسائی پیدا کرکے مسئلہ علم غیب چھیڑا ہے اور اس کے متعلق چند سوالات مفتی حنفیہ شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کئے ہیں۔ چناں چہ میں مولوی عبدالاحد (ابن مولوی وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ) کے ساتھ شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسئلہ علم غیب پر دو گھنٹے تقریر کی، شیخ موصوف خاموش سنتے رہے، تقریر ختم کی تو وہ اٹھے اور الماری سے نکال کر ایک پرچہ عنایت فرمایا جس میں مولوی سلامت اللہ رامپوری کی اعلام الاذکیا کے[1] بارے میں ایک استفسار کیا گیا تھا، شیخ موصوف نے اس کا جواب لکھنے کیلئے فرمایا۔ چنانچہ پرچہ لے کر میں واپس چلا آیا۔ اسکے بعد ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کو کتب خانہ حرم میں دوبارہ ملاقات ہوئی۔ اس مرتبہ شیخ کمال صالح نے علم غیب کے متعلق پانچ سوالات پر مشتمل ایک استفتاء عنایت فرمایا اور فرمایا کہ وہابیہ نے شریف علی پاشا (شریف مکہ) کی وساطت سے آپ سے جواب طلب کیا ہے، بہرکیف میں نے جواب لکھنا شروع کیا اور حامد رضا خاں تبییض کا کام کرتے رہے، اسی دوران عالم جلیل مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے جواب کے چند اوراق سماعت فرمائے اور فرمایا کہ اس میں علم خمس کی بحث بھی داخل کرو، قبول کیا اور واپس چلا آیا، واپسی میں ادباً ان کے زانوئے مبارک کو ہاتھ لگایا تو حضرت شیخ نے اس بزرگی کے باوجود کہ عمر شریف ۷۰ برس سے متجاوز ہو گئی تھی اس احقر سے فرمایا:۔

انا اقبل ارجلکم، انا اقبل نعالکم

(ترجمہ) میں تمہارے قدموں کو بوسہ دوں، میں تمہاری جوتیوں کو بوسہ دوں

---

[1] اس کتاب کی جس عبارت کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا۔ پہلے باب میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ مسعود

marfat.com

بہرکیف رسالہ مکمل کیا اس کا تاریخی نام الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیّہ (۱۳۲۳ھ) رکھا اور حضرت شیخ صالح کمال کی خدمت میں پیش کردیا۔ شیخ موصوف نے شریف علی پاشا کو دربار میں پیش کردیا، حکم ہوا کہ پڑھا جائے چنانچہ شیخ موصوف نے پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت دربار میں دو وہابی موجود تھے ایک احمد فقیہ اور دوسرا عبدالرحمٰن اسکوبی، یہ دونوں بیچ میں لقمے دیتے مگر شریف مکہ کی تہدید پر خاموش ہوگئے اور نصف شب تک نصف رسالہ برسر دربار پڑھا گیا۔ شریف مکہ بیحد متاثر ہوئے اور اس نے بیساختہ کہا :-

اللہ یعطی وھؤلاء یمنعون

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرماتا ہے اور یہ لوگ انکار کرتے ہیں

بہرکیف دربار برخواست ہوا اور وہابیہ کو یقین ہوگیا کہ یہاں ان کی کچھ پیش نہ چلے گی۔ چنانچہ انہوں نے گورنر مکہ احمد راتب پاشا سے رجوع کیا اور یہ سمجھا کہ شاید ذی علم نہ ہونے کی وجہ سے یہ ان کی بات سن لے گا۔ شکایت یہ کی گئی کہ ہندوستان سے ایک عالم آیا ہوا ہے اس نے اہل مکہ کے عقیدے بگاڑ دیئے ہیں چنانچہ شیخ محمد سعید بابصیل، شیخ صالح کمال اور مولانا ابوالخیر میرداد وغیرہ اسکے ہم نوا ہو گئے ہیں۔ راتب پاشا نے جب ان معمّر اور جلیل القدر علماء کے نام سنے تو کہا :- اذا کان ھؤلا معہ فھو یفسد ام یصلح ؟

(ترجمہ) جب یہ حضرات اس کے ہم نوا ہیں تو وہ مفسد ہے یا مصلح ؟

——— یہ جواب سن کر مخالفین خاموش ہو گئے۔[1]

شیخ صالح کمال کو مولوی خلیل احمد انبیٹھی کے عقائد کا علم تھا چنانچہ انہوں نے پہلے ہی

---

[1] مصطفیٰ رضا خاں : الملفوظ (۱۳۳۸ھ) حصہ دوم، مطبوعہ لاہور، ص ۲ - ۱۲

شریف مکہ کے گوش گزار کر دیئے تھے، مولوی خلیل احمد کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو صفائی پیش کرنے شیخ موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کی تفصیلات شیخ صالح کمال کے مندرجہ ذیل مکتوب (محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ) سے معلوم ہوتی ہیں جو موصوف نے سید اسمٰعیل خلیل حافظ کتب حرم محترم کو تحریر فرمایا تھا۔[۱]

مکتوب شیخ صالح کمال، قاضی مکہ معظمہ و مفتی حنفیہ

بنام

سیّد اسمٰعیل خلیل محافظ کتب حرم محترم

(محررہ ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

صاحب الفضیلۃ والاخلاق والمحبۃ الجمیلۃ حضرۃ السیّد اسمٰعیل آفندی حافظ الکتب

چند روز ہوئے خلیل احمد نامی ایک ہندوستانی مکہ کے چند مجاورین علماء ہند کے ساتھ میرے پاس آیا تھا، اسکو کہیں سے یہ معلوم ہوگیا ہوگا کہ میں اس سے سخت ناراض ہوں اس لئے مجھے منانے آیا تھا، اس نے مجھ سے کہا "سیدی! مجھے خبر ملی ہے کہ آپ مجھ سے ناراض ہیں"۔ ——— (شاید اسکو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ جو کچھ اس نے براھین قاطعہ میں لکھا ہے وہ سب کچھ میں نے شریف کے گوش گزار کر دیا ہے، اسی وجہ سے وہ میرے پاس آیا تھا) (بہرکیف) میں نے اس سے کہا کہ "شاید تو خلیل احمد انبیٹھی ہے"۔ کہنے لگا، "ہاں"۔ میں نے کہا کہ "تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے براہین قاطعہ میں ایسی نازیبا اور ناجائز باتیں

---

[۱] اس مکتوب کا عربی متن الملفوظ، حصہ دوم کے صفحہ ۱۸ تا ۲۱ ملاحظہ کریں۔

نوٹ:۔ ہم نے محض تاریخی نقطہ نظر سے واقعات و حقائق کا تجزیہ کرنے کے لئے یہ مکتوب شامل مقالہ کیا ہے، کسی عالم کی تنقیص ہرگز مقصود نہیں۔ مسعود

marfat.com

لکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر ہے' میں تجھ سے کیوں نہ ناراض ہوں؟ میں تو تجھے زندیق لکھ چکا ہوں' یہ تمام باتیں براہین قاطعہ میں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں' پھر کیوں عذر و انکار کرتا ہے؟" ——— کہنے لگا، "سیدی! بیشک وہ کتاب میری ہے مگر اس میں امکان کذب کا مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے تو اس سے توبہ کرتا ہوں اور (اس کے علاوہ جو باتیں مذہب اہل سنت وجماعت کے خلاف ہیں ان سے رجوع کرتا ہوں۔"

میں نے کہا" بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ براہین قاطعہ میرے پاس موجود ہے' ابھی نکالتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ تو نے اللہ تعالیٰ کے حضور کیسی جرأت سے کام لیا ہے"۔ اس پر وہ عذر و خوشامد کرنے لگا اور کہنے لگا اگر یہ باتیں براہین قاطعہ میں بتائی جاتی ہیں تو مجھ پر افترا ہیں میں تو موحد مسلمان ہوں، یہ بات نہ میں نے کہی اور نہ کوئی اور مذہب اہلسنت کے خلاف بات کہی ہے" ——— یہ بات سن کر پھر مجھے تعجب ہوا کہ جو باتیں براہین قاطعہ میں چھپ کر تیار ہو چکی ہیں اس سے کیسے انکار کرتا ہے بہر کیف مجھے یقین ہو گیا کہ یہ شخص تقیہ کر رہا ہے جیسا کہ روافض تقیہ واجب سمجھتے ہیں، میں نے چاہا کہ کسی ایسے شخص کو بلاؤں جو براہین قاطعہ کی زبان سمجھتا ہو تا کہ کلمات کفریہ پر اس سے اقرار کراؤں اور پھر توبہ لوں لیکن جس روز وہ میرے پاس آیا تھا۔ اس کے دوسرے روز جدّہ چلا گیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ میں نے مناسب سمجھا کہ ان تمام واقعات سے آپ کو آگاہ کروں، خدا آپ کو سلامت رکھے [1]

۲۸ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ — محمد صالح کمال

---

[1] الملفوظ، حصہ دوم، ص ۱۸ - ۲۱

مندرجہ بالا حالات و واقعات زمانۂ قیام مکہ معظمہ سے متعلق تھے۔ فاضل بریلوی تقریباً ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۳ھ کے اواخر میں مکہ معظمہ پہنچے اور یہاں ۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ تک تقریباً تین ماہ قیام کیا پھر تاریخ مذکور کو مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور وہاں ۳۱ روز حاضری نصیب ہوئی۔ اس طرح حرمین شریفین میں مجموعی طور پر چار ماہ قیام رہا ——— قیام مدینہ منورہ کے حالات بھی فاضل بریلوی نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائے ہیں۔ یہاں ان کے بیان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :-

۲۴ صفر ۱۳۲۴ھ کو مدینہ منورہ روانہ ہوا، ۳۱ روز حاضری نصیب رہی یہاں بھی مکہ معظمہ کی طرح صبح سے شام تک علما اور عام لوگوں کا ہجوم رہتا۔ یہاں اہل علم نے رسالہ الدولۃ المکیہ کی نقلیں لیں اور حسام الحرمین پر تقاریظ تحریر فرمائیں، اسکے بعد الدولۃ المکیہ کو اپنی تقاریظ اور تصدیقات سے مزین فرمایا مفتی شافعیہ (سید احمد برزنجی) جو نابینا ہو گئے تھے، ان سے تقریظ لکھنے کیلئے عرض کیا گیا۔ چونکہ ان کیلئے مطالعہ ناممکن تھا اس لئے یہ طے پایا کہ مفتی صاحب کے داماد سید عبداللہ کے ہاں مجلس ہو خیانچہ بعد نماز عشاء مجلس ہوئی اور میں نے رسالہ پڑھنا شروع کیا بعض جگہ مفتی صاحب کو شکوک وارد ہوئے میری غلطی کہ میں نے حسب عادت نہایت جرأت کے ساتھ مسکت جوابات دیئے جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت شان کیوجہ سے ناگوار گزرے، بارہ بجے رات کو مجلس برخواست ہوئی اور مفتی صاحب کے قلب میں ان جوابوں کا غبار رہا مجھے بعد میں معلوم ہوا ورنہ اگر اسوقت معلوم ہوجاتا تو معذرت کر لیتا (اس تلخی کے بعد ایک اور واقعہ رونما ہوا) مفتی صاحب کے شاگرد شیخ عبدالقادر طرابلسی شلبی جو مدرس ہیں فقیر کے پاس آئے اور بعض مسائل میں الجھنے لگے، حامد رضا خاں نے ان کو جواب دیے جن کا جواب وہ نہ دے سکے، وہ بھی سینے میں غبار لے کر اٹھے، مجھے معلوم ہو گیا تھا جس کی میں نے کوئی پرواہ نہ کی[1]

[1] الملفوظ، حصہ دوم ص ۴۵-۴۷

marfat.com

فاضل بریلوی کے مدینہ منورہ جانے سے پہلے ہی وہاں مخالفین نے اپنی کارگزاری شروع کردی تھی جس کا کچھ اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے جو فاضل بریلوی نے نقل کیا ہے :-

مدینہ طیبہ میں ایک ہندی صاحب شیخ الحرم عثمان پاشا کے ہاں کچھ دخیل تھے، ایک مدرسہ کے نام سے ہندوستان وغیرہ سے چندہ منگایا کرتے تھے۔ فقیر سے للّٰہی بغض رکھتے تھے چنانچہ انہوں نے فقیر کے متعلق یہاں تک کہا کہ "وہاں تو اس نے اپنا سکہ جمایا، آنے دو، یہاں آتے ہی قید کرا دوں گا"۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ دھوکہ دہی کے الزام میں میرے مدینہ طیبہ جانے سے قبل ہی گرفتار ہوئے اور جیل خانے بھیج دیئے گئے جب فقیر وہاں پہنچا نور رہا ہو کر آ چکے تھے، خلوت میں ملنے آئے اور معذرت چاہی، میرے دل میں بحمدہ تعالیٰ کچھ غبار بھی نہ تھا۔[1]

یہی نہیں بلکہ مخالفین نے ہندوستان آکر غلط قسم کی خبریں پھیلا دیں کہ فاضل بریلوی گرفتار کر لئے گئے وغیرہ وغیرہ، چنانچہ ہندوستان سے حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے مکہ معظمہ خطوط بھیجے گئے جس کا فاضل بریلوی نے اس طرح ذکر فرمایا ہے :-

وہابیوں نے مشہور کر دیا تھا کہ مجھے مکہ میں قید کر لیا گیا ہے، چنانچہ ہندوستان سے مختلف لوگوں نے حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے مولانا عبدالحق مہاجر مکی کو خطوط لکھے، مولانائے موصوف نے جو حالات لکھے، سن کر سنی حضرات خوش ہو گئے لیکن وہابیوں کی افترا پردازی نے بعض سنیوں کو میرا مخالف کر دیا تھا۔ انہوں نے مجھ پر یہ بہتان لگایا کہ میں حضرت مجدد کو کافر کہتا ہوں، اس کے علاوہ یہ مشہور کر دیا کہ میں قدرت نبوی کو قدرت الٰہی کے برابر کہتا ہوں غرض اس قسم کی افترا پردازیوں کی وجہ سے حج سے واپسی سے قبل

---

[1] الملفوظ ص ۵۱

marfat.com

بہت سے سنی مجھ سے برگشتہ ہو گئے تھے لیکن جب حقائق کا علم ہوا تو دل صاف ہو گئے۔[1]

یہ تو تھے وہ حالات و واقعات جو سفر حرمین شریفین اور پھر ہندوستان آنے کے بعد فاضل بریلوی کو پیش آئے ——— اب ہم صاحب شہاب ثاقب کے بیانات کا بے لاگ تجزیہ کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ قارئین کرام فاضل بریلوی کے مندرجہ بالا بیانات اور اس تجزیے کی روشنی میں کسی معقول نتیجے تک پہنچ سکیں گے۔

اب ہم یہ دکھائیں گے کہ صاحب شہاب ثاقب نے فاضل بریلوی کے قیام حرمین شریفین کو کس انداز سے پیش کیا ہے۔ کہیں کہیں تو اردو کے مشہور نثر نگار میر امن دہلوی کی باغ و بہار کا گمان ہوتا ہے۔ فاضل بریلوی کی مکہ معظمہ میں آمد کا اس طرح ذکر کیا ہے جیسے قصۂ چہار درویش میں کوئی درویش اپنی آپ بیتی سنا رہا ہو۔ فرماتے ہیں :-

صاحبو! جب کہ مجدد بریلوی صاحب مکہ معظمہ میں وارد ہوئے، اس کے تھوڑے عرصے کے بعد ایک مختصر طویل جناب شیخ محمد صاحب نقشبندی رام پوری سلمہ

---

[1] ایضاً، ص۔ ۵۱۔ ۵۲

نوٹ :۔ مدعی یا مدعا علیہ میں سے کسی ایک کا قول ایک دوسرے کے لیے حجت نہیں ہو سکتا۔ تا آنکہ معقول شہادتیں میسر نہ آجائیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ بعض حضرات فاضل بریلوی کے بیانات کو بطور حجت تسلیم نہ کریں لیکن جب علماء عرب کی تقاریظ اور خطوط سے ان بیانات کی تصدیق ہوتی ہو جن کا ذکر پیچھے کیا جا چکا ہے، تو پھر تسلیم نہ کرنا معقول بات نہیں۔ ویسے فاضل بریلوی نے خود اس بات کو محسوس کیا ہے کہ یہ باتیں کسی دوسرے کی زبانی بیان کی جاتیں تو زیادہ مناسب تھا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔

"یہ تمام وقائع ایسے نہ تھے کہ ان کو میں اپنی زبان سے کہتا۔ ہمراہیوں کو توفیق ہوتی اور آنے جانے اور ایام قیام ہر دو سرکار کے واقعات، روزانہ تاریخ وار قلم بند کرتے تو اللہ و رسول کی بے شمار نعمتوں کی عمدہ یادگار ہوتی، ان سے رہ گیا اور مجھے بہت کچھ سہو ہو گیا۔ جو یاد آیا بیان کیا، نیت کر عز و جل جانتا ہے۔ قال تبارک و تعالیٰ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کر۔" (الملفوظ، حصہ دوم، ص۔ ۵۲)۔

marfat.com

کی خدمت میں اس غرض سے پہنچا کہ شریف صاحب (شریف مکہ والیٔ حجاز) کی خدمت میں پیش کر دیا جائے جس پر بہت سے حضرات کے دستخط اور مہریں تھیں کہ فلاں بن فلاں، فلاں شہر کا رہنے والا، وہاں حاضر ہوتا ہے[۱]۔ یہ شخص اعلیٰ درجہ کا خواہشات نفسانی اور بدعات شیطانی میں مبتلا ہے، مسلمانوں کی عموماً اور علماء کرام اور فضلاء عظام کی خصوصاً تضلیل و تفسیق کرتا ہے۔ اپنی شہرت اور خیالات فاسدہ کی وجہ سے سینکڑوں علمائے کرام کی تکفیر اور سبّ و شتم میں رسالے لکھ ڈالے، عقائد فاسدہ لوگوں میں پھیلاتا رہتا ہے ——— غرض اسی قسم کے مضمون تھے اور کچھ عقائد بھی اس کے اس میں درج تھے اور مقصد یہ تھا کہ شریف صاحب اس کی تنبیہہ کریں اور قرار واقعی سزا دیں[۱]۔

مندرجہ بالا تحریر سے کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ فاضل مصنف اس گروہ معاندین سے قریبی تعلق رکھتے تھے[۲]۔ جب ہی تو ان کو محضر نامے کی ایک ایک بات کا علم ہے اور یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ یہ محضر نامہ عوام کی طرف سے نہ تھا بلکہ علماء کی طرف سے تھا ورنہ بیچارے عوام کے پاس مہریں کہاں جو محضر نامے پر لگاتے۔ غالباً فاضل بریلوی کے سفر حجاز کے ساتھ ساتھ مخالفین نے اس محضر نامہ کی تیاری شروع کر دی ہو گی اور عین اس وقت جب کہ زیارات حرمین شریفین کے لئے مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے۔ اس محضر نامہ کو پیش کر کے فاضل بریلوی کے خلاف ایک نئے فتنے کا آغاز کیا گیا۔

صاحب شہاب ثاقب آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں:۔

عبدالصمد دا شیبی یہ محضر نامہ لے کر شریف مکہ (والی حجاز) کے دربار میں پہنچے وہ سن کر نہایت غضب ناک ہوا۔ قید کر دینے کا ارادہ کیا لیکن شیخ محمد اور

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب المسترق کاذب، مطبوعہ دیوبند، ص۔ ۲۳، ۲۴

[۲] اس امر کی شہادت اس سے بھی ملتی ہے کہ انہوں نے (بقول خود) فاضل بریلوی کو مناظرے کی دعوت دی تھی۔ (ص۔ ۲۳) اللہ اللہ! حرمین شریفین میں، یہ جرأت و ہمت!!

marfat.com

مولوی منور علی کے اصرار پر اس سے باز رہے لیکن شریف کے ایما پر عقائد کے بارے میں تین سوالات کئے گئے جو علم غیب کے بارے میں تھے، شریف مکہ نے شرط یہ لگا دی کہ جب تک جواب نہ دو گے جانے نہ دیا جائے گا[1]

ایک طرف تو صاحب شہاب ثاقب یہ فرماتے ہیں کہ محضر نامہ اس لئے پیش کیا گیا تاکہ فاضل بریلوی کو قرار واقعی سزا دی جائے لیکن عجیب بات یہ ہے کہ جب شریف مکہ اس امر پر آمادہ ہوتا ہے تو مولوی منور علی وغیرہ آڑے آتے ہیں گویا ازراہِ کرم یہ بات سمجھ میں نہیں آتی۔

فاضل بریلوی نے مسئلہ علم غیب کے متعلق جو محققانہ جواب دولت مکیہ کے عنوان سے تحریر فرمایا (جس کا پچھلے اوراق میں تعارف کرایا جا چکا ہے) اس کا صاحب شہاب ثاقب نے ضمناً ذکر فرمایا ہے اور مذکورہ تمام دلائل و براہین سے قطع نظر قارئین کرام کے سامنے حقائق کو صحیح صورت میں پیش نہیں کیا اور آخر میں لکھا ہے کہ رسالے سے اراکین مجلس کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی کہ بات بنا تا ہے چنانچہ :-

"جلد نکل جانے کا فرمان شاہی نافذ ہوا"[2]

لیکن واقعات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ فاضل بریلوی نے ایک دو دن نہیں بلکہ اس فرمان شاہی کے نفاذ کے بعد دو ماہ سے زیادہ عرصہ قیام فرمایا، یا تو یہ بات جعلی ہے یا پھر فاضل بریلوی کے عشق و محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کرامت ہے کہ فرمان شاہی کی تاثیر کو ختم کر کے رکھ دیا۔

صاحب شہاب ثاقب کچھ آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :-

مجدد صاحب پر جب یہ لے دے ہو رہی تھی تو ایک روز اپنے وکیل مفوض کے ذریعہ شریف صاحب کے ہاں لکھ بھیجا کہ افسوس مجھ پر اس طرح لے دے ہو رہی ہے حالانکہ میں خواص اہل سنت والجماعت سے ہوں، ایک شخص یہاں ایسا موجود ہے جو خدا کو جھوٹا اور شیطان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلم کہتا ہے

---

[1] ایضاً، ص ۲۴ [2] ایضاً، ص ۲۶

marfat.com

اور اس پر کسی قسم کا مواخذہ نہیں ہوتا ہے۔ چناں چہ یہ گفتگو مفتی صالح کمال نے مجلس شریف صاحب میں پہنچائی۔[۱]

مندرجہ بالا اقتباس میں صاحب شہاب ثاقب نے جس "ایک شخص" کا ذکر کیا ہے اس سے ان کی مراد (بقول خود) صاحب براہین قاطعہ مولانا خلیل احمد انبیٹھی ہیں، فاضل بریلوی نے الزامات کا جواب دیتے ہوئے ان کی تحاریر کی طرف متوجہ کیا جو اس وقت مکہ معظمہ میں موجود تھے، صاحب شہاب ثاقب نے یہ باور کرانے کی سعی فرمائی ہے کہ جب صاحب براھین قاطعہ سے ان تحریرات کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے انکار فرما کر معترضین کو مطمئن کر دیا ——

الغرض صاحب شہاب ثاقب نے مختلف واقعات و شواہد سے قارئین کرام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ فاضل بریلوی کی حرمین شریفین میں کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی انہوں نے اپنے بیانات سے غیر شعوری طور پر یہ بھی بتا دیا ہے کہ وہ فاضل بریلوی کے پیچھے لگے رہے چنانچہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں :۔

> میں نے مدینہ منورہ میں سے ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں پر جو حالتیں مجدد التضلیل پر پیش آئی ہیں ان کو اچھی طرح بیان کر کے مسلمانان اہل ہند پر ظاہر کروں[۲]

لیکن ایسا کرنے سے اس لئے باز رہے ہیں کہ :۔

> مولانا شیخ محمد معصوم صاحب نقشبندی اور مولانا منور علی صاحب محدث رام پوری اپنے اپنے ملنے والوں کو مجدد بریلوی کے احوال لکھ چکے تھے اور ان لوگوں نے ان کے جملہ وقائع کو اخباروں میں شائع کر دیا تھا۔[۳]

یہ ہی مولوی محمد معصوم معلوم ہوتے ہیں جن کی خدمت میں محضر نامہ پیش کیا گیا تھا اور جن کے متعلق صاحب شہاب ثاقب نے تجاہل عارفانہ سے کام لیا تھا۔

---

[۱] ایضاً، ص ۲۱
[۲] ایضاً، ص ۲۲
[۳] ایضاً، ص ۲۲

marfat.com

علماء حرمین شریفین نے فاضل بریلوی کے مخالفین و معاندین کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیانات تاریخی حیثیت سے قابل توجہ ہیں۔ چنانچہ شیخ احمد جزائری اپنی تقریظ میں اس طرف یوں ارشاد فرماتے ہیں:

الا ان بمکۃ بلد اللہ الامین، طائفۃ منھم شیاطین فلیحذر العوام من مخالطتھم بالکلیۃ، فانھا واللہ اشد من مخالطۃ المجذوم فی الاذیۃ، ومنھم ایضًا عندنا بالمدینۃ النبویۃ شرذمۃ قلیلۃ مستترۃ بالتقیۃ، فان لم یتوبوا فعن قریب تنفیھم المدینۃ عن مجاورتھا، لما ھو ثابت فی الحدیث الصحیح من خاصیتھا [1]

(ترجمہ) سن لو! اللہ تعالیٰ کے اس امان والے شہر میں ان شیطانوں کا ایک طائفہ ہے عوام پر لازم ہے کہ ان کے میل جول سے قطعاً اجتناب کریں۔ خدا کی قسم! ان کا میل جول جذامی کے میل جول سے سخت ضرر رساں ہے۔ ان شیاطین میں سے ہمارے مدینہ منورہ میں بھی چند گنتی کے ہیں۔ تقیہ کی آڑ میں چھپے ہوئے ہیں اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو عنقریب مدینہ منورہ ان کو اپنی مجاورت سے نکال باہر کریگا کہ اس کی یہی خاصیت ہے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے تحریر فرمایا تھا کہ فاضل بریلوی سے علم غیب کے بارے میں چند سوالات کئے گئے تو انہوں نے رسالہ دولت مکیہ تصنیف کیا مگر مجلس شاہی میں یہ رسالہ مردود ٹھہرا اور اسکی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوئی۔ یہ بیان مفتی حنفیہ شیخ محمد صالح بن علامہ شیخ صدیق کمال خطیب و امام مسجد حرام، مکہ معظمہ کے بیان سے بالکل متضاد ہے۔ تاریخی نقطۂ نظر سے اول الذکر بیان اس لئے فوقیت نہیں رکھتا کہ وہ عداوت کی پیداوار ہے مگر ثانی الذکر بیان ایک ایسے عرب عالم کا ہے جو فاضل بریلوی سے نہ سابقہ تعارف رکھتا ہے اور نہ عقیدت، اس لئے واقعات کو زیادہ

---

[1] حسام الحرمین، ص ۲۰۹

marfat.com

صداقت شعاری کے ساتھ پیش کرتا ہے، علامہ موصوف تحریر فرماتے ہیں :۔

افلا یرتدعون بما حصل لهم من الخزی والنکال ایام تالیف هٰذه الرسالة بمکة المشرفة حین ولوا مدبرین [1]

(ترجمہ) کیا اس پر باز نہیں آتے جو رسوائی اور مصیبت انہیں مکہ معظمہ میں اس رسالے کے زمانۂ تصنیف میں پہنچی جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے۔

علمائے مکہ مکرمہ کے بیانات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دولت مکیہ کے براہین قاطعہ نے مخالفین کو زچ کر دیا تو انہوں نے فاضل بریلوی کو بدنام کرنے کے لئے یہ مشہور کر دیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خداوند تعالیٰ کو باعتبار درجہ و مرتبہ مساوی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ امام شافعیہ مسجد حرام شیخ محمد صالح بن محمد بافضل تحریر فرماتے ہیں :۔

فجزی الله مؤلفها عن المسلمین خیرا فانه قلد اجیادهم قلائد النعم و نصر الدین بما احکمه من محکم هذا التالیف الذی علی تزییف مقالة الخصم احکم والزم حیث ادعی انه ادعی المساواة بین علم الله و علم رسوله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی رسالته هٰذه، کلا وحاشا ثم کلا وحاشا أ یریدون ان یطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو کره المشرکون ولکن عند ما اشتهرت فضیحة الخصم بهذه العجالة بین ارباب العقول وتنکست عزمته بهٰذا السیف المسلول فما وسعه الا ان یقابله بدعوی المساواة التی

---

[1] الفیوضات الملکیة لمحب الدولة المکیة (۱۳۲۶ھ) مطبوعہ کراچی، ص ۲۸

marfat.com

زادہ فضیحۃ علی فضیحۃ عاملہ اللہ بما یستحق ۱؎

(تلخیص) اللہ تعالیٰ اس (رسالہ دولت مکیہ) کے مصنف کو مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے دین کی مدد کی اور مخالفت کی بات کھوٹی کر کے رکھ دی جس نے دعویٰ کیا تھا کہ مصنف نے اس رسالے میں علم الٰہی اور علم رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مساوی قرار دیا ہے، ہرگز ہرگز ایسا نہیں کہا —— بات یہ ہے کہ جب اس رسالے کی وجہ سے دانشوروں میں دشمن کی رسوائی عام ہوئی اور اس کے ارادے خاک میں مل گئے تو اس سے کچھ بن نہ پڑی سوائے اس کے کہ وہ یہ الزام تراشے مگر اس الزام تراشی سے تو وہ اور ذلیل و رسوا ہوا۔

مکہ معظمہ میں جو کچھ گزرا اس کا حال معلوم ہوا۔ اب دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیئے۔ ہم پہلے صاحب شہاب ثاقب کا بیان نقل کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں:۔

اب کچھ حال مدینہ منورہ کا سنیئے چونکہ احقر اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھا —— یہاں بھی وہی طریقہ فریب دہی اور اظہار اخلاص کا زائد از حد برتا۔ نہایت اخفاء کے ساتھ بعد چند روز قیام کرنے کے خاص خاص لوگوں پر رسالہ پیش کیا اور چونکہ چند ابحاث غریبہ ہیں جن میں علماء حرمین کو کبھی نظر و فکر کی نوبت نہ آئی تھی اور انہوں نے کچھ اقوال یاد کر رکھے تھے، ان کا مذاکرہ مجلس میں کیا کرتے تھے جس سے لوگوں کو کچھ خیال علمیت کا ان کی طرف اولاً ہو گیا ادھر صاحبزادے صاحب نے مشہور کر دیا کہ ابا جان شہر علم ہیں، امام اور فاضل اجل ہیں رکہیں جلد و مکعب

۱؎ ایضاً، ص ۴۷

marfat.com

کا ذکر کیا، کہیں العلم المطلق اور مطلق العلم کا مسئلہ چھیڑا، کہیں نوٹ پر گفتگو کی، کہیں بعض ابحاث فرعیہ پر بحث چھیڑ دی، کہیں تین سو رسالوں کا مذاکرہ کیا اور کہیں مناظرات عجیبہ و دو اسکات خصوم کا افتخار ظاہر کیا، لوگوں نے اولاً یہی خیال کیا کہ صاحب زادے صاحب جو شہر علم کا امام بنا رہے ہیں بہت ٹھیک ہے[۱]

علمائے مدینہ کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مکہ معظمہ میں مخالفین کی پیش نہ چلی تو انہوں نے مدینہ منورہ میں بھی پہلے یہ مشہور کر دیا کہ فاضل بریلوی نے علم الٰہی اور علم رسول اللہ علیہ السلام کو مساوی درجہ دیا ہے، چنانچہ مدرس مسجد نبوی شیخ حسین بن عبد القادر طرابلسی تحریر فرماتے ہیں :-

بلغنی ان بعض الوهابیة الکفرة الطغام دلس علی بعض علماء المدینة المنورة بان حضرت الاستاذ المومیٰ الیه ساوٰی بین علم الله وعلم نبینا محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی رسالته الغراء المسماة بالدولة المکیة بالمادة الغیبیة — مع ان هذه کلها افتراء[۲]

(ترجمہ) مجھے یہ اطلاع ملی کہ بعض ذلیل و کافر وہابیوں نے بعض علماء مدینہ منورہ کو دھوکا دیا ہے کہ حضرت استاذ مشارٌ الیہ (مولانا احمد رضا خاں) اپنے رسالے الدولة المکیه بالمادة الغیبیة میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی کے برابر مانتے ہیں —— حالانکہ یہ سب ان پر بہتان ہے -

مخالفین کی کوشش سے مدینہ منورہ میں جو فاضل بریلوی کی طرف سے غلط فہمی

---

[۱] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب ، ص ۳۱

[۲] الفیوضات الملکیہ ص ۸۳

marfat.com

پیدا ہو گئی تھی۔ اس کا ازالہ (اگر صاحب شہاب ثاقب کا یہ بیان تسلیم کیا جائے کہ مدینہ منورہ میں آخر کار فاضل بریلوی کا کوئی پرسان حال نہ رہا) ان کے متبعین اور خود ان کی طرف سے ہونا چاہیئے تھا لیکن واقعات وحقائق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود علمائے مدینہ نے اس بہتان طرازی کا مقابلہ فرمایا۔ چنانچہ شیخ حسین موصوف (مدرس مسجد نبوی مدینہ منورہ) تحریر فرماتے ہیں :۔

بعض علماء مدینہ منورہ نے اس عزت والے رسالے کا ایک نسخہ طلب کیا۔

——— تو اس کا ایک نسخہ میں نے اپنے ہاتھ سے لکھا اور میں نے فاضل ادیب سید عبد اللہ بن سید محمد صدقہ دحلان مکی کے اصل نسخے کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا جس پر سابق کے دو مفتیان مدینہ منورہ کی تقریظیں موجود ہیں ایک عثمان بن عبد السلام داغستانی دوسرے حضرت فاضل آفندی تاج الدین الیاس جو اس وقت مفتی مدینہ تھے، یہ تقریظیں ان کے ہاتھ اور انکی مہروں کے ساتھ ہیں [1]

رسالہ دولت مکیہ (یا المعتمد المستند) جس کا ابھی ذکر کیا گیا اس کے متعلق صاحب شہاب ثاقب تحریر فرماتے ہیں :۔

الحاصل مجدد صاحب نے ایک رسالہ تصنیف کیا جس میں ہزاروں طرح کی ایسی ایسی چالاکیاں اور بہتان بندیاں کی گئیں جن کو دیکھتے ہی ادنیٰ مسلمان متنفر اور اپنے عقل وشعور سے نکل کر کلمات سب وشتم استعمال کرنے لگے [2]

——— مجدد صاحب کا یہ افسوں بعض بھولے بھالے علماء پر چل گیا خصوصاً بدیں وجہ کہ تعظیم واکرام علماء اور سادات کا اس طرح کیا جاتا تھا کہ

---

[1] ایضاً ص ۸۵

[2] صاحب شہاب ثاقب نے دل کھول کر فاضل بریلوی پر سب وشتم کیا ہے جس کے چند نمونے ہم آگے بیان کریں گے۔ مسعود

marfat.com

جن کو دیکھ کر پتھر کا بھی جگر ہو تو پانی پانی ہو جاوے جس شخص کو بھی سادات کی طرف منسوب دیکھا اور جانا کہ یہ ذی عزت وشوکت ہے چاہے جاہل کیوں نہ ہو مگر قدموں پر گر پڑے اور چومتے چومتے ہونٹ بھی گھسا دیئے[1]

اس تحریر سے ایک طرف فاضل بریلوی کی تنقیص ہو رہی ہے جو مقصود مؤلف ہے، تو دوسری طرف عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تضحیک بھی ہو رہی ہے۔ نفسیاتی تجزیہ سے کچھ یوں ہی محسوس ہوتا ہے۔ جن حضرات نے فاضل بریلوی کی سوانح کا مطالعہ کیا ہے یا جنہوں نے قریب سے دیکھ کر اپنے مشاہدات قلم بند کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ تعظیم سادات کچھ حرمین کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ گھر پر بھی ان کا یہی وطیرہ تھا۔ ہاں اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم بھی اس کو بھی مصلحت دریاکاری پر محمول کرتے۔

پھر یہ کہنا بھی عجیب ہے کہ علماء حرمین کا تقاریظ لکھنا فاضل بریلوی کی افسوں طرازی ہے۔ علماء حرمین پر کس کا جادو چل سکتا ہے؟ یہ الزام سائل ومجیب دونوں پر عائد ہوتا ہے دوسری جگہ اس طرح الزام لگاتے ہیں :۔

البتہ جو لوگ طالب شہرت تھے یا بوجہ اپنی سادگی کے ان کے دام تزویر میں آ گئے انہوں نے مہر ودستخط میں تاخیر ہرگز نہ کی[2]

صاحب شہاب ثاقب نے علماء حرمین کی تقاریظ کی اہمیت گھٹانے اور فاضل بریلوی کو نیچا دکھانے کے لئے مختلف حربے استعمال کئے ہیں جو مندرجہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ ہیں:۔

(۱) علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے صاحب زادے (مولانا حامد رضا خاں) کے شاندار تعارف اور توصیفی کلمات سے متاثر ہو کر تقاریظ تحریر فرما دیں۔

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب، ص ۲۹

[2] " " : " " ، ص ۳۰

marfat.com

(۲) بعض علماء فاضل بریلوی کے رٹے رٹائے مباحث علیہ سے متاثر ہو گئے۔

(۳) بعض حضرات سادات کے ساتھ فاضل بریلوی کے ریاکارانہ (بقول صاحب شہاب ثاقب) عجز و انکسار سے متاثر ہو گئے۔

(۴) بعض علماء حرمین خود غرض و جاہ طلب تھے، اپنی شہرت کی خاطر تقاریظ لکھ دیں۔

(۵) بعض حضرات با وجود علمیت و فضیلت کے سادہ لوح اور نادان تھے، دھوکے میں آ گئے۔

لیکن سب سے عجیب بات یہ ہے کہ علماء کے سامنے جب رسالہ موجود تھا اور وہ اپنے ہوش حواس میں بھی تھے پھر بھی مباحث علیہ سے آنکھیں بند کر کے کسی ایسی بات کی تصدیق کر دینا جو (بقول صاحب شہاب ثاقب) صحیح نہ تھی کم از کم ایک صاحب عقل کے لئے قابل قبول نہیں۔

جن علماء حرمین نے فاضل بریلوی کے رسائل کی تصدیق فرمائی ہے اور فاضل بریلوی کے مناقب و فضائل سے نوازا ہے ان کی تعداد پچاس سے بھی متجاوز ہے اور جو علماء خاموش رہے (بقول صاحب شہاب ثاقب) ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں۔ اگرچہ انہوں نے لکھا ہے کہ لکھنے پر آؤں تو ایک رسالہ بن جائے مگر نہ معلوم کیا چیز مانع آئی۔ بہر کیف سوال یہ ہے کہ جب جماعت کثیرہ فاضل بریلوی کی مؤید ہے تو قلیل جماعت کی مخالفت کی بنیاد پر اس تصدیق و تائید کو کیوں رد کیا جائے؟ لیکن اس کا صاحب شہاب ثاقب نے بہت خوب جواب دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ تقاریظ لکھنے والے علماء ہیں تو چھوٹے موٹے سب ہی شریک ہیں لیکن جو خاموش رہے یا ایک دو جنہوں نے مخالفت کی وہ چوٹی کے ہیں۔

اگر تھوڑی دیر کیلئے یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ علماء حرمین نے دھوکے میں آ کر فاضل بریلوی کی تائید کر دی اور خوب خوب تعریف بھی کی مگر علماء پاک و ہند کو کیا ہو گیا تھا کیا ان پر بھی جادو چل گیا تھا۔ ایک دو نہیں پاک و ہند میں مشرق سے لے کر مغرب تک اور جنوب سے لے کر شمال تک

marfat.com

۵۰ سے زیادہ شہروں کے تقریباً ۲۶۸ علماء نے ان مسائل علمیہ میں فاضل بریلوی سے اتفاق کیا علماء حرمین جن کی تصدیق فرما چکے تھے (یہ وہ تعداد ہے جو ہمارے سامنے آچکی ہے ورنہ تائید کرنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے جیساکہ الصوارم الہندیہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے۔ جس کو تفصیل کی ضرورت ہو وہ مولوی حشمت علی خاں کی کتاب الصوارم الهندیه (۱۳۴۵ھ/ ۱۹۲۶ء) (مطبوعہ مراد آباد) کی طرف رجوع کرے)

لیکن ہمارے مندرجہ بالا سوال کا جواب بھی (صاحب شہاب ثاقب کے پاس) وہی ہے جس کو علماء حرمین کے باب میں عرض کیا جا چکا ہے یعنی یہ کہ ان ۲۶۸ علماء میں بہت سے چھوٹے موٹے ہیں لیکن جنہوں نے اس پر تصدیق نہیں فرمائی وہ سب چوٹی کے تھے گویا فاضل بریلوی کے رسائل فضیلت و عدم فضیلت کی ایک کسوٹی بن گئے جو تائید کرے جاہل اور جو تردید کرے عالم اور وہ بھی چوٹی کا عالم۔ اس معیار علمی کو دیکھ کر ہم حیران ہیں ــــ معیار، دلائل و براہین کی قطعیت ہوتی ہے بہرحال

عوام الناس خوابوں سے بہت جلد مرعوب ہو جایا کرتے ہیں اور پھر وہ بھی ایک عرب کا خواب، صاحب شہاب ثاقب مولوی حسین احمد مدنی نے فاضل بریلوی کی تنقیص کے لیے مندرجہ بالا حربے استعمال کرنے کے ساتھ ایک نفسیاتی حربہ بھی استعمال کیا ہے، چنانچہ ایک عرب شیخ عبدالقادر طرابلسی کا ایک عجیب و غریب خواب بیان فرماتے ہیں کہ "چند پاخانے بنے ہوئے ہیں جو لوگ اس رسالے (دولت مکیہ یا المعتقد المستند) کی تصدیق کر رہے ہیں وہ لوگ پاخانہ میں جاتے ہیں، چنانچہ شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ میں بھی جانے کا قصد کر رہا ہوں، اس خواب کے دیکھنے کی وجہ سے ان کو تنبہ ہوا"۔[1]

---

[1] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۵

marfat.com

پائخانہ یقیناً غلاظت کی جگہ ہے مگر جو وہاں جاتا ہے غلیظ ہونے نہیں بلکہ غلاظت سے پاک وصاف ہونے جاتا ہے۔ شیخ عبدالقادر نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ خواب مبارک ہے!

صاحب شہاب ثاقب نے مدینہ منورہ کے ایک عالم علامہ سید احمد بن سید اسمعیل برزنجی مفتی شافعیہ کی تالیف "غاية المامول فی تتمة منهج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول" کا ذکر فرمایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ یہ رسالہ فاضل بریلوی کے خیالات کے رد میں لکھا ہے حالانکہ راقم نے اس کے ضروری اور اہم اقتباسات مطالعہ کئے تو اندازہ یہ ہوا کہ ہندوستانی علماء و مخالفین کے استفسار پر انہوں نے یہ رسالہ لکھا ہے جس میں یہ صراحت کی ہے کہ ہندوستان کے علماء میں سے احمد رضا نامی ایک عالم تشریف لائے تھے اور انہوں نے ہم سے یہ سوالات کئے اور ہم نے ان کو یہ یہ جوابات دیئے چند جوابات فاضل بریلوی کے مسلک کے عین مطابق ہیں۔ گویا اس میں بعض جوابات سابقہ کی تصدیق مزید ہے نہ کہ تردید مگر صاحب شہاب ثاقب نے اس رسالے سے فاضل بریلوی کی تنقیص شان کے وہ وہ پہلو نکالے ہیں کہ عقل داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ پھر اس پر خود حواشی چڑھائے ہیں، اس پر بھی بس نہیں دشنام طرازی سے دل کی بھڑاس نکالی ہے حالانکہ علامہ برزنجی کا جواب بڑا مہذب و شائستہ ہے مگر صاحب شہاب ثاقب کے تفسیری حواشی نے اس کی تہذیب و شائستگی کو خاک میں ملا کر رکھ دیا مثلاً ایک جگہ علامہ برزنجی فاضل بریلوی سے اختلاف کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

فیه بطلان استدلاله علی مدعاه

جو استدلال انہوں نے اپنے دعویٰ کے لئے کیا ہے اس رسالے میں اس کو رد کیا گیا ہے۔

اس جملے کا ترجمہ اور تشریح صاحب شہاب ثاقب اس طرح کرتے ہیں:۔

یعنی ہمارے رسالے میں بیان ہے اس بریلوی کے استدلال کے بطلان کا جو کہ

marfat.com

اپنے دعوی کے لئے قائم کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوگیا کہ اس دجّال کے استدلال ان کے نزدیک باطل ہیں اور یہ اہل بطلان میں سے ہے[۱]

محققین میں اختلاف پایا جاتا ہے، یہ اختلاف کسی ایک کو اہل بطلان میں شمار کرنے کا کوئی معیار نہیں۔ بالفرض اگر علامہ برزنجی نے اختلاف کیا تو یہ ان کی اپنی رائے ہے۔ اس سے جماعت کثیر کی رائے کو کس طرح باطل کیا جا سکتا ہے۔ پھر اس رسالے (غایۃ المامول) میں صاحب شہاب ثاقب کے ہم مسلک علماء کی ان تحریرات کا ذکر کیا ہے جن کی طرف فاضل بریلوی نے المعتمد المستند میں اشارہ فرمایا ہے اور وہی حکم لگایا ہے[۲] جو فاضل بریلوی نے لگایا ہے۔ صاحب شہاب ثاقب نے ان حصوں کو حذف کر دیا ہے صرف اپنے مطلب کی بات نکال کر اس پر تفسیری حواشی چڑھائے۔ یہ بات علمی دیانت کے خلاف ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے ان عقاید سے بریت کا اعلان کیا جن کی طرف فاضل بریلوی نے متوجہ فرمایا تھا اور اپنے رسائل میں اس کی پُرزور اور مدلل تردید فرمائی تھی۔ مجملاً وہ عقائد یہ ہیں جن کا اقرار صاحب شہاب ثاقب فرماتے ہیں۔ اگرچہ ان کے اکابرین کی تحریرات میں بعض کے خلاف پایا جاتا ہے، بہرکیف یہاں ان تضادات کا بیان مقصود نہیں صرف اشارہ کافی ہے۔

صاحب شہاب ثاقب نے جن عقائد کا ذکر فرمایا ان کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے :۔

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات دنیا تک محدود نہیں بلکہ ہر حال میں زندہ و پائندہ ہیں[۳]

(۲) دربار رسالت کی نیت سے سفر کرنا جائز ہے اور ہمارے اکابر نے اس کیلئے سفر کیا ہے[۴]

۱؎ حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب، ص ۴

۲؎ تفصیلات کیلئے مطالعہ فرمائیں ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) مولفہ مولوی محمد اجمل، مطبوعہ کراچی، ص ۸۶ - ۹۱

۳؎ حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب، ص ۴۵ ۴؎ ایضاً، ص ۴۶

marfat.com

(۳) ہم توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائل ہیں[۱]

(۴) ہم اشغال باطنیہ کے قائل و عامل ہیں[۲]

(۵) ذکر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ اولیاء اللہ کے ذکر کو بھی ہم مستوجب برکت سمجھتے ہیں[۳]

(۶) ہر قسم کے درود کو جائز سمجھتے ہیں[۴]

(۷) مسجد نبوی یا کسی اور مقام پہ یا رسول اللہ کہنا بھی ہمارے نزدیک جائز ہے[۵] وغیرہ وغیرہ

متبعین ابن عبدالوہاب نجدی مندرجہ بالا بعض عقائد کے مخالف ہیں حضرات علماء دیوبند ابن عبدالوہاب کے عقائد کو اچھا خیال فرماتے ہیں جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ میں ایک سوال کے جواب میں مولانا رشید احمد گنگوہی نے اس کی تصریح فرمائی ہے[۶] فاضل بریلوی نے بھی اپنے بعض رسائل میں یہی ثابت کیا ہے کہ ابن عبدالوہاب کے عقائد' علمائے دیوبند سے کچھ ملتے جلتے ہیں مگر صاحب شہاب ثاقب نے بڑے درشت لہجے میں اس کی تردید کی ہے اور ہم نے پہلی بار علمائے دیوبند میں سے کسی عالم کو ابن عبدالوہاب پر اس طرح برسنے دیکھا ہے۔ شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ جو لوگ فاضل بریلوی کے ہمنوا ہو گئے ہیں وہ ان سے بدظن ہو جائیں۔

صاحب شہاب ثاقب ایک ذیلی عنوان قائم کرتے ہیں "چھٹا بہتان اور مکر عظیم" اس کے بعد اس طرح گویا ہوتے ہیں:۔

یہ فریب اور مکر بہت ہی بڑا دجال المجدد دین اور اس کے اتباع کا ہے کہ حسین

---

[۱] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۷ [۲] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۵۹
[۳] " " " ۶۷ [۴] " " " ص ۶۵
[۵] " " " ۶۵
[۶] رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ، جلد اوّل، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، ص ۸

marfat.com

کی وجہ سے اہل عرب میں خصوصاً اور اہل ہند میں عموماً اس طائفے کی اشاعت ہوتی ہے[1] اور اسی نام کی بدولت دنیا جہاں سے دھوکہ دے کر روٹیاں ہاتھ آتی ہیں، یہ جملہ مکاریوں کی اصل اور دغا بازیوں کی بنیاد ہے۔

صاحبو! محمد ابن عبدالوہاب نجدی ابتدا تیرھویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا اور چوں کہ خیالات باطل اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا، ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے لفظ استعمال کئے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کی اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے، الحاصل وہ ایک ظالم، باغی، خونخوار فاسق شخص تھا[2]

ایک طرف مولانا حسین احمد مدنی کا ابن عبدالوہاب نجدی پر یہ غیض و غضب اور دوسری طرف مولینا رشید احمد گنگوہی کا (وہ جن کی بارگاہ کی خاک روبی اور جن کی جوتیاں سیدھی کرنے کو مولانا مدنی اپنی سعادت سمجھتے تھے)[3] یہ ارشاد فرمانا:۔

ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں

---

[1] صاحب شہاب ثاقب نے سارا زور اس پر دیا تھا کہ حرمین شریفین میں فاضل بریلوی کی کوئی قدر و منزلت نہیں اور اب خود اقرار فرما رہے ہیں کہ نہ صرف حرمین بلکہ جزیرہ عرب میں آپ کے مسلک کی اشاعت ہو رہی ہے، وجہ کچھ بھی سہی۔

[2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۴۲ [3] حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب، ص ۲۱

marfat.com

شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔[۱]

قارئین کرام کو حیرت میں ڈال دیتا ہے بلکہ الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ؎

قیاس کن ز گلستان او بہار مرا

مولانا حسین احمد مدنی کی تالیف الشہاب الثاقب کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم ایک اور اہم کتاب المہند علی المفند کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو مولینا خلیل احمد انبیٹھی کی تصنیف ہے۔

۱۳۲۵ھ میں مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے فاضل بریلوی کی تصنیف المعتمد المستند اور اس پر علمائے عرب کی تقاریظ حسام الحرمین کے جواب میں ایک کتاب المہند علی المفند[۳] لکھی جو بظاہر ایک استفتاء کا جواب ہے جو ۲۶ سوالات پر مشتمل تھا لیکن درحقیقت یہ علمائے حجاز کی طرف سے "جواب طلبی" کی وضاحت ہے مگر جامع یا ناشر نے مقدمہ میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ استفتاء کا جواب ہے چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱؎ حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص۔ ۲۱

۲؎ رشید احمد گنگوہی: فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ ۱۳۲۲ھ، جلد اول، ص۔ ۸

اس قسم کے تضادات کے لئے ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد اجمل سنبھلی کی تالیف رد شہاب ثاقب، مطبوعہ کراچی مؤلف کا لہجہ اگرچہ قدرے درشت ہے مگر انہوں نے بڑی تحقیق و کاوش سے ان تضادات کا تجزیہ کیا ہے۔

۳؎ مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے اس کے رد میں ایک رسالہ التحقیقات لدفع التلبیسات تالیف فرمایا تھا۔ اس رسالے میں بھی تضادات کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ تحریر فرمایا ہے کہ المہند کی مصدقین زیادہ تر عجمی ہیں جو عرب میں آباد ہو گئے۔ مثلاً مولوی احمد رشید خاں، مولوی محب الدین مہاجر، مولوی محمد صدیق افغانی وغیرہ۔ لیکن مصنف نے ان کو علمائے عرب کی تصدیقات میں شمار کیا ہے۔ اس کے علاوہ ایک پر لطف بات یہ لکھی ہے کہ اس رسالے میں اپنی تائید میں علامہ برزنجی کے رسالے غایۃ المامول کے ایک دو حوالے دے کر اس کے تمام مصدقین کو اپنے رسالے میں نقل فرما دیا گویا ان سب حضرات نے المہند کی تائید فرمائی ہے۔ مسعود

marfat.com

ادھر خان صاحب آں جہانی فتوے لے کر ہندوستان پہنچے اور ادھر قدرت کا زبردست ہاتھ اپنے دوستوں کی حمایت کے لئے بڑھا [1] تحقیق حال کے لئے ایک استفتار حرمین کی پاک سرزمین سے ـــــ حضرت مولانا خلیل احمد نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں آپہنچا اور حضرت رحمۃ اللہ نے اپنے جملہ عقائد اور خان صاحب آنجہانی کی جعلی دستاویز پر مکمل تبصرہ فرمایا اور بریلوی خان صاحب کی پوری حقیقت ظاہر کردی جو عربی زبان میں المهند کے نام سے مشہور و معروف ہیں ـــــ المهند نے دجّال کا فریب کھول دیا اور بے ایمانی ظاہر کردی اور سارے الزاموں کی قلعی کھول دی [2]

مگر خود مولانا خلیل احمد کے ان کلمات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ استفتا، نہ تھا بلکہ وضاحت طلبی کے لئے ایک استفسار تھا چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں :۔

جو کچھ ہم نے عرض کیا یہ ہمارے عقیدے ہیں اور یہی دین و ایمان ہے، سو اگر آپ حضرات کی رائے میں صحیح و درست ہوں تو اس پر تصحیح لکھ کر مہر سے مزیّن کر دیجئے اور اگر غلط اور باطل ہوں تو جو کچھ آپ کے نزدیک حق ہو وہ ہمیں بتا دیجئے انشاء اللہ حق سے تجاوز نہ کریں گے [3]

اس بیان سے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ جواب بجائے خود ایک استفتاء ہے اور مجیب

---

[1] فاضل بریلوی کے قیام مکہ معظمہ کے زمانے میں مولوی خلیل احمد وہاں موجود تھے۔ پھر جب فاضل بریلوی مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو مولانائے موصوف پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ تعجب ہے کہ قیام حرمین کے زمانے میں وہاں کے علماء نے بالمشافہ استفسار نہ کر لیا اور اس انتظار میں رہے کہ جب مخاطب غائب ہو جائے تو پھر کلام کیا جائے۔ ایسے حالات میں قاری کا ذہن اس طرف متوجہ ہو سکتا ہے کہ شاید خود مولانا کے ہم مسلک حضرات نے اس کا اہتمام کیا ہو جیسا کہ مولانا حسین احمد مدنی کی بعض تحریرات سے اندازہ ہوتا ہے جن کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ مسعود

[2] خلیل احمد انبیٹھی : المهند علی المفند، مطبوعہ کراچی، ص ۔ ۷

[3] ایضاً ، ص ۔ ۵۳

marfat.com

(مولانا خلیل احمد) درحقیقت سائل ہیں اور منشا ر و مقصود اس تحریر سے یہ ہے کہ علمائے حجاز میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کا تدارک کیا جائے اور بدد لی کا ازالہ کیا جائے۔

المہند میں علمائے حجاز سے جو استفتاء منسوب کیا گیا ہے اس میں ان عقائد وہابیہ کے متعلق سوالات ہیں جو علمائے دیوبند سے منسوب کئے جاتے ہیں لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے ان عقائد سے علمائے دیوبند کی برأت کا اعلان فرمایا ہے۔

مختصراً وہ عقائد یہ ہیں :۔

(۱) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے توسل۔

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں اسی طرح زندہ متصور کرنا جس طرح آپ اس دنیا میں تھے۔

(۳) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کے مزار پر سفر کرکے حاضر ہونا۔

(۴) مسجد نبوی میں دعا کے وقت گنبد خضرا سے پیٹھ پھیر کر قبلہ رو نہ ہونا۔

(۵) ماثور و غیر ماثور درود شریف پڑھنا اور دلائل الخیرات وغیرہ کا ورد رکھنا۔

(۶) اولیاء اللہ کی ارواح اور ان کی قبور سے استفادہ و استفاضہ کرنا۔ وغیرہ وغیرہ

علمائے وہابیہ مندرجہ بالا عقائد کے سخت خلاف ہیں مگر مولوی خلیل احمد نے تحریر فرمایا ہے کہ علمائے دیوبند ان سب باتوں کو جائز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ علمائے دیوبند کی بعض کتابوں میں ان میں سے بعض عقائد کے خلاف پایا جاتا ہے ممکن ہے کہ یہاں کوئی حکمت ہو۔

یہ تو تھے وہ عقائد جو علمائے وہابیہ کے ساتھ مخصوص تھے۔ بعض تحریرات ایسی تھیں جو علمائے دیوبند کی تصانیف میں پائی جاتی ہیں یا علمائے دیوبند نے اپنی تصانیف میں جن کی تائید کی ہے ایسی تحریرات کے متعلق مولانا خلیل احمد نے فتویٰ مذکورہ میں تاویل فرمائی ہے اور یہ تحریر فرمایا ہے اس کا وہ مفہوم و مطلب نہیں جو مخالفین نے لیا ہے بعض تحریرات کے متعلق تحریر فرمایا کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں مثلاً

marfat.com

صاحب تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ایک تحریر سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی فوقیت دیتے تھے جیسے چھوٹے بھائی پر بڑے بھائی کو فوقیت ہوتی ہے، استفتاء میں اس کے متعلق سوال کیا گیا ہے۔ مولانا نے اصل تحریر سے اعراض کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے :۔

جو اس کا قائل ہو کر نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے[1]

یہ عجیب بات ہے کہ جس عقیدے کے متعلق ایسی سخت تردید فرمائی ہے اس کی اشاعت میں یہی حضرات کوشاں رہتے ہیں۔ چنانچہ ... تقویۃ الایمان جس میں یہی نہیں بلکہ اور بھی بہت کچھ ہے۔ اس کی اشاعت انہیں حضرات کے کتب خانوں سے ہوتی ہے بلکہ ابن عبدالوہاب کی تصانیف بھی ان حضرات کے ہاں دستیاب ہیں۔ قول و عمل میں یہ تضاد سمجھ میں نہیں آتا۔

ایک سوال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تحدید و وسعت کے بارے میں ہے۔ اس کا جواب یہ تحریر فرماتے ہیں :۔

اور بیشک آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالیٰ کا فضل عظیم ہے[2]

مولوی خلیل احمد کی ایک تحریر جو براہین قاطعہ میں ہے (ص ۵۱) اور جس سے صاف صاف مترشح ہوتا ہے کہ مولانا کے نزدیک ابلیس کی وسعت علم کا حال نص سے ثابت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم کے لئے کوئی نص نہیں۔ گویا علمیت میں ابلیس تفوق و برتری رکھتا ہے۔ اس تحریر کے بارے میں استفتاء مذکورہ میں ایک سوال ہے۔ مولانا نے جواب میں یہ ظاہر کرنے سے پہلوتہی کی ہے

---

[1] ایضاً، ص ۲۸

[2] خلیل احمد : المہند علی المفند، ص ۲۹

marfat.com

کہ یہ میری تحریر ہے اور تحریر فرمایا ہے :۔

ہمارے حضرت اس کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے۔ پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جاتا ہے [1]

ایک سوال مولوی اشرف علی تھانوی کی اس تحریر سے متعلق ہے جو حفظ الایمان میں موجود ہے اور جس میں مولانا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت کرنے والوں کے رد میں یہ سوال اٹھایا ہے کہ یہ جاننے اور ماننے والے بعض علوم غیبیہ کا عالم جانتے یا کل علوم غیبیہ کا ۔ کل علوم غیبیہ کا عالم تو سوائے خدا کے کوئی نہیں اور اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر بچے اور پاگل اور تمام جانوروں اور درندوں کو بھی حاصل ہے [2]

اس تحریر کا ایک ظاہری اور واضح پہلو ہے جس کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ مولانا خلیل احمد نے اپنے جواب میں ایک اچھا نکتہ نکالا ہے ۔ انہوں نے تحریر فرمایا ہے۔ مولانا اشرف علی کی اس تحریر سے یہ مراد نہیں کہ وہ علم مصطفےٰ کو جانوروں اور درندوں وغیرہ کے مساوی سمجھتے تھے بلکہ وہ تو یہ کہنا چاہتے تھے

---

[1] ایضاً ، ص ۔ ۳۰

حالانکہ براہین قاطعہ میں یہ مسئلہ اس طرح ہے :۔

شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا، شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (براہین قاطعہ، ص ۔ ۵۱)

[2] مولانا اشرف علی نے اس تحریر میں معمولی رد و بدل کر دیا تھا جس کا پچھلے کسی حاشیے میں ذکر کر دیا گیا ہے مگر اس ترمیم سے تحریر کی درشتی تو ختم ہوگئی، مسئلہ وہیں کا وہیں رہا۔ مسعود

marfat.com

ایسا علم جس میں پاگل و دیوانے، بچے اور جانور و درندے شریک ہوں اس سے آپ کی ذات ارفع و اعلیٰ ہے۔ اس طرف تو خود مولانا اشرف علی کا بھی دھیان نہیں گیا۔ بہرکیف ہر بات کی اچھی تاویل کرنی چاہیئے۔

مختصر یہ کہ المہند علی المفند میں ان تمام عقائد سے اتفاق کیا ہے جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور غالباً قیام حرمین کے زمانے تک مولوی خلیل احمد کو ان سے اختلاف تھا اور اس کے بعد فضلائے حجاز کو فاضل بریلوی کے موافق محسوس کرتے ہوئے انہوں نے مناسب سمجھا کہ کسی ترکیب سے عقائد کا اس طرح اظہار کیا جائے جو فاضل بریلوی کے دعاوی سے قطعاً مختلف اور متضاد معلوم ہوں اور اس طرح وہ علمائے حجاز کی نظر میں خفیف و شرمسار ہوں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مولوی خلیل احمد نے جن عقائد سے اتفاق فرمایا ہے ان میں سے بعض عقائد کے خلاف تو خود ان کی اور ان کے ہم مسلک علما، کی تصانیف میں تحریریں موجود ہیں۔ اگر کوئی فاضل اس طرف متوجہ ہوں تو وہ "تضادات علمائے دیوبند" کے عنوان سے ایک تحقیقی مقالہ قلم بند فرما سکتے ہیں[1]

مناسب یہ تھا کہ فاضل بریلوی نے جن تحریرات پر اعتراض کیا تھا اور علما، دیوبند کو متوجہ کیا تھا ان کی طرف توجہ کی جاتی اور معقول اور مسکت جوابات دیئے جاتے یا اعتراضات کو تسلیم کر کے رجوع کیا جاتا اور خلوص و حقانیت کا مظاہرہ کیا جاتا۔ لیکن مسلسل خاموشی اختیار کی گئی جو ہماری نظر میں ہرگز مناسب نہ تھی۔ مولانا حسین احمد مدنی نے اس خاموشی کی تاویلات فرمائیں اور خاموش رہنے والوں کو داد دی۔ چنانچہ وہ ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں:۔

> کیونکہ حضرات علمائے دیوبند و سہارن پور وغیرہ تو اپنے مشاغل علمیہ میں اس طرح مشغول ہیں کہ دوسری طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور مجدد بریلوی کی جملہ باتوں کو لایعنی خرافات خیال کر کے اس طرف توجہ کرنا اپنی شان عالمانہ کے خلاف اور طریقہ شرفاء کے خلاف جانتے ہیں[2]

---

[1] اس موضوع پر علامہ ارشد القادری کی کتاب زلزلہ (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۳ء) شائع ہو چکی ہے۔ جنوبی افریقہ کے ایک فاضل عباس قاسم نے بھی اس موضوع پر انگریزی میں مقالہ قلم بند کیا ہے۔ مسعود

[2] حسین احمد مدنی: الشہاب الثاقب، ص ۲۴

دوسری جگہ فاضل بریلوی کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مبلغ ہمت آپ کا وہ علمائے اسلام ہیں کہ جن کو اپنے مشاغل علمیہ و دینیہ سے اتنی فرصت ہی نہیں کہ آپ کی ہفوات و ہزلیات پر توجہ کریں اور سب و شتم کا جواب کلّہ بکلّہ دیں [1]

تیسری جگہ علمائے دیوبند کو داد دیتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

مگر واہ رے اتباع شریعت حضرات کے ! علمائے دیوبند اور ان کے ہم خیال اکابر اپنے فرائض منصبی علمی اور عملی میں اس طرح مشغول ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی اور کیوں نہ ہو آخر حکم الٰہی ہے وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا اور آیت قرآنی وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا پر کون عمل کرے ؟[2]

مخاطب کوئی جاہل یا ہزل گو نہ تھا جو یہ آیات قرآنی اس پر چسپاں کی جائیں۔ کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے مگر محققین تسلیم کریں گے کہ وہ ایک جلیل القدر عالم اور فقیہ تھا اس کی فقاہت کا غیروں کو بھی اقرار ہے[3] اس لئے ہمارے خیال میں اسکی باتیں سنی جانی چاہیئے تھیں۔ اس کی باتوں کو فضول سمجھ کر چھوڑ دینا دانائی کے سراسر خلاف تھا اور جو بات دانائی کے خلاف ہو وہ قرآن کے مطابق کہاں ہو سکتی ہے ؟

اس میں شک نہیں کہ مخالفین کی قابل اعتراض تحریرات پر فاضل بریلوی نے سخت تنقید فرمائی ہے اور بسا اوقات لہجہ بھی نہایت درشت ہے لیکن کسی مقام پر تہذیب و شائستگی سے گرا ہوا نہیں وہ ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت میں شمشیر بکف نظر آتے ہیں مگر ان کے مخالفین ناموس اسلاف

---

[1] حسین احمد مدنی : الشہاب الثاقب ، ص ۔ ۳۹ [2] حسین احمد مدنی ، الشہاب الثاقب ص ۵۹

[3] مولانا حکیم عبدالحئی لکھنوی ، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور ڈاکٹر محمد اقبال وغیرہ فاضل بریلوی کی فقاہت کے دل سے قائل ہیں گو شدت مزاج کی شکایت ان حضرات کو ضرور ہے ۔ مسعود

marfat.com

کی حفاظت میں تیغ براں لئے نظر آتے ہیں۔ دونوں کے طرز عمل میں زمین و آسمان کا فرق ہے، اہل محبت اس فرق کو خوب محسوس کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی نے باوجود اس کے کہ فاضل بریلوی نے ان پر سخت تنقید کی۔ یہ فرماتے نظر آتے ہیں:۔

ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور وہ غلط فہمی سے ہم لوگوں کو نعوذ باللہ گستاخ سمجھتے ہوں۔[1]

مولانا حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب میں فاضل بریلوی کو بہت سخت سست کہا ہے۔ فاضل بریلوی کے مقابلے میں ان کی زبان تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی معلوم ہوتی ہے مولانا مدنی نے فاضل بریلوی کو ان خطابات[2] سے نوازا ہے:۔

(۱) دجال بریلوی[3] (ص ۴)

(۲) دجال المجددین (ص ۵)

(۳) استاد اور معلم اس کا شیطان کا سردار ہے (ص ۱۶)

(۴) مجدد بریلوی شیطان سے بڑھے ہوئے ہیں (ص ۱۶)

(۵) مجدد المضلین (ص ۳۱) (گمراہ کرنے والوں کا مجدد)

(۶) کذاب (ص ۳۲) (جھوٹا)

---

[1] عزیز الحسن: اشرف السوانح، جلد اول، ص۔ ۱۲۹

[2] مولوی محمد اجمل سنبھلی نے اپنی تصنیف ردّ شہاب ثاقب (مطبوعہ کراچی، ص۔ ۱۱ تا ۳۲) میں شہاب ثاقب (مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء) سے ۴۰ خطابات (دشنام طرازیوں) کے نمونے پیش کئے ہیں۔

[3] مولانا مدنی، فاضل بریلوی کو "دجال" کہہ کر فتنہ بداماں ثابت کرتے ہیں لیکن مدینہ منورہ کے ایک عالم شیخ محمد بن واسع حسینی ادریسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

"اور کچھ تعجب کی بات نہیں کہ اللہ کے بعض بندے زمین میں اصلاح کرنے والے اور فساد کو زائل کرنے والے ہیں"

(یہ تقریظ کا اقتباس ہے یہاں اشارہ فاضل بریلوی کی طرف ہے)

marfat.com

(۷) مجدد المفترین (ص ۴۹) (افتراپردازوں کا مجدد)

(۸) عدو رسول علیہ السلام[1] (ص ۵۱) (رسول اللہ علیہ السلام کا دشمن)

(۹) مبغض خیر الانام (ص ۵۱) (خیر الانام سے بغض رکھنے والا)

(۱۰) مجدد الدجالین علیہ ما علیہ (ص ۹۵) (دجالوں کا مجدد)

(۱۱) مجدد التضلیل (ص ۹۶) (گمراہی کا مجدد)

(۱۲) عبد الدنیا روالدراہم (ص ۹۹) (دینار اور دراہم کا بندہ)

وہ جو کسی نے کہا ہے کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی زبان —— شاید یہی ہے۔

ایک تو مولانا مدنی کا یہ فرمانا کہ حضرات اکابر دیوبند نے فاضل بریلوی کی ہفوات و ہزلیات کی طرف متوجہ ہونا اپنی شان عالمانہ کے خلاف سمجھا اور دوسری طرف خود ان کا اس طرح چراغ پا ہونا باعث حیرت ہے۔ مناسب تھا کہ اپنے بزرگوں کی روش پر کاربند رہتے مگر ان کے غیظ و غضب کی جولانیاں تو ملاحظہ ہوں۔ رسالہ شہاب ثاقب کے آخر میں فاضل بریلوی

---

[1] مولانا حسین احمد مدنی، مولانا محمد قاسم نانوتوی کی زندگی سے حب رسول علیہ السلام کی چند مثالیں اور ان کے چند سیدھے سادے اشعار پیش کر کے فاضل بریلوی کو اس طرح للکارتے ہیں گویا کہ واقعی وہ "عدو رسول علیہ السلام" ہیں فرماتے ہیں:-

"اے مجدد بریلوی تجھے خدا کی قسم، دکھلا تو سہی تیری زبان یا تیری قلم کو یہ پاکیزہ مضامین اور اخلاص منداؑ کلمات کبھی خواب میں نصیب ہوئے ہیں؟ اور کیوں ہوتے؟ تیرا باطن قبیح "تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اور حضور علیہ السلام کی عداوتوں سے تاریک اور مظلم ہو رہا ہے" ان انوار کی گنجائش کہاں! زبان سے دعویٰ سہل ہے مگر بدن کے روئیں روئیں اور جسم کی بوٹی بوٹی اور پٹھے پٹھے سے اس کا ظاہر ہونا کارے دارد" (الشہاب الثاقب، ص ۵۲)

جن لوگوں نے فاضل بریلوی کے نعتیہ کلام کا مطالعہ کیا ہے ان کو ان کے پاکیزہ ولطیف اور اخلاص مندانہ خیالات و کلمات کا خوب اندازہ ہے۔ ان کی تصانیف کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان کی کسی سطر سے بغض رسول علیہ السلام تو بڑی بات ہے گستاخی اور تنقیص شان کا بھی پہلو نہیں نکلتا۔ ایسی محتاط تحریریں ان کی سچی اور قابل رشک محبت پر گواہ ہیں۔ مسعود

marfat.com

کے فتاویٰ تکفیر پر سخت برہمی کے عالم میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

ہٰذا یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان و ازالہ تصدیق و ایقان ہوں گی[1] اور قیامت کے دن ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انک لاتدری ما احدثوا بعدک اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورد شفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کہہ کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر ثواب و منازل و نعیم سے محروم کئے جاویں گے سود اللہ وجوھھم فی الدارین وجعل قلوبھم قاسیۃ فلا یؤمنوا حتیٰ یروا العذاب الالیم ۔ آمین یا رب العالمین[2] (اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں ان کے منہ کالے کر دے اور دل ایسے سخت کر دے کہ وہ ایمان نہ

---

[1] مگر حقائق کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی کی یہ آرزو پوری نہیں ہوئی اور فاضل بریلوی "ایمان اور تصدیق و ایقان" کے ساتھ اس دنیا سے تشریف لے گئے ۔ وصال سے ۲ گھنٹے ۱۷ منٹ قبل جو انہوں نے وصایا تحریر کرائیں وہ ان کے ایمان و یقین پر گواہ ہیں ۔ تفصیلات کے لئے مطالعہ فرمائیں وصایا شریف مرتبہ مولانا حسنین رضا خاں، مطبوعہ لاہور، ص ۔ ۸ تا ۱۲ اور حیات مبارک ، مقالہ ہٰذا)

فاضل بریلوی کو اپنے وصال کی مبارک گھڑی کا علم تھا ۔ اسی لئے انہوں نے وصال سے قبل قرآن کریم کی اس آیہ کریمہ سے اپنا مادۂ تاریخ وفات نکالا تھا جو یقیناً الہامی تھا :۔

ویطاف علیہم بآنیۃ من فضۃ واکواب (۱۳۴۰ھ)

(ترجمہ) خدام چاندی کے کٹورے اور گلاس لئے ان کو گھیرے ہیں ۔

اور یہ عجیب اور مبارک اتفاق ہے کہ کلمہ "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (۱۳۴۰ھ) فاضل بریلوی کا سال وصال ہے ۔ اس کے برخلاف مولانا حسین احمد مدنی کے لئے اخبار الجمعیۃ (دہلی) میں پڑھا تھا کہ مولانا دوپہر کو قیلولہ کے لئے لیٹے تو لیٹے کے لیٹے رہ گئے ۔ جب جگایا گیا تو معلوم ہوا کہ انتقال کر چکے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون !

[2] حسین احمد مدنی ، الشہاب الثاقب ، ص ۔ ۱۱۱

marfat.com

لائیں یہاں تک کہ عذاب الیم دیکھ لیں سلے پروردگار عالم ایسا ہی کر۔ ا)

مختصر یہ کہ مخالفین نے پہلے تو یہ کوشش کی کہ علمائے عرب نے اپنی تقاریظ میں فاضل بریلوی کو جن محامد و فضائل سے نوازا تھا اسکی اس طرح تردید کی جائے کہ جو کچھ لکھا گیا تھا غلط فہمی کی بنا پر، سادہ لوحی یا شہرت و عزت کی ہوس میں، کوئی فاضل بریلوی کی تعریف و توصیف مقصود نہ تھی لیکن پھر یہ محسوس کرتے ہوئے کہ شاید یہ حربہ کارگر نہ ہو۔ ان تمام عقائد کی بڑی دانائی کے ساتھ تردید کی گئی جن پر فاضل بریلوی کو اصرار تھا اور اس سے فاضل بریلوی کی تائید مقصود نہ تھی بلکہ تکذیب کہ جب ہمارے یہ عقیدے ہیں تو جو کوئی ان کے خلاف عقائد ہماری طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ جھوٹا اور بہتان طراز ہے حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ مخالفین نے جن عقائد کی تصدیق لکھی ہے ان کی اپنی تصانیف میں اس کے خلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن اس پر بھی بس نہیں کیا اور اس اندیشہ کے تحت کہ شاید یہ دوسرا حربہ بھی کارگر نہ ہو، دشنام طرازی کو شعار بنایا جو ایک عالم خصوصاً منبع سنت عالم زیب نہیں دیتا، اس دشنام طرازی کے مختلف نمونے ہم اوپر پیش کر چکے ہیں جس میں فاضل بریلوی کو دجال، کذاب، مفتری، شیطان، دشمن رسول، دولت کا پجاری جیسے القاب سے نوازا گیا ہے، نہ صرف یہ بلکہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کو ابلیس کا سردار اور ان کے اسلاف کو بنی اسرائیل اور یہودی کہنے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا لیکن فاضل بریلوی نے مخالفین کی ان تمام دشنام طرازیوں کو جس صبر و استقلال اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا اس کا کچھ اندازہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فاضل بریلوی کی سچی محبت کی جیتی جاگتی تصویر ہے اور جس کے حرف حرف سے بوئے اخلاص پھوٹ رہی ہے :-

" حمد اس کے وجہ کریم کو جس نے اپنے اس بندے کو یہ ہدایت دی یہ استقامت دی کہ وہ نہ ان اعاظم اکابر کی ان عظیم مدحوں پر اتراتا ہے بلکہ اپنے رب کے

marfat.com

حسن نعمت کو دیکھتا ہے کہ پاکی تیرے لئے، کیسا تو نے اس ناچیز کو ان علمائے عزیزی کی آنکھوں میں معزز فرمایا، نہ ان دشنامیوں اور ان کے حامیوں کی گالیوں سے جو وہ زبانی دیتے ہیں اور اخباروں میں چھاپتے ہیں پریشان ہوتا بلکہ تسکو بجالاتا ہے کہ تو نے محض اپنے کرم سے اس ناقابل کو اس قابل کیا کہ یہ تیری عظمت اور تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکار کے پہرہ دینے والے کتوں میں اس کا چہرہ لکھا جائے واللہ والعظیم وہ بندہ بخدا بخوشی راضی ہے۔ اگر یہ دشنامی حضرات بھی اس بدلے پر راضی ہوں کہ وہ اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب میں گستاخی سے باز آئیں اور یہ شرط لگائیں کہ روزانہ اس بندہ خدا کو پچاس ہزار مغلظہ گالیاں سنائیں اور لکھ لکھ کر شائع فرمائیں اور اگر اس قدر پر پیٹ نہ بھرے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گستاخی سے باز رہنا اس شرط پر مشروط رہے کہ اس بندۂ خدا کے ساتھ اس کے باپ دادا، اکابر علماء قدست اسرارہم کو بھی گالیاں دیں تو ایں ہم بر علم[1]

اے خوشا نصیب اس کا کہ اس کی آبرو اس کے آباؤ اجداد کی آبرو،

---

[1] مخالفین کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس شرط پر راضی ہو گئے تھے۔ چنانچہ مولانا حسین احمد مدنی کی تصنیف الشہاب الثاقب میں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں جس میں فاضل بریلوی کے اکابر، اساتذہ اور آباؤ اجداد کو ہدف ملامت بنایا ہے۔ مثلاً ایک جگہ فاضل بریلوی کے اساتذہ کے متعلق مولانا مدنی کا یہ ارشاد ملتا ہے:۔

اس کا معلم ابو مرہ یعنی ابلیس لعین (ص-۱۶)

دوسری جگہ آباؤ اجداد کے لئے یہ ارشاد ملتا ہے:۔

اپنے آباؤ اجداد یہودی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا ہے۔ (ص-۹۷)

marfat.com

بدگویوں کی زبانوں سے محمد رسول صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی آبرو کے لئے سپر ہو جائے۔ سیدنا حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بدگویانِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں :۔

فان ابی و والدتی و عرضی
لعرض محمد منکم وقاء

یعنی اے بدزبانو ! میں اس لئے تمہارے مقابل کھڑا ہوں کہ تم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل ہو کر مجھے اور میرے باپ دادا کو گالیاں دینے میں مشغول ہو جاؤ میرے اور میرے باپ دادا کی آبرو محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کو سپر ہو جائے۔ الٰہی ایسا ہی کر۔ آمین !

یہی وجہ ہے کہ بدگو حضرات اس بندۂ خدا پر کیا کیا طوفان، بہتان، اس کے ذاتی معاملات میں اٹھاتے ہیں، اخباروں، اشتہاروں میں طرح طرح کی گڑھتوں سے کیا کیا خاک اڑاتے ہیں مگر وہ اصلاً قطعاً نہ اس طرف التفات کرتا، نہ جواب دیتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ جو وقت مجھے اس لئے عطا فرمایا کہ بعونہ تعالیٰ عزت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حمایت کروں۔ حاشا کہ اسے اپنی ذاتی حمایت میں ضائع ہونے دوں، اچھا ہے کہ

marfat.com

جتنی دیر مجھے برا کہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بدگوئی سے غافل رہتے ہیں ؎

فان ابی و والدتی وعرضی
لعرض محمد منکم وقاء ؎[1]

---

[1] حسام الحرمین: خلاصۂ فوائد فتویٰ (۱۳۲۳ھ) گلبن اول، مطبوعہ لاہور، ص ۵۱ تا ۵۲

marfat.com

ماخذ و مراجع

(وہ کتابیں جن سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مؤلف نے استفادہ
کیا یا ضمناً جن کا ذکر کیا)

marfat.com

۱۔ ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا: ترجمہ قرآن (مع تفہیم القرآن) مطبوعہ لاہور ۱۹۵۱ء/۱۹۵۴ء

۲۔ ابوالحسن علی ندوی، مولانا: سیرت سید احمد شہید، مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۶۸ء

۳۔ ابوسلمان الہندی: امام الہند، مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء

۴۔ ابوالکلام آزاد، مولانا: ترجمہ قرآن (مع ترجمان القرآن) ج دہلی ۱۹۳۱ء ج ۲، بجنور ۱۹۳۶ء)

۵۔ احمد بن اسمٰعیل برزنجی: غایۃ المامول فی تتمہ منہج الوصول فی تحقیق علم غیب الرسول۔

۶۔ احمد رضا خاں، مولانا: الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء) مطبوعہ کراچی

۷۔ 〃 〃 〃: المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۸۔ 〃 〃 〃: جلی الصوت لنہی الدعوۃ امام الموت (۱۳۲۰ھ/۱۹۰۲ء)

۹۔ 〃 〃 〃: جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (۱۳۳۹ھ/۱۹۲۰ء)

مطبوعہ لاہور

۱۰۔ 〃 〃 〃: مواہب ارواح القدس لکشف حکم العرس

(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۱۔ 〃 〃 〃: الملفوظ (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) حصہ سوم وچہارم، مطبوعہ لاہور

۱۲۔ 〃 〃 〃: کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم

(۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۱۳۔ 〃 〃 〃: کاسر السفیہ الواہم فی ابدال قرطاس الدراہم (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء)
مطبوعہ لاہور

marfat.com

۱۴۔ احمد رضا خاں، مولانا : الذیل المنوط لرسالۃ النوط (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۵۔ " " " " : انوار البشارہ فی مسائل الحج والزیارۃ (۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء) مطبوعہ لاہور

۱۶۔ " " " " : الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ (۱۳۳۷ھ/۱۹۱۸ء) مطبوعہ لاہور

۱۷۔ " " " " : النیرۃ الوضیئۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ (۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء)

۱۸۔ " " " " : السطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیئہ، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۰۸ھ/۱۸۹۰ء

۱۹۔ " " " " : انباء المصطفےٰ بحال سر و اخفیٰ (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء) مطبوعہ لاہور

۲۰۔ " " " " : انوار الانتباہ فی حل نداء یا رسول اللہ (۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء) مطبوعہ لاہور

۲۱۔ " " " " : تمہید ایمان بآیات قرآن (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ لاہور

۲۲۔ " " " " : مبین احکام و تصدیقات اعلام (۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء) مطبوعہ لاہور

۲۳۔ " " " " : سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ/۱۸۸۹ء)

۲۴۔ " " " " : الاجازۃ الرضویہ لمبجل مکۃ البھیۃ (۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)

۲۵۔ " " " " : فتاوی الحرمین برجف ندوۃ المین (۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء)

۲۶۔ " " " " : الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات ابی الوہابیہ، مطبوعہ عظیم آباد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

۲۷۔ " " " " : سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ مطبوعہ عظیم آباد ۱۳۱۶ھ/۱۸۹۸ء

۲۸۔ " " " " : ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار، مطبوعہ عظیم آباد (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء)

۲۹۔ " " " " : کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، مطبوعہ مراد آباد ۱۳۳۰ھ/۱۹۱۱ء

۳۰۔ " " " " : مالئ الجیب بعلوم الغیب (۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء)

۳۱۔ " " " " : اللؤلؤ المکنون فی علم البشیر ماکان و مایکون، ۱۳۱۸ھ/۱۹۰۰ء

۳۲۔ " " " " : حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین (۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء) مطبوعہ لاہور

۳۳۔ " " " " : الفیوضات الملکیہ لمحب الدولۃ المکیہ (۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) مطبوعہ کراچی

۳۴۔ " " " " : خالص الاعتقاد، (۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء) مطبوعہ لاہور

marfat.com

۳۵۔ اسمٰعیل دہلوی، مولوی : تقویۃ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۶۔ اشرف علی تھانوی، مولوی : حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۷۔ " " : تغییر العنوان فی بعض عبارات حفظ الایمان، مطبوعہ کراچی

۳۸۔ اقبال احمد نوری : کرامات اعلیٰ حضرت، مطبوعہ کانپور

۳۹۔ الطاف حسین حالی : حیات جاوید، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۵ھ/۱۹۶۵ء

۴۰۔ انوار الحسن، محمد : تجلیات عثمانی، مطبوعہ ملتان ۱۳۷۷ھ/۱۹۵۷ء

۴۱۔ " " : انوار قاسمی، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۹ھ/۱۹۶۹ء

۴۲۔ انوار اللہ، محمد : فضائل محمدی (معروف بہ انوار محمدی) مطبوعہ کراچی

۴۳۔ بدر الدین احمد، مولانا : سوانح اعلیٰ حضرت، مطبوعہ لاہور ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء

۴۴۔ حامد رضا خاں، مولانا : الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ (قلمی) ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء

۴۵۔ حسین احمد مدنی، مولوی : نقش حیات، مطبوعہ دیوبند ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۴۶۔ " " : الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب مطبوعہ دیوبند ۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء

۴۷۔ حشمت علی خاں، مولانا : الصوارم الہندیہ (۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء) مطبوعہ مراد آباد

۴۸۔ خلیل احمد انبیٹھوی، مولانا : براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند

۴۹۔ " " : المہند علی المفند، مطبوعہ کراچی

۵۰۔ رحمان علی، مولانا : تذکرہ علمائے ہند، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

۵۱۔ رشید احمد گنگوہی، مولانا : فتاویٰ رشیدیہ، مطبوعہ دیوبند ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۲ء

۵۲۔ سلیمان ندوی، سید : حیات شبلی، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۵۳۔ ضیاء الدین احمد برنی : جمال الدین افغانی، مطبوعہ کراچی ۱۳۳۵ھ/۱۹۵۴ء

۵۴۔ ظفر الدین بہاری، مولانا : حیات اعلیٰ حضرت، جلد اول (۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) مطبوعہ کراچی

۵۵۔ عبد الحق، مولوی : قاموس الکتب اردو، جلد اول، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء

marfat.com

۵۶۔ عبدالحکیم خاں اختر : اعلیٰ حضرت کا فقہی مقام، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء

۵۷۔ عبدالحکیم اثر : تذکرۂ افغانی، مطبوعہ پشاور

۵۸۔ عبدالحئ لکھنوی، حکیم : نزہتہ الخواطر و بہجۃ المسامع والنواظر، مطبوعہ حیدرآباد دکن ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۱ء

۵۹۔ عبدالماجد دریا آبادی : تفسیر ماجدی (مع ترجمہ قرآن) ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء

۶۰۔ " " : حکیم الامت، مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء

۶۱۔ عبدالمصطفےٰ اعظمی مولانا : معمولات الابرار بمعانی الآثار، مطبوعہ لکھنو ۱۳۸۴ھ/۱۹۶۴ء

۶۲۔ عزیز الحسن : اشرف السوانح، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء

۶۳۔ علی سفیان آفاقی : ابوالاعلیٰ مودودی، مطبوعہ لاہور

۶۴۔ غلام رسول مہر مولانا : سید احمد شہید، مطبوعہ لاہور

۶۵۔ غلام محمد : تذکرۂ سلیمان، مطبوعہ کراچی ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

۶۶۔ غلام معین الدین نعیمی : حیات صدر الافاضل، مطبوعہ لاہور

۶۷۔ فضل الرسول، شاہ : المعتقد المنتقد، (۱۲۷۰ھ/۱۸۵۳ء) مطبوعہ لاہور

۶۸۔ مرزا ادیب : جمال الدین افغانی، مطبوعہ لاہور ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۷ء

۶۹۔ محمد اجمل سنبھلی، مولوی : ردّ شہاب ثاقب (۱۳۷۴ھ/۱۹۵۴ء) مطبوعہ کراچی

۷۰۔ محمد ادریس نگرامی : تطییب الایمان بذکر علماء الزمان، مطبوعہ ۱۳۱۵ھ/۱۸۹۷ء

۷۱۔ محمد جعفر تھانیسری : سوانح احمدی، مطبوعہ کراچی ۱۳۰۹ھ/۱۸۹۱ء

۷۲۔ محمد رضوان اللہ، پروفیسر : انور شاہ کشمیری (مقالہ ڈاکٹریٹ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ)

۷۳۔ " " " : دارالعلوم دیوبند و اثرھا الاسلامی فی الھند (جامعہ ازہر مصر)

۷۴۔ محمد صابر قادری، مولانا : مجدد اسلام، مطبوعہ کانپور ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء

۷۵۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا : یاد اعلیٰ حضرت، ہری پور ہزارہ

marfat.com

۷۶۔ محمد عبدالحکیم شرف قادری مولانا : سوانح سراج الفقہا، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

۷۷۔ محمد قاسم نانوتوی مولانا : تحذیر الناس، مطبوعہ دیوبند

۷۸۔ محمد مسعود احمد، پروفیسر : فاضل بریلوی اور ترک موالات، مطبوعہ لاہور ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء

۷۹۔ محمد میاں، مولوی : علمائے ہند کی شاندار ماضی، مطبوعہ دہلی ۱۳۵۸ھ/۱۹۳۹ء

۸۰۔ محمود حسن مولوی : ترجمۂ قرآن، مطبوعہ بجنور، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء

۸۱۔ محمود احمد قادری، مولانا : تذکرہ علماء اہل سنت، مطبوعہ اسلام آباد۔ بھوانی پور (مظفر پور) ۱۳۹۱ھ

۸۲۔ مسعود عالم ندوی، مولانا : محمد ابن عبدالوہاب نجدی، مطبوعہ کراچی، ۱۳۶۹ھ/۱۹۴۹ء

۸۳۔ مصطفےٰ رضا خاں، مولانا : الملفوظ ۱۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء حصہ دوم، مطبوعہ لاہور

۸۴۔ مسعود حسن رڑکوی : بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان مطبوعہ کانپور ۱۳۳۱ھ/۱۹۱۲ء

۸۵۔ نعیم الدین مرادآبادی مولانا : التحقیقات لدفع التلبیسات، مطبوعہ لاہور

۸۶۔ " " : خزائن العرفان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مرادآباد

۸۷۔ نظامی بدایونی : قاموس المشاہیر، جلد اوّل، مطبوعہ بدایوں، ۱۳۴۵ھ/۱۹۲۶ء

۸۸۔ یوسف البادر سرکیس : معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ، مطبوعہ مصر، ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۸ء

رسائل

۱۔	اعلیٰ حضرت بریلوی	(بریلی)	جون ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ
۲۔	العلم	(کراچی)	مارچ ۱۹۵۸ء/۱۳۷۸ھ
۳۔	حنفی	(لائل پور)	مئی ۱۹۷۲ء/ ۱۳۹۲ھ
۴۔	رضائے مصطفےٰ	(گوجرانوالہ)	اپریل ۱۹۷۱ء/ ۱۳۹۱ھ
۵۔	فیض رضا	(لائل پور)	اپریل / ۱۳۹۱ھ

imarfat.com

مؤلف کی دوسری مطبوعات

۱۔ حیدرآباد کی معاشی تاریخ	(ترجمہ)	مطبوعہ حیدرآباد سندھ	۱۹۵۸ء
۲۔ تمدن ہند پر اسلامی اثرات	(ترجمہ)	مطبوعہ لاہور	۱۹۶۴ء
۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری	(تالیف)	مطبوعہ میرپور خاص	۱۹۶۴ء
۴۔ دائمی تقویم	(ترتیب و تحشیہ)	مطبوعہ کوئٹہ	۱۹۶۷ء
۵۔ مظہر الاخلاق	(" ")	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۸ء
۶۔ ارکان دین	(" ")	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۹ء
۷۔ تذکرۂ مظہر مسعود	(تالیف)	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۹ء
۸۔ مکاتیب مظہری جلد اوّل	(ترتیب و تحشیہ)	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۹ء
۹۔ مواعظ مظہری جلد اوّل	(" ")	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۹ء
۱۰۔ فتاویٰ مظہری جلد اول و دوم	(" ")	مطبوعہ کراچی	۱۹۶۹ء
۱۱۔ فاضل بریلوی اور ترک موالات	(تالیف)	مطبوعہ لاہور	۱۹۷۰ء
۱۲۔ حیات مظہری	(")	مطبوعہ کراچی	۱۹۷۲ء
۱۳۔ مظہر العقائد	(ترتیب و تحشیہ)	مطبوعہ سیالکوٹ	۱۹۷۲ء
۱۴۔ عاشقِ رسول		مطبوعہ لاہور	۱۹۷۶ء

ـــــ مراکز اشاعت ـــــ

۱۔ انٹرنیشنل بکس کارپوریشن	ہیرا باد	حیدرآباد سندھ	(برائے نمبر ۱)
۲۔ مجلس ترقی ادب	۲ کلب روڈ	لاہور	(برائے نمبر ۲)
۳۔ مکتبہ نبویہ	گنج بخش روڈ	لاہور	(برائے نمبر ۳)
۴۔ مدینہ پبلشنگ کمپنی	بندر روڈ	کراچی	(برائے نمبر ۴ تا نمبر ۱۰، ۱۲)
۵۔ مرکزی مجلس رضا	نوری مسجد، بالمقابل ریلوے اسٹیشن	لاہور	(برائے نمبر ۱۱ و ۱۴)
۶۔ مکتبہ نعمانیہ	اقبال روڈ	سیالکوٹ	
۷۔ رضا پبلیکیشنز	مین بازار داتا دربار	لاہور	

marfat.com

اختتامیہ

از
ظہور الدین خان
سیکرٹری مجلس رضا، لاہور

marfat.com

پیش نظر کتاب کا پہلا اڈیشن ماہ رمضان المبارک ۱۳۹۳ھ (اکتوبر ۱۹۷۳ء) میں شائع ہوا تھا جو تقریباً چھ ماہ بعد ربیع الاول ۱۳۹۴ھ (اپریل ۱۹۷۴ء) میں ختم ہو گیا، اس سے کتاب کی ہمہ گیر مقبولیت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ملک کے گوشے گوشے سے کتاب طلب کی گئی بلکہ ممالک اسلامیہ اور یورپ تک سے خطوط آئے اور برابر آ رہے ہیں۔ چناں چہ ایک خط میں جو انگلستان سے موصول ہوا ہے جناب نیاز احمد صاحب کتاب کے متعلق اپنے تاثرات اس طرح تحریر فرماتے ہیں:۔

"کتاب دیکھ کر دنگ رہ گیا، اس قابل تقلید، لائق تحسین اور عدیم النظیر اقدام پر کچھ لکھنے کے بجائے اس کے لئے کچھ کرنے کو سوچ رہا ہوں"

(مرسلہ ۱۶ فروری ۱۹۷۴ء)

اندرون ملک بھی علماء کے علاوہ محققین نے اس کتاب کو بنظر استحسان دیکھا اور جن خیالات کا اظہار فرمایا ان کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے حقائق ہمارے محققین سے بھی اب تک مخفی رہے اور فاضل مؤلف پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے پہلی بار ان کو اس طرف متوجہ کیا۔[۱]

---

[۱] فاضل مؤلف اس سے قبل اپنا تحقیقی مقالہ "فاضل بریلوی اور ترک موالات" (مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء) پیش کر کے محققین و مورخین کو فاضل بریلوی کی طرف متوجہ کر چکے ہیں چنانچہ ملک کے نامور مورخ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اپنی تالیف: "ULEMA IN POLITICS" (KARACHI 1973, P. 270) میں تحریک ترک موالات میں فاضل بریلوی کے اہم کردار کا ذکر کرتے ہوئے اسی مقالے کا حوالہ دیا ہے (بقیہ ص ۲۱۸ پر)

marfat.com

چنانچہ حکومت پاکستان کے ایک سابق افسر جناب سید صفدر حسن صاحب کو جب یہ کتاب بھیجی گئی تو موصوف نے فاضل مؤلف کو تحریر فرمایا :-

> جن بزرگ کی شان میں یہ کتاب لکھی گئی ہے مجھے آپ کی کتاب پڑھنے سے قبل ان کے متعلق کوئی علم نہیں تھا، آپ نے اچھا کیا ـــــــ جو قلم مسلمانوں کے انتشار دور کرنے کے لئے اٹھایا ہے خدا کرے اس کا یہی اثر ہو!
>
> (مرسلہ ۲۶ نومبر ۱۹۷۳ء، از کراچی)

روزنامہ نوائے وقت (لاہور) میں "نور بصیرت" کے کالم نگار اور مؤرخ میاں عبدالرشید صاحب نے ایک کتاب "اسلام ـــــــ برعظیم پاک و ہند میں" تصنیف فرمائی ہے جو ہنوز کتابی صورت میں طبع نہیں ہوئی۔ اس میں مؤلف محترم نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ذکر نہیں فرمایا۔ لیکن جب مجلس رضا کی طرف سے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کے تحقیقی مقالات "فاضل بریلوی اور ترک موالات" اور "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" ارسال کئے گئے تو ان مقالات کے مطالعے کے بعد مؤلف محترم کو اپنی کتاب میں ایک کمی کا شدید احساس ہوا جس کا اظہار کرتے ہوئے وہ تحریر فرماتے ہیں :-

> "آپ کی ارسال کردہ کتابوں کو دیکھنے کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ اس میں اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں کے بارے میں بھی ایک باب ہونا چاہیئے"

بقیہ حاشیہ ص ۲۱۷

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے فاضل بریلوی کے حالات اور علمی کارناموں پر ایک ! ور تحقیقی مقالہ لکھ کر دنیا کے محققین کو بھی فاضل بریلوی کی شخصیت اور علمی فضیلت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ یہ مقالہ پنجاب یونیورسٹی شعبہ دائرہ معارف اسلامیہ نے ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (VOL 10 FASCICULE, PP. 278-284) میں شائع کر دیا ہے جو انسائیکلوپیڈیا کے کالموں پر پھیلا ہوا ہے۔ ان علمی تحقیقات کی ہمہ گیر مقبولیت اور اثر انگیزی کی یہ بین دلیل ہے کہ کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" کا انگریزی ترجمہ عنقریب انگلستان سے شائع ہونے والا ہے اور حال ہی میں ماہنامہ المیزان دہلی نے اپنا اعلیٰ حضرت نمبر ۶۰۰ صفحات پر نہایت آب و تاب سے نکالا ہے۔ اضافہ طبع سوم ـ مظہر

marfat.com

میں چاہتا ہوں کہ مجھے اعلیٰحضرت کی کوئی مستند اور جامع
سوانح عمری اردو زبان میں مل جائے"۔ (مرسلہ، نومبر ۱۹۷۳ء از لاہور)

اسی طرح سندھ یونیورسٹی شعبہ اردو کے سابق صدر اور پاکستان کے مشہور محقق پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں مدظلہ العالی کی خدمت میں "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" بھیجی گئی تو موصوف نے فاضل مؤلف کو تحریر فرمایا :۔

"ماشاء اللہ خوب لکھا ہے، تعجب ہوا کہ مولانا حسین احمد مدنی صاحب کیا کیا فرما گئے ہیں"! (مرسلہ ۱۱ دسمبر ۱۹۷۳ء از حیدرآباد سندھ)

محققین کے ان تاثرات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہماری کوتاہی نے ملک کے فضلاء کو بھی حقائق سے بے خبر رکھا، بحمداللہ تعالیٰ اب وہ باخبر ہوتے جارہے ہیں۔ شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی (جام شورو، سندھ) کے چیئرمین پروفیسر ڈاکٹر سید سحیٰ احمد ہاشمی صاحب کو جب مرکزی مجلس رضا لاہور کی مطبوعات ارسال کی گئیں تو موصوف نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمایا :۔

کل نعتیہ شاعری یکجا کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض اشعار تشریح طلب بھی ہوں گے ان کی مختصر تشریح ضروری ہے، کیوں کہ اس زمانے میں اشارات وکنایات کو سمجھنے والے کم ہیں، اعلیٰحضرت کا مکمل دیوان (کلیات) شائع کرنے کی ضرورت ہے ——— تمام فتاوے بھی یکجا کر کے شائع کرنے کی ضرورت ہے

آپ حضرات نے بڑا اچھا کام شروع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق اور برکت دے۔ کلیات اور نعتیہ شاعری کے سلسلے میں پروفیسر مولانا مسعود سے بہتر اور موزوں میرے خیال میں کوئی شخص نہیں ہے۔ انہیں کے ذمے یہ کام کرنا چاہیئے۔

marfat.com

حکیم محمد ادریس خاں صاحب مہند ر پرانا سکھر) کو اعلیٰ حضرت کی علمی اور ادبی خدمات کا موضوع پی۔ ایچ۔ ڈی کے لئے دیا ہے، ان کو مجلس رضا کی مطبوعات کی ضرورت ہو گی ازراہِ کرم ان کی مدد فرمائیں۔

(مرسلہ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۳ء از حیدر آباد) محتاج دعا۔ ہاشمی

بعض فضلاء و محققین برملا اعتراف فرما رہے ہیں لیکن بعض حضرات خلوتوں میں اعتراف کرتے ہیں اور جلوتوں میں خاموش رہتے ہیں اور کوئی تحریر دینا نہیں چاہتے کہ کہیں خلوت کی بات جلوت میں نہ پہنچ جائے۔ ہم نے ان خلوتیوں کے افکار و آراء کو احتراماً قلم انداز کر دیا ہے اور صرف جلوتیوں کے تبصرے شامل کئے ہیں اور ان میں بھی فاضل بریلوی کے بہت سے معتقدین کی آراء کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

ہم توقع رکھتے تھے کہ میدان صحافت میں وسعت قلبی اور فراخ حوصلگی پیدا ہو گئی ہو گی مگر بعض رسائل و اخبارات کے طرزِ عمل سے مایوسی ہوئی مثلاً ماہنامہ طلوع اسلام (لاہور) کو تبصرے کے لئے کتاب بھیجی گئی تو ناظم ادارہ جناب ایم۔ ایم خلیل صاحب نے یہ معذرت نامہ ارسال فرمایا:۔

"ہم معذرت خواہ ہیں کہ بوجوہ ان پر "طلوع اسلام" میں تبصرہ شائع نہیں ہو سکے گا" (مرسلہ از لاہور)

اسی طرح ملک کے واحد تحقیقی ادارے یعنی ادارہ تحقیقات اسلامی (اسلام آباد)

marfat.com

کو تبصرے کے لئے کتاب بھیجی گئی تو فاضل تبصرہ نگار جناب حافظ محمد طفیل صاحب نے صرف اس قدر تبصرہ فرمایا :۔

"کتاب کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے، مولانا مفتی احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ) کے مزایا و مناقب اس میں درج کئے گئے ہیں۔"

(فکر و نظر، مارچ ۱۹۷۴ء، ص ۵۶۶)

اس اجمال سے تفصیل خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے یعنی حرف گیری کے لائق کوئی بات نہ تھی ورنہ بیسر حاصل لکھا جاتا ۔

بعض تبصرہ نگاروں نے دل پر جبر کر کے لکھا ہے لیکن تبصرے کے آخر میں کچھ پھٹ پڑنے والی کیفیت محسوس ہوتی ہے مثلاً اخبار امروز (۱۰ فروری ۱۹۷۳ء) نے اپنے تبصرے کے آخر میں فاضل مؤلف کے انداز تحریر پر اس انداز سے گرفت کی ہے :۔

"انداز تحریر بالکل مخاصمانہ و مناظرانہ ہے، کاش وہ اس اجتماعی اور فکری ماحول کو پیش کرتے جس میں اس طرح کی نظریاتی بحثیں ابھرتی ہیں۔"

اگر اتنا محتاط انداز تحریر "مخاصمانہ اور مناظرانہ" ہو سکتا ہے تو پھر فاضل تبصرہ نگار مولانا حسین احمد دیوبندی کے لئے کیا رائے قائم کریں گے جن کی تحریر کے نمونے "استدراک" میں پیش کئے گئے ہیں —— یہ کہنا کہ چونکہ اُس زمانے میں ایسا ہی ہوتا تھا اس لئے ان کا لکھا صحیح ہے اور اس زمانے میں ایسا نہیں ہوتا اس لئے تمہارا کہا صحیح نہیں اور مخاصمانہ و مناظرانہ ہے —— عجیب طرز استدلال ہے جو ہماری سمجھ سے بالاتر ہے —— جو بُری بات ہے وہ ہر جگہ اور ہر وقت بُری ہے، اس کے لئے زمان و مکاں کی قید لگانا مناسب نہیں ۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ فاضل تبصرہ نگار نے کتاب کے جس حصے کے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا ہے وہ صرف ۴۴ صفحات پر مشتمل ہے حالانکہ

marfat.com

پوری کتاب ۲۱۶ صفحات پر مشتمل ہے لیکن فاضل تبصرہ نگار نے اس حصے (استدراک) کے متعلق جو رائے قائم کی ہے پوری کتاب پر اس کی تعمیم کر دی ہے اور اصل موضوع کے متعلق صرف اشارہ فرمایا ہے اپنے تاثرات بیان نہیں کئے۔ یہ طرز تحریر بھی مخاصمانہ کہا جا سکتا ہے ہمیں جذباتی ردِ عمل سے زیادہ فکری ردِ عمل کی توقع تھی لیکن تنگیٔ داماں کے علاج میں ابھی کچھ دیر معلوم ہوتی ہے —— اگر فاضل تبصرہ نگار معتدل تجاویز پیش کرتے اور غلطیوں کی نشاندہی فرماتے تو یقیناً فاضل مؤلف اس طرف خصوصی توجہ دیتے مگر افسوس ایسا نہ ہُوا۔ حقیقت یہ ہے کہ فاضل بریلوی کے مخالفین کو ان تحقیقات سے دلی صدمہ ہے جس کا اظہار وہ اپنی خلوتوں میں کرتے ہیں چنانچہ ایک فاضل مؤلف محترم کو اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" پڑھ رہا ہوں —— یاد نہیں پڑتا کوئی صاحب جنہوں نے آپ کی کتابیں دیکھیں، تھے وہابی، کہنے لگے "بریلویوں کو بھی لکھنے والے مل گئے" —— آپ کی تحقیق اور آپ کی تحریر سے حقیقت یہ ہے کہ لوگ آنکھیں مل مل کر دیکھ رہے ہیں کہ یہ روشنی کس طرف سے آرہی ہے، مجلس رضا والے چھپواتے بھی خلوص دل سے ہیں، دل خوش ہو جاتا ہے۔ (مرسلہ ۲۱ نومبر ۱۹۷۳ء از بہاول پور)

کراچی کے ایک صاحب جو اپنے آپ کو اہل سنّت کی مخالفت کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں، نے مرکزی مجلس رضا کے روحِ رواں جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ایک ملاقات میں کہا :-

"ہم تو آپ کے اعلیٰ حضرت کو دفن کر چکے تھے، مگر آپ نے پھر زندہ کر دیا ہے لہذا اب ہمیں مزید پچاس سال رات دن کام کرنا پڑیگا"

marfat.com

اس پر حکیم صاحب نے فرمایا "گویا آپ کو مزید پچاس سال کذب وافترا کا وظیفہ پڑھنا پڑے گا" اس پر وہ خاموش ہو گئے۔

بہر کیف فاضل مؤلف پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کا مقصد کسی بحث و مباحثہ میں پڑنا نہیں ہے بلکہ اصلاح نفوس اور تزکیۂ قلوب کی کوشش کرنا ہے اور بحمداللہ تعالیٰ اس مقصد میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے چنانچہ فاضل جلیل جناب قاضی محمد حمایت اللہ صاحب (پرنسپل دانش کدہ، کراچی) ایک مکتوب میں فاضل مؤلف کو تحریر فرماتے ہیں :۔

رسالہ "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" موصول ہوا جستہ جستہ چند سطور کے مطالعے سے الحمد للہ ایک روحانی کیف حاصل ہوا ماشاءاللہ! ــــــــ یوں تو آپ کی عام قلمی خدمات تحسین و داد سے بالاتر ہیں لیکن فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پر جو کام ہو رہا ہے وہ باعث اجر و ثواب بھی ہے۔ اس لئے کہ موصوف کی ذات سے جو شکوک و شبہات عائد کئے گئے ہیں ان کا ایک حد تک ازالہ ہو رہا ہے ان بعض الظن اثم۔

(مرسلہ ۱۴ر نومبر ۱۹۷۳ء ازکراچی)

ــــــــ×ــــــــ

بعض حضرات نے اپنے مشوروں سے بھی نوازا مثلاً ایک فاضل نے مؤلف محترم کو لکھا :۔

"اچھی کوشش ہے ــــــــ میرے خیال میں اگر نزاعی مسائل کو نہ چھیڑا جاتا تو اچھا تھا، مقالے میں عنوان سے متعلق مواد شامل ہونا چاہیئے۔ بہرحال آپ کی کوشش بڑی مستحسن ہے۔ مولائے کریم جزائے خیر دے"!

(مرسلہ ۱۵ر دسمبر ۱۹۷۳ء ازچک ۱۵)

فاضل مؤلف کو خود اس کا احساس تھا کہ مقالے کو عنوان تک محدود رکھا جاتا جیسا کہ کتاب

marfat.com

کے صفحہ ۲۲ و ۳۱ پر تصریح موجود ہے لیکن بعض وجوہ کی بنا پر ذیلی مباحث شامل کئے گئے اس کے علاوہ جدید تحقیقی نقطۂ نظر سے بھی ان مباحث کا شامل کرنا مناسب تھا لیکن اگر محققین اور فضلاء نے ان مباحث کو غیر متعلق سمجھا تو فاضل مؤلف سے عرض کیا جائے گا اور وہ یقیناً محققین کی رائے کا احترام کریں گے کیوں کہ ان کا مسلک ضد اور ہٹ دھرمی کا مسلک نہیں ہے۔ لیکن ہنوز کسی محقق کی طرف سے کوئی تجویز موصول نہیں ہوئی۔

ہفت روزہ تاجر (کراچی شمارہ ۲۲ ، جنوری ۱۹۷۴ء) کے تبصرہ نگار جناب تاج القادری نے بھی مفید مشورے دیئے ہیں اور یہ تجویز پیش کی ہے کہ "اس کتاب کو ایک کتاب کے بجائے مضامین کے لحاظ سے تین الگ الگ کتابوں میں مدوّن کیا جائے یا پھر ابواب کے لحاظ سے چھوٹے چھوٹے کتابچوں کی صورت میں شائع کیا جائے تاکہ نوجوان زیادہ سے زیادہ مستفید ہوں" ——— یہ رائے نہایت مناسب ہے لیکن یہ مقالہ اتنا مربوط و مسلسل ہے کہ اگر اس کے مختلف ابواب کو الگ الگ شائع کیا گیا تو اس کی مجموعی افادیت و مقصدیت مجروح ہوگی ورنہ ضرور اس رائے پر عمل کیا جاتا فاضل تبصرہ نگار کی اس توجہ خاص کے ہم ممنون ہیں۔

اب ہم مطبوعہ اور غیر مطبوعہ تبصروں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، ان تبصروں سے قارئین کرام کو کتاب کی حقیقی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکے گا۔ ہم نے اجمال کے پیش نظر بعض تبصروں کے اقتباسات اور بعض تبصروں کے خلاصے پیش کر دیئے ہیں۔ تفصیلات کے لئے متعلقہ مجلات و اخبارات کی طرف رجوع فرمائیں۔

ظہور الدین

marfat.com

تبصرے

(اشاعت اوّل)

مرتبہ

ظہورُ الدّین

سیکوٹری مجلس رضا، لاہور

marfat.com

فہرس

(شخصیات ، مجلّات ، اخبارات)

علماء و مشائخ

(۱) حضرت مولانا مفتی ضیاء الدین احمد قادری رضوی (مدینہ منوّرہ)
(۲) حضرت مولانا فضل الرحمٰن قادری (مدینہ منوّرہ)
(۳) حضرت مولانا ظاہر شاہ میاں قادری
(۴) حضرت مولانا پیر محمد اسحاق جان مجددی سرہندی
(۵) حضرت الحاج مولانا غلام قادر چشتی اشرفی

ادباء و دانشور

(۱) ——— سیّد انور علی ایڈووکیٹ
(۲) ——— پروفیسر نظیر حسنین زیدی
(۳) ——— پروفیسر رحیم بخش شاہین
(۴) ——— پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش
(۵) ——— جناب عبد المجید جامی (دیہاتی لینڈ)
(۶) ——— جناب محمد الیاس (انگلینڈ)
(۷) ——— پروفیسر عزیز اللہ (ہل یونی ورسٹی ۔ انگلینڈ)

marfat.com

مجلّات

① ماہنامہ	فیض رضا	(لائل پور)	شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء
② ماہنامہ	رضائے مصطفےٰ	(گوجرانوالہ)	شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء
③ ماہنامہ	انوار الصوفیہ	(قصور)	شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء
④ ماہنامہ	ضیائے حرم	(لاہور)	شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء
⑤ ماہنامہ	ترجمان اہل سنت	(کراچی)	شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء
⑥ ماہنامہ	فیض الاسلام	(راولپنڈی)	شمارہ فروری ۱۹۷۴ء
⑦ ماہنامہ	فکر و نظر	(اسلام آباد)	شمارہ مارچ ۱۹۷۴ء
⑧ ماہنامہ	الحسن	(پشاور)	شمارہ دسمبر ۱۹۷۴ء

○

اخبارات

① ہفت روزہ	الہام	(بہاول پور)	شمارہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۳ء
② ہفت روزہ	تاجر	(کراچی)	شمارہ ۲۲ جنوری ۱۹۷۴ء
③ روزنامہ	امروز	(لاہور)	شمارہ ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء
④ ہفت روزہ	نوائے ملت	(مردان)	شمارہ ۱۶ فروری ۱۹۷۴ء
⑤ روزنامہ	نوائے وقت	(لاہور)	شمارہ ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء

○

تاثرات ——— مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی

marfat.com

شخصیات

(۱)

حضرۃ العلامہ مولانا الشاہ مفتی ضیاء الدین احمد القادری دامت برکاتہم العالیہ
المدینۃ المنورۃ

مدینہ منورہ
۱۶ ذی قعدہ ۹۳ھ
۱۰ دسمبر ۱۹۷۳ء

عزیز القدر گرامی منزلت پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہ'۔

تحیہ زاکیہ و ادعیہ وافیہ کے بعد آپ کی تازہ ترین تصنیف
'فاضل بریلوی علماء حجاز کی نظر میں'
نظر نواز ہوئی'۔ آپ کی یہ کاوش اور دیدہ ریزی قابل صد ستائش ولائق تحسین ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ کی یہ کوشش عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہو۔

آمین آمین ثم آمین!

یہ امر محتاج بیان نہیں کہ اعلیٰحضرت عظیم البرکت کی عظیم شخصیت کے لئے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر سیر حاصل بحث کے بعد آپ کی عظمت کو اجاگر کیا جائے، سو یہ آپ کی قلم حقیقت رقم سے پوری ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر

marfat.com

عطا فرمائے اور سعی مشکور ہو۔

فقیر ضیاء الدین احمد القادری عفی عنہ

۱۶/۱۱/۱۳۹۳ھ

(۲)

فاضل جلیل حضرت مولانا الشاہ فضل الرحمٰن القادری دام مجدہم المدینۃ المنورہ
خلف الرشید حضرت العلام مولانا الشاہ ضیاء الدین احمد قادری رضوی مہاجر مدنی مدظلہ العالی

مدینہ منورہ
۱۶ر ذی قعدہ ۱۳۹۳ھ
۱۰ر دسمبر ۷۳ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ وکفیٰ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم انما کتبہ فضیلۃ سید الوالد حفظہ فیہ الکفایۃ لمن نور اللہ قلبہ ولا سیما ماحررہ البروفیسر محمد مسعود احمد ایدہ اللہ بروح منہ وان علماء الحجاز قد قرظوا علی ماکتبہ فرید عصرہ محی السنۃ العلامۃ الکبیر مولانا الشیخ احمد رضاخان نور اللہ مرقدہ و اثاب المؤلف الاجر العظیم وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ و سلم

حررہ من المدینۃ المنورۃ

فضل الرحمٰن القادری

marfat.com

حضرت مولانا ظاہر شاہ میاں قادری مدفیوضہم ، مدینہ منورہ

بسم الله الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی خلق قلوب بنی آدم مستنحدة لفیضان الانوار متهیئة لابداع المعارف والاسرار والصلوٰة والسلام علی معلّم الکائنات و منبع الانوار۔

امّا بعد۔ فقد رأیت هذه العجالة الکریمة التی سمیت "محقق فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" و مؤلفها حضرة صاحب الفضیلة پروفیسر محمد مسعود احمد مدظله العالی متعنا الله ببقائه۔ فقد کشفت رتبة الاعلیٰ حضرة مجدد المأة الحاضرة احمد رضا خان قدس الله اسراره ورضی الله عنه فی عین علماء الحجاز یعنی علماء مکة والمدینة المنورة و قد تعلقتها من رسائل الاعلی حضرة۔ منها۔

(ا) الفیوضات الملکیه لمحب الدولة المکیه

(ب) وحسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

(ج) والاجازات المتینه لعلماء بکة والمدینه

(د) وکفل الفقیه الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم

وقد ظهر للمسلمین تحیر علماء الحجاز فی حقه وذکر ملاقات العلماء الاعلام للاستفادة منه وماقال المولف فی ص ۲۷،

قال الشیخ عبد الله بن محمد صدقه بن زینی دحلان بالمسجد الحرام۔

" فسبحان من خص مولفه بکمالات الفضائل وخباه لهذا الدهر"۔

وقال فی ص ۳۲

marfat.com

قال الشيخ محمد توفيق الايوبى الانصارى المجاور بالمدينة المنورة :۔

"وارجوا من جناب المؤلف الفاضل ان يشملنى بصالح دعواته فانه مرجوة القبول اذ هوا بفاه الله تعالىٰ من خلص المحبين لهذا الرسول صلى الله عليه وسلم"

وقال فى ص ۴۳

قال امام الشافعيه حسين بن صالح جمل الليل :۔

"انى لاجد نور الله من هذا الجبين"

وقال فى ص ۱۵۴

قال السيد احمد بن السيد اسماعيل الحسينى البرزنجى مفتى الشافعيه بالمدينة المنورة :

"إنى قد وقفت ايها العلامة النحرير والعلم الشهير ذوا لتحقيق والتحرير والتدقيق والتحبير عالم اهل السنة والجماعة جناب الشيخ احمد رضاخان البريلوى ادام الله توفيقه وارتفاعه على خلاصة من كتابك المسمى بالمعتمد المستند فوجدتها على اكمل الدرجات من حيث الاتقان والنقد"

وقال فى ص ۱۶۲ و ۱۶۳

قال صاحب نزهة الخواطر :

يندر نظيره فى عصره فى الاطلاع على الفقه الحنفى وجزئياته بشهد بذالك مجموع فتاواه وكتابه كفل لفقيه الفاهم فى احكام قرطاس الدراهم

marfat.com

الذی الفہ فی مکۃ سنۃ ثلاث و عشرین و ثلاث مائۃ والف"۔

وھذا احسان عظیم علیٰ اھل السنۃ والجماعۃ صان اللہ مصنفہ وجمیع المسلمین من شرور المنکرین الضالین۔

وقد طبع ھذہ النبذۃ العجالۃ مرکزی مجلس رضا وعلیٰ ھذا فان ما یقوم بہ مرکزی مجلس رضا من بیان مناقب اعلیٰ حضرۃ واحوالہ ھو فعل مستحسن مقبول لما فیہ من الارشاد والمواعظ للمسلمین فادعوان یقبلہ اللہ تعالیٰ بقبول حسن وینفع بہ جمیع المسلمین ۔ آمین!

فقیر ظاھر شاہ میاں قادری
مدین (سوات)

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۶ھ

(۴)

حضرت مولانا الحاج پیر محمد اسحاق جان مجددی سرھندی مد ظلہ العالی۔ میرپور خاص

(از اولاد امجاد حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز)

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ وشانہ

فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج نہیں انہوں نے اپنے علم وفضل اور کمال سے علمائے عرب وعجم میں خاص مقام پیدا کیا ہے

marfat.com

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں ایسی شخصیت کا پیدا ہونا یقیناً حضور پاک کے فیضان نظر کا ایک اعجاز ہے۔ شیخ محمد مختار بن عطارد الجادی نے خوب فرمایا :۔

فکانہ من معجزات نبینا صلی اللہ تعالی علیہ وسلم (ص ۲۸)

فاضل بریلوی نے اس فقیر کے دل میں جو اونچی جگہ پیدا کی اس کی وجہ یہی ہے کہ ان کے دل میں حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت تھی جس نے پاک و ہند کی تاریک فضا کو منوّر کر دیا تھا ——— ہمارے پاس اگر کوئی معیار صداقت و شرافت ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے، فاضل بریلوی میں یہ محبت بدرجۂ اتم موجود ہے۔ انہوں نے بہت نعتیں اور منقبتیں لکھیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کا ایک ایک شعر اور ایک ایک جملہ سراپا نعت ہے ؎

شدہ است سینۂ ظہوری پُر از محبت یار
برائے کینۂ اغیار در دلم جا نیست

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان کے دل میں جو مقام تھا اس کا اندازہ اس شعر سے ہو سکتا ہے ؎

حاجیو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

علماء دیوبند اس عاشق رسول علیہ السلام پر اعتراضات کرتے ہیں اور حیرت ہے کہ آپ کو دشمن رسول کہنے سے بھی دریغ نہیں کرتے چناں چہ مولوی حسین احمد مدنی نے ایسا ہی کیا ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ کہا ہے جو رسالے کے آخر میں استدراک کے عنوان سے شامل کر دیا گیا ہے۔ ان الزامات کو پڑھ کر افسوس ہوتا ہے۔ دور جدید کے وہ نوجوان علماء و

marfat.com

طلباء جن کا تعلق مسلک دیوبند سے ہے اور جنہوں نے تصویر کا صرف ایک رخ دیکھا ہے یعنی ایسے اساتذہ و مشائخ کی مخالفانہ کتابیں پڑھی ہیں۔ ان کو اس فقیر کا مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ فاضل بریلوی کی تصانیف پڑھیں اور پھر منصفانہ فیصلہ کریں کہ کیا واقعی آپ ایسے ہی تھے جیسا علمائے دیوبند نے ظاہر کیا ہے یا آپ کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے سراسر غلط ہے؟ ـــــــ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عدل کا حکم دیا ہے چناں چہ فرمایا ہے "اعدلوا" (انصاف کرو!) اس لئے مخالفین کو چاہیئے کہ وہ تعصب و تنگدلی کی تاریکی سے نکلیں ؎

کہ یکے کہ در سنگ نہان ست
زمین و آسمانش آں چنان ست

یہ فقیر مزید مشورہ دیتا ہے کہ مسلک دیوبند کے نوجوان علماء و طلباء پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصانیف کا مطالعہ کریں جو تحقیق کا مرقع ہیں اور تعصب و تنگ دلی سے بالاتر ہیں ۔ انشاءاللہ تعالیٰ ان کی آنکھوں سے پردہ ہٹ جائے گا، اور وہ پکار اٹھیں گے ؎

بصورت تو نگارے نہ آفرید خدا
ترا کشیدہ و دست از قلم کشید خدا

رسالہ ہٰذا کے مؤلف پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب دہلی کے مشہور و ممتاز عالم دین اور روحانی پیشوا حضرت مفتی اعظم ہند الحاج شاہ محمد مظہر اللہ قدس سرہ العزیز (شاہی امام مسجد جامع فتحپوری، دہلی) کے فرزند رشید ہیں جن کی حق گوئی اور بیباکی نے باطل کا سر ہمیشہ نیچے رکھا ــــــــ پروفیسر موصوف گذشتہ پندرہ سال میں ۰۰ سے زیادہ تحقیقی مقالات و مضامین لکھ چکے ہیں اور ایک درجن سے زیادہ کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں اور یہ تمام علمی ذخیرہ شائع ہو چکا ہے ۔حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ اور حضرت فاضل بریلوی

marfat.com

علیہ الرحمۃ پر ان کی تحقیقات ہر مکتب فکر کے علماء میں بنظر استحسان دیکھی گئیں۔ پاک و ہند میں بھی اور بیرونی ممالک میں بھی، آج تک کسی فاضل نے بیک وقت ان دونوں مقدس ہستیوں پر قلم نہیں اٹھایا۔ یہ بات فاضل مؤلف کی اعتدال پسندی کی بین دلیل اور ہمہ گیر مقبولیت کی شاہد ہے ؎

یہ کیفیت اسے ملتی ہے جو جس کے مقدر میں
مئے الفت نہ خم میں ہے نہ شیشے میں نہ ساغر میں

فاضل مولف نے فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے متعلق صرف علماء حجاز کی آراء کو جمع نہیں کیا بلکہ انہوں نے فاضل بریلوی کے افکار و خیالات اور سیرت سے متعلق وہ حقائق پیش کر دیئے ہیں جن سے ان آراء کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اور یہ بات ذہن نشین ہو جاتی ہے کہ آپ کی ذات بابرکات علمی اور روحانی حیثیت سے بہت بلند تھی اور علمائے حجاز حقیقتاً آپ کی علمیت اور فضیلت کے دل سے معترف تھے۔

دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فاضل مؤلف کو شاد و آباد رکھے اور ان سے وہ دینی خدمت لے جس کی اس دور میں شدید ضرورت ہے مولیٰ تعالیٰ مرکزی مجلس رضا کے اراکین کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے کہ وہ نیک دلی اور خلوص کے ساتھ اہل علم میں حضرت فاضل بریلوی کو متعارف کرا رہے ہیں۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

اضعف المومنین
(پیر) محمد اسحاق جان مجددی سرہندی
میرپور خاص

۱۹ مئی ۱۹۷۴ء

marfat.com

(۵)

حضرت مولانا الحاج غلام قادر چشتی اشرفی مدظلہ العالی

۷۸۶
هوالاشرف
۳۷۳

مخدومی جناب حکیم صاحب دامت معالیکم

بصد اخلاص عرض بخدمت اقدس ہے کہ کتاب "مستطاب" فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" نظر نواز ہوئی۔ مطالعہ کیا۔ فاضل مؤلف اور آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں، یہ کتاب پڑھ کر اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز کا مقام ارجمند واضح ہو جاتا ہے اور اعداء کے کذب و افتراء کے جوابات نہایت متانت سے دیئے گئے ہیں۔ حق یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعارف کے سلسلہ میں مرکزی مجلس رضا اور محترم جناب پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مدظلہ نے جو خدمات باحسن وجوہ انجام دی ہیں اور دے رہے ہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان، اس کے حبیب و محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کرم اور خود اعلیٰ حضرت کے فیضان کا نتیجہ ہے کہ آپ کو اس دینی خدمت کیلئے منتخب فرمالیا، جس کی از حد ضرورت تھی۔ الحمدللہ علیٰ احسانہ۔

یہ آپ کی بہت بڑی خدمت ہے اور دنیائے اہل سنت پر احسان عظیم اللہ تعالیٰ قادر و توانا جزائے خیر دے اور ہم خدام اہل سنت کو آپ کے ساتھ تعاون و تناصر کی توفیق بخشے۔ آمین!

فقط والسلام باوف الاحترام

فقیر اشرفی غفرلہ
"الاشرف" لالہ موسیٰ۔ ضلع گجرات

۹-۵-۹۳ھ
۱-۶-۷۳ء

marfat.com

(۱)

سیّد انور علی ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایڈوکیٹ آن ریکارڈ سپریم کورٹ آف پاکستان، ایڈوکیٹ ہائی کورٹ۔ سندھ و بلوچستان کراچی

ترجمہ[۱]

پروفیسر محمد مسعود احمد علما و مشائخ دہلی کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور دہلی کی مشہور و معروف مسجد فتحپوری کے امام مفتی اعظم ہند مولانا مظہر اللہ صاحب کے فرزند ہیں۔ آپ کے والد ماجد اور جد امجد شاہ محمد مسعود سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور فضلا و مشائخ میں سے تھے جن کے معتقدین اور مریدین پاک و ہند میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس شاندار خاندانی پس منظر کے علاوہ جو پروفیسر محمد مسعود کو وراثتاً اپنے اجداد سے ملا ہے۔ وہ ایک روشن دماغ اور حساس قلب کے مالک ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ وہ فطرۃً محقق ہیں اور ہر وقت میدان علم و تحقیق میں شدائد و مصائب جھیلنے کیلئے تیار رہتے ہیں جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں اس پر کمال قدرت رکھتے ہیں اور اس فن سے واقف ہیں کہ موضوع کو بہتر سے بہتر طور پر کس طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ موضوع کے متعلق ان کا انداز فکر حقیقت پسندانہ اور تجزیاتی ہوتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ پہلے سے کوئی فیصلہ نہیں کر لیتے اور نہ بغیر دلائل و شواہد کے کوئی رائے قائم کرتے ہیں۔ بحیثیت مصنف وہ ایک قابل ذکر قدر و منزلت اور شہرت پہلے ہی حاصل کر چکے ہیں۔ جہاں تک مجھے یاد ہے انہوں نے مختلف موضوعات پر تقریباً ایک درجن کتابیں لکھی ہیں جو سب کی سب چھپ چکی ہیں اور ان میں سے بعض کے تو تھوڑے سے عرصے میں کئی کئی اڈیشن شائع ہو گئے ہیں۔

---

[۱] محترم سید انور علی صاحب نے اپنی گرانقدر رائے انگریزی میں تحریر فرمائی ہے۔ یہاں اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ انگریزی تحریر انگریزی رسالہ (زیر تالیف) کے آخر میں دے دی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ظہور

marfat.com

پیشِ نظر کتاب" فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" احمد رضا خاں کے بارے میں بے مثال اضافے کی حیثیت رکھتی ہے۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی دنیائے اسلام کے زبردست عالم اور شیخ طریقت تھے۔" امام اہل سنت" کے نام سے وہ جانے پہچانے جاتے ہیں اور اس مقام کے وہ صحیح طور پر مستحق ہیں۔ عالم اسلام میں آپ کے متبعین اور معتقدین لاکھوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اس فاضلانہ کتاب میں پروفیسر مسعود نے بڑی کامیابی کے ساتھ شک و شبہ سے بالاتر مستند مواد کی بنیاد پر ان جھوٹے الزامات کی تردید کی ہے جو آپ کی شخصیت کے متعلق شکوک و شبہات پیدا کرنے کے لئے آپ کے مخالفین نے لگائے تھے۔ غالباً علوم اسلامیہ میں آپ کے تبحر علمی اور مذہب اسلام میں نومولود فرقہ وہابیہ کے متبعین کے افکار و خیالات کی نشاندہی میں آپ کی استدلالی قوت کی وجہ سے جو دن بدن آپ کی عزت و شہرت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس سے مخالفین جل رہے تھے۔

یہ کتاب مختلف حصوں میں تقسیم کی گئی ہے جس سے موضوع کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے —— ابتدائی حصوں میں جو تقریباً ۹۰ صفحات پر مشتمل تمہیدی اور تعارفی مباحث کے علاوہ احمد رضا خاں کی سوانح پیش کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیائے فانی میں اس روح قدسی نے یہ مادی زندگی کس طرح گزاری اور مسلمانان عالم، بالخصوص پاک و ہند کے مسلمانوں کے لئے حقیقتاً کیا کچھ کیا —— اس میں احمد رضا خاں کے بچپن سے لے کر ان کے شاندار کردار کا بہت سادہ اور دلچسپ طریقے سے جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ تیرہ ۱۳ سال کی عمر میں فتوے لکھنے لگے تھے، تقریباً ۵۰ علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے، مختلف موضوعات پر آپ نے تقریباً ایک ہزار کتابیں لکھیں، ۱۳ سلاسل طریقت میں آپ کو اجازت و خلافت حاصل تھی —— یہ اور اس کے علاوہ دوسری بہت سی تفصیلات بیحد دلچسپ اور دلنشین انداز

ہیں بیان کی گئی ہیں ۔ اس کے بعد صفحہ ۹۱ سے ۱۶۶ تک احمد رضا خاں کی شخصیت اور تصانیف کے بارے میں علماء و مشائخ عرب کی آراء پیش کی گئی ہیں ۔ اس کے بعد ہم کتاب کے بہت اہم اور بنیادی حصے کی طرف آتے ہیں جو تین ابواب پر مشتمل ہے اور جس میں احمد رضا خاں کی مندرجہ ذیل کتابوں کے بارے میں فضلائے عرب کی آراء پیش کی گئی ہیں :۔

(۱) الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیّہ

(۲) حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین

(۳) کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم

ان آراء کے ساتھ ہی پروفیسر مسعود نے ان کتابوں کی تدوین کے متعلق مختصر تاریخ بیان کر دی ہے اور اس ماحول کو بھی پیش کر دیا ہے جس میں یہ کتابیں لکھی گئی تھیں ۔ کتاب کے آخر میں استدراک کے عنوان سے پروفیسر مسعود نے بڑی لیاقت و قابلیت کے ساتھ ان الزامات کی تردید کی ہے جو مولانا حسین احمد مدنی اور مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے احمد رضا خاں کے خلاف اپنی مندرجہ ذیل کتابوں میں لگائے تھے :۔

(۱) الشہاب الثاقب علی المسترق الکاذب

(۲) المہند علی المفند

یہ کتاب مجموعی طور پر اپنے موضوع پر پہلی اور آخری کتاب ہے ، یہ بہت ہی خوب لکھی گئی ہے اور قاری کے سامنے موضوع کو نہایت ہی سادہ ، مدلل اور دلچسپ انداز میں پیش کرتی ہے اور ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرتی ہے جو مخالفین نے اپنی مخالفانہ تصانیف سے پیدا کر دی تھیں اور جنہوں نے احمد رضا خاں کی شخصیت پر پردے ڈال دیئے تھے ۔ اس کتاب کی کامیابی اس حقیقت سے واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن پانچ ماہ کے اندر اندر ختم ہو گیا اور دوسرا ایڈیشن زیر طبع ہے ۔ مجھے اس میں ذرا شک و شبہ نہیں کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائیگا

marfat.com

یہ کتاب زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کرتی جائے گی اور اس کے مصنف کو خوب خوب خراج تحسین پیش کیا جائے گا اور آخر کار یہ کتاب غلط فہمیوں کی گھٹاؤں کو چھانٹنے میں کامیاب ہو جائے گی اور افق علم سے مطلع صاف کر دے گی اور پھر احمد رضا خاں کی شخصیت کا آفتاب آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہو کر فضاؤں کو منور کر دے گا۔ حقیقت میں یہی اس کتاب کی غرض و غایت ہے۔

سید انور علی

کراچی ۱۳ مئی ۱۹۷۴ء

(۲)

پروفیسر ڈاکٹر سید نظیر حسنین زیدی (ایم اے، پی ایچ ڈی) کراچی

برادر محترم و معظم

سلام مسنون!

میں جناب کا اور مرکزی مجلس رضا لاہور کا از حد شکر گزار ہوں کہ مجھ جیسے عاجز انسان کو یاد رکھا اور اس بلند پایہ کتاب کے عظیم علمی سرمایہ سے نوازا۔ میں نے آتے ہی اس کتاب کو شروع کر دیا جس محتاط، مستحکم دلائل کے ساتھ دہلی کی صاف ستھری نتھری زبان میں تمام مضامین عالیہ لکھے گئے ہیں۔ اس کا جواب نہیں ہے۔ میں نے ۵۶ تا ۷۴ صفحات خصوصی طور پر پڑھے اور بار بار پڑھے۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے انا بشر مثلکم' کے مسئلے پر جس عالمانہ اور مدبرانہ انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ اس طرز استدلال کو پڑھ کر یقین مانیے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ کے لئے دل سے دعائیں نکلیں۔

یہ زور قلم اور طرز استدلال بالکل نیا اور اچھوتا ہے، نہ کسی پر چوٹ ہے، نہ کسی پر اعتراض۔ آپ کے اس لفظ' رجعت قہقری' کا جواب نہیں ہے اور کہاں سے کہاں

marfat.com

تک مفہوم کو پہنچا دیا۔

میں جناب کا ایک مرتبہ اور شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں۔ میری جانب سے مرکزی مجلس رضا کو بھی شکریہ پہنچا دیں ۔۔۔ فقط والسّلام

خادم
نظیر حسنین زیدی

(۳)

پروفیسر رحیم بخش شاہین، گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ کالج، راولپنڈی

گورنمنٹ حشمت علی اسلامیہ کالج،
اصغر مال، راولپنڈی
۲۵، مارچ ۱۹۷۴ء   مکرمی و محترمی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے پیشتر جناب عابد نظامی صاحب کے ذریعے کتابوں کی موصولی کی خبر دے چکا ہوں۔ اس کے بعد میں نے آپکی مرسلہ کتابیں "فاضل بریلوی اور ترک موالات" اور "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" غور سے پڑھیں۔ پروفیسر محمد مسعود صاحب نے ان کتابوں کو جس دیدہ ریزی اور محققانہ انداز میں مرتب کیا ہے۔ اس سے میری نظروں میں ان کی وقعت بہت بڑھ گئی ہے۔ پروفیسر صاحب کی محنت کا نتیجہ ہے کہ ہم ایسے لوگ جو اعلیٰ حضرت مرحوم کے بارے میں صرف سرسری اور سطحی معلومات رکھتے تھے۔ اب ان کی فاضلانہ شخصیت سے آگاہ ہو رہے ہیں، میں تو یہ کہوں گا کہ یہ مفید کام آج سے بہت پہلے ہونا چاہیئے تھا لیکن ہمارے علماء نے نہ جانے کیوں ایسے ٹھوس علمی کام کی طرف توجہ نہ دی جس سے اعلیٰ حضرت کے علمی اور اجتماعی کارنامے منظر عام پر آکر بہت سے لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہو سکتے تھے۔ نہ صرف یہ کہ کتابوں کا معیار علمی اور تحقیقی ہے بلکہ

marfat.com

طباعت وغیرہ بھی عمدہ ہے اور سب سے بڑھ کر قابل قدر پہلو مصنف کی پُرخلوص محنت اور مرکزی مجلس رضا کا عزم تبلیغ ہے جس کی بنا پر ایسی قیمتی اور مفید کتابیں عام و خاص کے ہاتھوں تک پہنچ رہی ہیں۔ میں آپ کی مجلس کی باقی ماندہ تصانیف کا منتظر رہوں گا۔

والسلام

آپ کا مخلص ۔ رحیم بخش شاہین

(۴)

پروفیسر فیاض احمد خاں کاوش، شاہ عبداللطیف گورنمنٹ کالج، میرپور خاص (سندھ)

کتاب کے عنوان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے اندر مولٰنا احمد رضا خاں صاحب کی شان میں علمائے حجاز کی آراء نقل کر دی گئی ہوں گی لیکن یہ کام کچھ ایسا مشکل نہ تھا خصوصًا جب کہ اس سلسلے میں کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ان کتابوں سے عام قاری کے ذہن پر وہ خاطر خواہ اثر نہیں ہوتا جو پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی زیر نظر کتاب سے ہوتا ہے کیونکہ اس کتاب میں صرف علمائے حجاز کی آراء کو یکجا نہیں کیا گیا بلکہ اس تاریک پس منظر کو بھی پیش کیا ہے جس میں فاضل بریلوی ابھر کر سامنے آئے۔ مخالفت کی بادِ سموم اور فضائے مسموم کا بھی تجزیہ کیا ہے، جس کے طمانچے کھا کھا کر بڑے بڑے شگفتہ گلاب جھلس جاتے ہیں اور حسین غنچے کھلنے سے پہلے ہی مرجھا جاتے ہیں۔ جب تک اس پس منظر کو سامنے نہ لایا جائے اس وقت علمائے حجاز کی آراء کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔

فاضل بریلوی کے بارے میں علمائے حجاز کی آراء کے تاریخی اور فکری پس منظر کو پیش کر کے فاضل مؤلف نے وقت کے اہم تقاضے کو پورا کیا اور اس کے ساتھ ہی فاضل بریلوی کی سوانح پیش کر کے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

marfat.com

فاضل بریلوی کی گراں قدر خدمات کا جو بوجھ ساری ملت اسلامیہ کے گردن پہ ہے۔ اس سے ملّت سبکدوش تو نہیں ہو سکتی لیکن یہ بڑی احسان فراموشی تھی کہ اسے اب تک شایانِ شان خراج تحسین پیش نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے یہ شخصیت فضلاء و محققین کی نظروں سے اوجھل رہی۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ مفتی اعظم ہندوستان حضرت مولانا شاہ محمد مظہر اللہ علیہ الرحمہ کے نور نظر حضرت مولانا محمد مسعود احمد صاحب کے حقائق نگار قلم سے مالک لوح و قلم نے اس کا آغاز کرا دیا ہے۔

ہماری آج تک کی ساری غفلتوں کا یہ کفارہ تو نہیں ہو سکتا پھر بھی یہ کیا کم ہے کہ حرص و آز کے اس خود غرض تاریک دور میں جب کہ فاضل بریلوی کے مسلک کے اکثر علماء اور اکابرین کوئی دینی کام بغیر دنیوی منفعت کے نہیں کرتے، مادی اغراض نے ان کے قلم کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ ان کو ذرہ برابر احساس نہیں کہ اس سے آگے بھی ان کی کچھ ذمہ داریاں ہیں۔ ان میں سے بعض کو تو رب تعالیٰ نے بڑی صلاحیتوں سے نوازا ہے اور دنیوی حیثیت سے بھی بہت کچھ دیا ہے لیکن افسوس اس کے باوجود کچھ لیے بغیر کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ اس دنیا طلبی کا نتیجہ ظاہر ہے۔ کھوٹے سکے بازار میں خوب چل رہے ہیں اور کھرے کھوٹے کی کوئی تمیز ہی نہ رہی۔ تمیز ہو تو جب ہو کہ کھرا مال بازار میں آئے۔ طالب کی طلب کتنی ہی صادق کیوں نہ ہو لیکن بازار میں اسے کھوٹا ہی مال ملے گا۔ اس قدر جھوٹ بولا گیا ہے کہ اب جھوٹ ہی کو سچ سمجھا جانے لگا ہے۔

خدا کرے تن پروری اور تن آسانی کے اس دور اور اس خود غرض ماحول میں پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی یہ خالص علمی تحقیق جس نے کھرا کھوٹا الگ کر دکھایا ہے علمائے اہل سنت کے لئے تازیانۂ غیبی ثابت ہو اور علمائے حق میدانِ تحقیق میں نئی آب و تاب کے ساتھ قلم کی جولانیاں دکھائیں۔ آمین! بلاشبہ فاضل مؤلف کی یہ تصنیف شاہراہ تحقیق و تدقیق کا سنگ میل بھی ہے اور منزل حق کے متلاشی قافلوں

marfat.com

کے لئے مینارۂ نور بھی ——— اس کے ساتھ ساتھ رہبران دین حق کے لئے دعوت تحقیق و تدقیق بھی ع

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

مرکزی مجلس رضا لاہور قابل صد مبارکباد ہے کہ اس نے ایسی علمی و تحقیقی کتاب شایان شان طریقے سے پیش کی ۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا، آمین !

احقر فیاض احمد خاں کاوش

۲ مئی ۱۹۷۴ء

میرپور خاص (سندھ)

(۵)

جناب عبد المجید حامی معاون پروگرام آفیسر سکریٹریٹ اقوام متحدہ بنکاک تھائی لینڈ

بنکاک
۱۵ اپریل ۱۹۷۴ء

جناب محترم حکیم صاحب مدظلہ

السلام علیکم !

میں نے آپ سے پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب کی تازہ تصنیف کے لئے بھی گذارش کی تھی، جس کا عنوان ہے ۔" فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں "۔ الحمد للہ یہ مفید اور پر از معلومات کتاب مجھ تک پہنچ گئی ہے اس کے مطالعہ سے بہت محظوظ ہوا ہوں اور پروفیسر صاحب کی محنت کی داد دیتا ہوں ۔ کتاب مرکزی مجلس رضا کی جانب سے بحری ڈاک میں موصول ہوئی ہے ۔ اراکین مجلس کی خدمت میں سلام عرض ہے ۔

والسلام مع الاحترام
طالب دعا عبد المجید

marfat.com

(۶)

جناب محمد الیاس صاحب۔ چیشائر (CHESHIRE) انگلینڈ

ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود صاحب مدظلہ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی سے متعلق جو دو کتابیں (فاضل بریلوی اور ترک موالات اور فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں) لکھی ہیں، وہ میں نے بار بار پڑھیں اور ہر بار ایک نیا لطف آیا اور بار بار پڑھنے پر بھی طبیعت سیر نہیں ہوئی، پھر پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر اب تک جو کام کیا ہے وہ لائق صد تحسین ہے اور جو کام وہ کر رہے ہیں یا آیندہ کریں گے، اس کی قدر ہمارے دلوں میں ہوگی۔ ڈاکٹر صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ جو کام آج سے نصف صدی پہلے پایۂ تکمیل کو پہنچ جانا چاہئے تھا وہ اب ان کے ہاتھوں تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب اور اراکین مرکزی مجلس رضا لاہور کو اس عظیم الشان کارنامہ کا اجر جزیل عطا کرے اور آیندہ بھی بیش از بیش خدمات سرانجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔!

والسلام

محمد الیاس

۱۸-۳-۷۴ء

(۷)

ہل یونی ورسٹی۔ انگلینڈ —— پروفیسر عزیز اللہ

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تصانیف، کمالاتِ علمیہ اور خدمات دینیہ پر تحقیقات کی حوصلہ افزائی فرمانا اور اس سے عوام و خواص کو صحیح طور پر تعارف کرانا صرف اہل سنت و جماعت کی خدمت کرنا ہی نہیں بلکہ اصل میں آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے دیئے ہوئے صحیح دین کی اشاعت کرنا اور اور حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذہب کی صحیح نمایندگی کرنا ہے۔ اعلیحضرت کے متعلق جب بھی کوئی کتاب شائع کریں تو بندہ کو ضرور یاد رکھے گا ممنون ہوں گا۔ والسلام

اخفر۔ عزیز اللہ

marfat.com

مجلّات

(۱)

ماہنامہ فیض رضا (لائل پور)۔ شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء، ص ۲۱ و ۲۲

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں پڑھنے کے بعد ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے بارے میں یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ انہوں نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں پھیلائی جانیوالی غلط فہمیوں کو دور کر کے حقائق کو واشگاف کرنے کا علمی اور ملّی فریضہ کما حقہٗ پورا کر دیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلانے میں عوام ہی نہیں بلکہ مشاہیر کا نام بھی شامل ہے۔ اس سلسلے میں مولانا حکیم عبدالحئی لکھنوی، مولوی عبدالرزاق ملیح آبادی، رئیس احمد ندوی، شیخ محمد اکرام مولوی حسین احمد مدنی وغیرہم خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ فاضل مصنّف نے ان مخالفین کے تمام اعتراضات اور ان کی طرف سے پھیلائی جانے والی تمام غلط فہمیوں کا اعلیٰ حضرت ہی کی تصانیف سے جواب دینے اور ازالہ کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔

فاضل مؤلف نے کتاب زیرِ نظر میں "تجلیات حرمین" کے زیرِ عنوان مکۃ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے جلیل القدر علمائے کرام کی اعلیٰ حضرت کے بارے میں آراء مبارکہ درج فرمائی ہیں ——— فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" ——— حجاز مقدس کے علماء کی نظر میں اعلیٰ حضرت کی جو قدر و منزلت ہے اس کا اظہار ہے علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت کی تصانیف مبارکہ ——— "الدولۃ المکیہ"

marfat.com

"حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین"، "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" پر علمائے عرب و عجم کی جو قیمتی اور ایمان افروز تقاریظ ہیں وہ بھی درج کی گئی ہیں۔ ان تقاریظ کو پڑھنے کے بعد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی شخصیت مکمل طور پر سامنے آجاتی ہے۔

فاضل مصنف نے جس محنت و کاوش کے ساتھ اپنی تحقیق کو سلجھے ہوئے انداز سے پیش کیا ہے وہ لائق ستائش ہے۔ اس سے پہلے پروفیسر صاحب "فاضل بریلوی اور ترک موالات" لکھ کر حلقۂ علماء و فضلاء سے داد و تحسین وصول کر چکے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ پروفیسر صاحب کی یہ تالیف بھی بنظر استحسان دیکھی جائے گی اور علمی و ادبی حلقوں میں پذیرائی حاصل کرے گی۔

(۲)

ماہنامہ رضائے مصطفےٰ (گوجرانوالہ) شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء، ص ۲۱

زیر نظر کتاب کا موضوع اس کے نام ہی سے ظاہر ہے اور نفس موضوع کے لحاظ سے فاضل مصنف نے اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منصب مجددیت، بلند پایہ علمی مقام و شان فقاہت کے متعلق علماء حجاز کے تاثرات و ارشادات کو تین ابواب میں دل نشیں انداز میں قلم بند فرمایا ہے اور ان معرکۃ الآرا مسائل پر روشنی ڈالی ہے جن پر علمائے حجاز نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔

اور مزید برآں اعلیٰ حضرت کی حیات مبارک، علوم کثیرہ میں آپ کی مہارت اور آپ کے خلاف معاندین کے غلط پراپیگنڈا پر بھی سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے اور اس قدر علمی و تاریخی مواد کے باوجود کتاب کا ہدیہ صرف دعائے خیر بحق معاونین مرکزی مجلس رضا ہے۔

marfat.com

(۳)

ماہنامہ انوار الصوفیہ (قصور) شمارہ دسمبر ۱۹۷۳ء، ص ۳۲

زیر نظر کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس بات کا آئینہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و عملی اور نظری و فکری فضیلت و برتری کا سورج نہ صرف ہندو پاک کو اپنی نورانی شعاعوں سے روشن کر رہا ہے بلکہ ان شعلوں نے اہل عرب اور اہل حجاز کو علمی اور نظری و فکری لحاظ سے مستنیر کیا ہے۔ وہاں کے اکابر و فضلا نے آپ کی تصنیفات و تالیفات اور آپ کی تحقیق اور تدقیق سے متاثر ہو کر آپ کی مدح نہایت پاکیزہ الفاظ میں کی ہے۔ مثلاً شیخ اسمٰعیل علیہ الرحمہ (حافظ کتب الحرم مکۃ معظمہ) نے آپ کے حق میں لکھا ہے:۔

"میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ
وہ اس صدی کا مجدّد ہے تو بے شک حق و صحیح ہے۔"

اسی طرح حرمین الشریفین کے متعدد علما، کی شہادتیں اور مدائح اس کتاب میں مرقوم ہیں۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت کی زندگی کے کئی دیگر پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ کتاب بہت مفید اور دلچسپ ہے۔

(۴)

ماہنامہ ضیائے حرم (لاہور) شمارہ جنوری ۱۹۷۴ء، ص ۹۵

"پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دینی مشن اور آپ کی ذات گرامی کے سلسلے میں جو کام شروع کر رکھا ہے یہ کتاب اس کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔ پروفیسر صاحب نے اس میں اعلیٰ حضرت کی زندگی کے حالات درج کرنے اور ان اعتراضات کا ردّ کرنے کے علاوہ جو عام طور پر کئے جاتے رہے ہیں، علمائے حجاز کی وہ آراء جمع

marfat.com

کر دی ہیں جو آپ کے دینی رسائل پر تقاریظ اور تبصروں کی صورت میں شائع ہوتی رہی ہیں اور یوں یہ کتاب اس بہترین حیثیت کی حامل بن گئی ہے کہ اس کے مطالعے سے اعلیٰ حضرت کے مسلک و مقام اور ذات کے بارے میں قریب قریب تمام پہلو نمایاں ہو جاتے ہیں۔

(۵)

ماہنامہ ترجمان اہل سنّت (کراچی) شمارہ جنوری ۱۹۷۰ء، ص ۴۳ و ۴۴

مرکزی مجلس رضا لاہور نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم تجدیدی کارناموں سے امّت مسلمہ کو متعارف کرانے کا جو قابل قدر سلسلہ شروع کیا ہوا ہے "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" اس سلسلے کی ایک حسین اور متین کڑی ہے۔ مرکزی مجلس رضا کے فاضل اور باسلیقہ اراکین نے نشر و اشاعت کے میدان میں جو اعلیٰ معیار قائم کیا ہے اور جس میں وہ مسلسل ترقی کی راہوں پر گامزن ہیں اس پر انہیں جس قدر مبارک باد بھی پیش کی جائے وہ کم ہے۔ اعلیٰ حضرت کے کلام پیش کرنے میں جدّت کے عنصر پر بزرگوں کا چیں بر جبیں ہونا کوئی نئی بات نہیں۔ نوجوان فضلاء کو غیر ضروری مباحث میں مصروف ہونے کے بجائے اپنی پر خلوص کوششیں آگے بڑھاتے رہنا چاہئیں۔

جہاں تک کتاب کا تعلق ہے اس کی بنیاد اعلیٰ حضرت کی مندرجہ ذیل کتب ہیں:۔

۱۔ الاجازات المتینہ لعلماء بکۃ والمدینہ

۲۔ الفیوضات المکیہ لمحب الدولۃ المکیّہ

۳۔ حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین

۴۔ کفل الفقیہ الفاهم فی احکام قرطاس الدراهم

ان کتابوں پر علماء مکہ و مدینہ (زادھما اللہ شرفا) نے جو تقریظات ثبت فرمائیں اور فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو عظیم خطابات سے نوازتے ہوئے جو خراج عقیدت پیش کیا ہے اگر اسے تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھا جائے تو فاضل بریلوی کا حقیقی مقام دل میں اتر سکتا ہے

marfat.com

فاضل مؤلف نے اعلیٰ حضرت کے بارے میں علماء حجاز کے خیالات کے تراجم پیش کئے، ملاقاتیں ذکر کی ہیں، بدعقیدہ لوگوں نے اعلیٰ حضرت کے خلاف جو مکر و فریب کیا اس میں ان کی ناکامی کا حال بیان کیا ہے۔ مستزاد یہ کہ مستند حوالہ جات سے اعلیٰ حضرت کی زندگی کے اہم گوشوں کو پہلی مرتبہ ناظرین کے سامنے پیش کیا ہے۔ دل تو چاہتا ہے کہ کتاب کی ایک ایک سطر پر تبصرہ لکھوں مگر اس طرح خطرہ ہے کہ وہ تبصرہ شرح میں تبدیل ہو جائے گا۔ اس لئے نہایت اختصار کے ساتھ اتنا عرض کر سکتا ہوں مذکورہ کتاب فن سوانح نگاری کے اعتبار سے اعلیٰ حضرت کی حیات طیبہ پر پہلی کتاب ہے سینکڑوں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب و مجلات کے مستند حوالہ جات سے مرصّع یہ عظیم کتاب اہل سنت وجماعت کے لئے ایک نادر تحفہ ہے، خدا مصنف کو تمام اہلسنت کی طرف سے اجر جزیل عطا فرمائے اور انہیں عمر خضر عطا فرمائے۔

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے امت مسلمہ کے لئے اتنے ہیرے جواہرات میراث میں چھوڑے ہیں جن کی ترصیع و تزئین کے لئے رجال کار ڈھونڈے سے نہیں ملتے اِلّا ماشاء اللہ۔ بہرحال اب اچھی ریت پڑ چکی ہے اور نوجوان فضلاء اپنے اسلاف کی عظمتوں کے سکے ثبت کرنے میں کامیاب ہوتے جا رہے ہیں۔

آخر میں اہل سنت کے مخیر حضرات سے استدعا کروں گا کہ اس کتاب کو مختلف زبانوں میں شائع کر کے دنیا بھر میں عام کر دیں۔

نوٹ: ترجمان اہلسنت کے اعلیٰ حضرت نمبر (مارچ ۱۹۷۴ء) کے صفحہ ۸۰ پر بھی اس تبصرے کے بعض حصے نقل کئے ہیں۔ ظہور

(۶)

ماہنامہ فیض الاسلام (راولپنڈی) شمارۂ فروری ۱۹۷۴ء ص ۴۴

یہ کتاب جیسا کہ نام سے ظاہر ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بارے میں ہے، یہ کتاب اپنے گوناگوں مضامین اور تحقیقی مقالوں کی وجہ سے مولانا احمد رضا

marfat.com

خاں بریلوی کے بارے بیں معلومات کا ایک خزانہ ہے۔ اس میں مولانا کی سوانح حیات میں ان کی تصانیف پر ہلکی سی روشنی ڈالی گئی ہے۔ علمائے حجاز کے خطوط اور ان تحریریں سے وہ اقتباسات ہیں جن میں مولانا موصوف کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، اور ان کی علمی اور دینی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے۔ خود مولانا کی تحریروں کے اقتباسات ہیں جن میں انہوں نے زیارت حرمین کے دوران اپنے جذبات قلبی کا اظہار کیا ہے۔ اس مسلک سے تعلق رکھنے والے اصحاب کے لئے یہ کتاب بھی خصہ صبت سے قابل مطالعہ ہے۔

(۷)

ماہنامہ الحسن (پشاور) شمارہ دسمبر ۱۹۷۴ء

مسعود ملت، فاضل جلیل مولانا محمد مسعود احمد صاحب (ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی) ہندوستان کے مشہور عالم و فقیہہ صاحب فتاوی مسعودی حضرت مولانا مفتی شاہ محمد مسعود نقشبندی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور صاحب فتاویٰ مظہری حضرت مولانا مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ رحمتہ اللہ علیہ خطیب شاہی جامع مسجد فتحپوری دہلی کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کی کتاب "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" علمی اور تحقیقی نقطۂ نظر سے حضرت مولانا مفتی محمد احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی اور فضائل و مناقب پر پہلی عالمانہ اور فاضلانہ تصنیف ہے۔

مؤلف محترم قبل ازیں "فاضل بریلوی اور ترک موالات" اور دیگر بلند پایہ علمی، ادبی اور تحقیقی کتابیں تصنیف فرما چکے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق ادیب اور بیباک محقق ہیں۔ محققانہ انداز بیان آپ کا طرۂ امتیاز ہے جس سے آپ علماء میں ممتاز نظر آتے ہیں۔

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے اپنی کتاب میں اس جلیل القدر ہستی کا کما حقہ تعارف کرایا ہے۔ ابتداء میں سخن ہائے گفتنی کے عنوان سے ان بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے جو فاضل بریلوی کے متعلق عوام و خواص میں پیدا کر دی گئی

marfat.com

ہیں ——— پھر فاضل بریلوی کی جامع و مستند سوانح حیات پیش کی ہے جس سے ان کی سیرت کے حقیقی خد و خال سامنے آجاتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہد کے جلیل القدر عالم تھے ——— اس کے بعد علمائے عرب کی تقاریظ سے اقتباسات پیش کرتے ہوئے علمائے حجاز کی نظر میں فاضل بریلوی کے مقام و مرتبے کا نظارہ کرایا ہے جو واقعی قابلِ دید ہے اور آخر میں استدراک کے عنوان سے ان غلط بیانیوں کی تحقیق کی ہے جو علمائے حجاز پر فاضل بریلوی کے تاثر کو زائل کرنے کے لئے شائع کی گئی تھیں۔ اس تحقیق میں فاضل مؤلف کے پیشِ نظر کسی کی تنقیص نہیں یہ الگ بات ہے کہ جب حقائق سامنے آتے ہیں تو باطل کا پردہ چاک ہونے لگتا ہے۔ یہ بات یقیناً ان لوگوں کے لئے تکلیف دہ ہوگی جنہوں نے شکوک و شبہات پیدا کر کے عوام و خواص کو فاضل بریلوی سے بدظن کیا ہے ——— مجموعی طور پر یہ کتاب فاضل مؤلف کی بالغ نظری و وسعت علمی اور عالمانہ بصیرت کی دلیل ہے اور ایک علمی و تحقیقی یادگار ہے جو رہتی دنیا تک فاضل بریلوی کی یاد دلاتی رہے گی۔

فاضل مؤلف نے یہ کتاب لکھ کر عام مسلمانوں خصوصاً اہل سنّت و جماعت پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ ان شاء اللہ یہ کتاب حق پسند قلوب کے لئے تریاق و اکسیر ثابت ہوگی۔ مخالفین کو بھی ممنون ہونا چاہیئے کہ فاضل مؤلف نے ان کی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کر کے بدگمانی اور بدخواہی کے گناہ کبیرہ سے نجات بخشی۔ یہ کتاب معتقدین سے زیادہ مخالفین کے لئے قابل مطالعہ ہے۔ امید ہے کہ موافق و مخالف طبقوں میں اس کتاب کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا جائے گا، فراخ دلی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے گا اور حقائق کے اعتراف میں دریغ نہ کیا جائے گا۔ اراکین مجلس رضا قابل صد مبارک باد ہیں کہ وہ ایسی تحقیقی کتابیں محض رضائے الٰہی کے لئے شائع کر رہے ہیں اور مفت عنایت فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالے ان کو اجر جزیل عطا فرمائے آمین! اور فاضل مؤلف کے

marfat.com

درجات بلند فرمائے اور بطفیل حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیش از بیش کامیابیاں عطا فرمائے۔ آمین !

نوٹ : یہ تبصرہ ذرا مفصل ہے، فاضل تبصرہ نگار جناب تاج محمد صدیقی القادری نے اس کا خلاصہ پشاور سے ارسال فرمایا تھا جو شامل اشاعت کر دیا گیا تفصیلات ماہنامہ الحسن (پشاور) میں ملاحظہ فرمائیں۔ ظہور

---

marfat.com

اخبارات

(۱)

ہفت روزہ الہام (بہاول پور) شمارہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۳ء ص ۵، ک ۱ تا ۴

فاضل مؤلف نے اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی کی علمی شخصیت کو بڑے مؤثر انداز میں اجاگر کیا ہے۔ انہوں نے زیر تبصرہ کتاب میں صرف وہ واقعات ہی نقل نہیں کر دیئے ہیں جن سے علمائے حجاز کی نظر میں اعلیٰ حضرت کے تبحر علمی کی قدر و منزلت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ مخالفین کے اس پروپیگنڈے کی علمائے حجاز کی تحریروں سے قلعی کھول کر رکھ دی ہے کہ اعلیٰ حضرت کو حجاز میں کوئی علمی مقام حاصل نہیں ہو سکا۔ کتاب از اوّل تا آخر تحقیق و تدقیق کی آئینہ دار ہے۔ مرکزی مجلس رضا لاہور مبارکباد کی مستحق ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے ان علمی کارناموں کو منصۂ شہود پر لا رہی ہے جن سے علمی حلقے اب تک متعارف نہیں تھے۔ زیر نظر تالیف اس سلسلے کی ساتویں کتاب ہے اور یہ بات اراکین مجلس رضا کے حق میں وجہ افتخار ہے کہ وہ اپنی تمام مطبوعات اہل علم کو مفت پیش کرتے ہیں۔

نوٹ: یہ تبصرہ اخبار کے چار کالموں پر پھیلا ہوا ہے، ہم نے یہاں صرف چوتھے کالم کا اقتباس پیش کیا ہے۔ تفصیلات اخبار مذکور میں مطالعہ فرمائیں۔

ظہور

marfat.com

(۲)

ہفت روزہ تاجر (کراچی) شمارہ ۲۲ جنوری ۱۹۷۴ء ص ۳، ک ۱ تا ۴

مجموعی طور پر " فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں " ایک علمی خزانہ ہے اور فاضل مصنف کی نجات کے لئے یہی ایک تصنیف کافی ہے۔ اسی طرح معاونین مجلس رضا قابل مبارک باد ہیں کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے عامۃ المسلمین کو ایک گم شدہ بے بہا خزانہ فراہم کیا ہے جس کی قدر و قیمت کا اندازہ لگانا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس دور میں جو کہ الحاد و بے دینی کا دور ہے ایسی کتابوں کو پڑھا لکھا طبقہ نوجوان سے زیادہ عزیز سمجھ کر اس خزانے کی حفاظت کر سکتا ہے، لیکن نئی پود ان کتابوں کی متحمل نہیں ہو سکتی اس کے لئے اگر معاونین مجلس رضا چاہیں اور فاضل مصنف اس کی اجازت دیں تو اس کتاب کو علیحدہ علیحدہ باب کی مناسبت سے چھوٹی چھوٹی کتابوں کی صورت میں شائع کرا کر زیادہ سے زیادہ شمع اسلام کے پروانوں تک ان کتابوں کو پہنچایا جا سکتا ہے۔

(۳)

ہفت روزہ اشاعت روزنامہ امروز (لاہور) شمارہ ۱۰ فروری ۱۹۷۴ء، ص ۲، ک ۸

فاضل بریلوی سے مراد امام اہل سنت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں قادری ہیں جن سے کہ بریلوی مسلک خیال منسوب ہے، فاضل مصنف کو یہ شکایت ہے کہ مخالفین نے تحریر و تقریر کے ذریعہ فاضل بریلوی کی شخصیت کو ایسا مسخ کر کے پیش کیا ہے کہ سنجیدہ انسان اس طرف رخ کرتے جھجکنے لگا۔ چنانچہ اس کتاب میں ان کی شخصیت کے حقیقی خد و خال دیکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور خود ان کی تصنیفات سے ان کے افکار و خیالات پیش کئے گئے ہیں۔

پروفیسر مسعود کے نزدیک فاضل بریلوی کے متعلق عوام و خواص میں کچھ اس طرح کی غلط فہمیاں مروج ہیں یعنی وہ بہت سخت گیر تھے، مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق میں بہت بیباک تھے، محرمات و منکرات کی مسلمانوں میں ترویج کرتے تھے اور رسولِ اکرم

marfat.com

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذات باری کے مساوی سمجھتے تھے۔ مصنف نے ان سب غلط فہمیوں کا تجزیہ کر کے بتایا ہے کہ وہ صحیح نہیں اور فاضل بریلوی کے اقوال کو ان کے صحیح سیاق و سباق سے الگ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

مثال کے طور پر وہ شاہ اسمٰعیل شہید کی بعض عبارتوں پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "علماءِ محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے" اور یہ کہ "ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار (یعنی کافر کہنے) سے کف لسان (یعنی زبان روکنا) خود مختار و مناسب ہے۔" اسی طرح انہوں نے عرس و میت وغیرہ کے لئے کھانا پکانے کی بلا شرط اجازت نہیں دی۔

کتاب کا ایک باب فاضل بریلوی کی سوانح حیات پر ہے اس میں آپ کے خلفاء اور شاگردوں کے بھی نام دئیے گئے ہیں۔ آپ کی پچاس مختلف علوم و فنون پر کوئی ایک ہزار کے قریب تصنیفات ہیں۔

آخر کتاب میں آپ کے بارے میں علماء حجاز کی آراء درج ہیں اور پھر اس زمانے میں ان میں اور علمائے دیوبند کے درمیان بعض مسائل کے بارے میں جو بحثیں ہوئیں ان پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

(۴)

ہفت روزہ نوائے ملت (مردان) شمارہ ۱۶ فروری ۱۹۷۴ء، ص ۳، ک ۱ و ۲

مؤلف نے بڑی عرق ریزی سے علمائے حجاز کے افکار و آراء جمع کر کے اس کتاب میں حسن ترتیب کے ساتھ پیش کئے ہیں جن میں فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے اور ان کے فضائل و کمالات کا تہہ دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مؤلف جناب محمد مسعود احمد ملک کی جانی پہچانی ایک علمی اور ادبی شخصیت ہیں اور اس سے پہلے انہوں نے "فاضل بریلوی اور ترک موالات" کے نام سے ایک

marfat.com

پُر مغز مقالہ قلم بند کر کے کتابی صورت میں شائع کیا تھا۔ وہ ایک محقق اور کامیاب مؤلف ہیں اور فاضل بریلوی کے حلقۂ عقیدت کی نظروں میں ان کی تالیفی سرگرمیاں یقیناً مشکور ہیں۔

(۵)

روزنامہ نوائے وقت (لاہور) شمارہ ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء، ص ۴، ک ۷، ۸

مرکزی مجلس رضا لاہور حضرت فاضل بریلوی کی تعلیمات کی نشر و اشاعت کو جس موثر ذریعے سے سرانجام دے رہی ہے، بلاشبہ یہ اراکین مجلس کا جذب و عشق ہے۔ انہوں نے حضرت کے مشن کو عام کرنے میں جتنا کام کیا ہے اس کا اندازہ ان کتب کی اشاعت اور مفت تقسیم سے ہوجاتا ہے جو پاکستان کے علاوہ بے شمار مسلم ممالک میں ہوتی ہے۔

زیر تبصرہ کتاب میں پروفیسر مسعود صاحب نے نہ صرف حضرت کے بارے میں علمائے حجاز کی آراء کو نقل کیا ہے بلکہ ان عقائد اور اوہام کے بارے میں بھی حضرت کی رائے کو پیش کیا ہے جن سے سواد اعظم کا ایک بڑا طبقہ متاثر ہوتا ہے یا عام مسلمان جن (اوہام) میں ملوث ہوتے ہیں۔ اس طرح مسائل و عقائد کے ردّ اور اثبات کے کئی پہلو سامنے آجاتے ہیں۔ حضرت فاضل بریلوی کا تعلق جس دَور سے تھا ان دنوں مناظرانہ رنگ عام ہو چکا تھا لہٰذا کتاب کو اسی پس منظر میں پڑھنا چاہیئے تاکہ اس کی افادیت بلحاظ کلام نہ رہ جائے۔

marfat.com

تاثرات

مجاہدِ ملت ضیغمِ اسلام مولانا عبد الستار خان نیازی مُدّ ظِلُّہٗ العَالی

عمرہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات　　تا ز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی معرکتہ الآرا تالیف "فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں" کا میں نے جستہ جستہ مطالعہ کیا ہے۔ بلا مبالغہ اہل سنت کے لٹریچر میں یہ ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

اعلیحضرت مجدد مائتہ حاضرہ متکلم اسلام مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی خدمات اور آپ کے تاریخی کردار کے متعلق جدید روشنی کے علما نے نہ صرف غلط فہمیوں کے دبیز پردے حائل کر رکھے تھے بلکہ یہ تاثر پھیلا دیا تھا کہ آپ قدامت پرست، تفرقہ باز، شدید المزاج عالم دین تھے جو ہر وقت تکفیر کا لٹھ گھما کر اپنے مخالفین کو ذلیل و رسوا کرنے میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے اور عہد حاضر کے تقاضوں سے قطعاً نا واقف اور نابلد تھے۔ پروفیسر صاحب نے ان تمام تعصبات کو حقایق کی قوت کے ساتھ ختم کر دیا ہے۔

جمیعت علمائے پاکستان، مرکزی مجلس رضا لاہور اور جماعتِ اہل سنت کی مجاہدانہ سرگرمیوں نے مخالفین کی پھیلائی ہوئی وسوسہ اندازیوں کا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا ہے اور قدیم و جدید روشنی کے علماء کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ع

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

حتیٰ کہ اعلیحضرت سے شدید اختلاف رکھنے والے حضرات کو آپ کے علم و فضل، غیرتِ ایمانی اور سیاسی تدبر کا اقرار کرنا پڑا ہے اور یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ آپ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، علم کلام، تصوف اور سیاسیات ملکی میں فضل و کمال اور مہارتِ تامہ رکھتے تھے۔

منصب نبوت (OFFICE OF THE PROPHET) اختیار و اقتدار نبوت
(AUTHORITY OF THE PROPHET)

marfat.com

اور سلطنت نبوت (JURISDICTION OF THE PROPHET) کو اعلیحضرت نے جس محققانہ انداز میں بیان کیا ہے اس سے عقل ناقص کے تمام معیار اور زمان و مکان کی تمام وسعتیں تنگ دامانی کا اقرار کرنے پر مجبور ہیں۔ قادیانیت، بہائیت اور اشتراکیت کے فتنوں کا سدباب بھی اس طرح ہو سکتا ہے کہ "لِلعالمین نذیرا" کی حکمت کو محسوس کرتے ہوئے "امکان نظیر" کے تصور کو تہس نہس کر کے ختمیت احکام رسالت کو قطعیت فرامین کتاب (قرآن) کے بعد آئین و قانونِ شریعت کا اہم اور مثبت بنیادی اصول تسلیم کر لیا جائے اگر روزِ اول سے اس عقیدے پر ساری ملت کا غیرت مندانہ اتحاد ہوتا اور تمام فرقے سوادِ اعظم کی قیادت کو تسلیم کرتے ہوئے ناموس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مؤثر اقدامات کرتے تو یہ تمام فرقے اپنی موت آپ مر جاتے۔ آئندہ بھی اگر ملک و ملت کے تحفظ کا کوئی مضبوط و مستحکم سامان فراہم ہو سکتا ہے تو صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہم عشقِ رسالت مآب میں سرشار ہو کر علامہ اقبال کی ہمنوائی میں یہ نعرہ بلند کریں ؎

عشق است امام من عقل است غلام من   من بندۂ آزادم عشق است امام من

پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب نے جہاں مخالفین کے اعتراضات کا معقول جواب دیا ہے۔ وہاں مثبت طور پر بیان کیا ہے کہ اعلیحضرت ایک نہایت ہی بالغ نظر، متوازن الفکر اور معتدل المزاج مفکر اسلام تھے جنہوں نے علم و کمالات نبوت کو توحید ربانی کا عکس قرار دیا علم غیب پر ایسے محتاط انداز میں لب کشائی کی کہ مخالفین ایک دفعہ تو دم بخود ہو کر رہ گئے اور خود ساختہ الزامات کی بیہودگی اور نامعقولیت ان کے سامنے الم نشرح ہو گئی۔ پھر علماء حجاز کے مفصل بیانات فتاویٰ اور اعلیحضرت سے بیعت کے تذکرہ نے ثابت کر دیا کہ اجماع امت کس طرف ہے اور کون حق و صداقت کا علمبردار ہے بلاشبہ یہ مرتبہ اعلیحضرت کے فکر کو حاصل ہے۔

ہم پروفیسر صاحب کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اعلیحضرت کو اہل علم کے سامنے پوری شان و دبدبہ کے ساتھ روشناس کرایا میری دعا ہے کہ پروفیسر صاحب کی مساعی عند اللہ مقبول اور عند الناس مشکور ہوں اور انہیں اسلام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عطا ہو۔

۲-۱۰-۷۸ء

marfat.com

Professor Dr. Muhammad Masood Ahmad is a well-known prolific writer who created his position by virtue of intuition inharitance and nature. He has trained himself in the art of writing and producing original works of research. By proper application and industry in research has developed a style of his own. naturally coupled with his independent thinking based upon research material.

The book under review "FAZIL BARELVI ULEMA-E-HIJAZ KI NAZAR MAIN" is unique in the history of literature on Ahmad Reza Khan of Bareily, the great mystic and scholar of Indo-Pak subcontinent of the Muslim World. He is known as IMAM-E-EHL-E-SUNNAT. In this book Prof. Masood Ahmed has tried successfully to dispel the various doubts created by the opponents of Maulana Ahmed Reza Khan. Thus the confusion created regarding his personality was dispelled by the eccellent presentation of the matter.

The book has been divided into three chapters dealing with the different aspects of the subject. The first Chapter deals with the early life of Maulana Ahmed Reza Khan Bareilvi and his intellectual atainments at the tender age of thirteen. It is stated therein that he was not expert in 54 subjects and wrote about a thousand books on different topics. The second Chapter relates to the opinions of various learned scholars and spiritual leaders of Arabia relating to the person and the works of Maulana Ahmed Reza Khan which spread from page 91 to 166. The third Chapter is of basic importance, dealing with the opinions of learned scholars of Arabia regarding the three fundamental works of Maulana Ahmed Reza Khan (May Allah blsss him), (1) Al-daulat-ul-Makia-bil-mada-til-ghaibiah, (2) Hussamul haramain-ala-minhar-il-kufree-wal-mayn, and (3) Kiflul-fiqih-ul-fahim-fi-ehkaam qirtasud-daraahim. The chapter under diseussion also gives the brief history of these compilations as well as the circumstances under which they were compiled.

The last chapter deals with the title "Istidraak". Comprehension and consequent deductions and conclusions derived. Prof. Masood and erudite scholar of repute. very miscrosceopically deals with and finally disproves the allegations which Maulana Hausain Ahmed Madni and Maulana Khalil Ahmed Ambehtvi made against Maulana Ahmed Reza Khan in their books "As-shihab-us-saaqib" a-lul-mustar-qul-kaazibah" and Al-Muhunaa 'a-la'-Maufu'nd" respec-

marfat.com

tively. To my mind, the case of these learned Ulema needs to be deal within its proper his-torical perspectivism. It is stated that Maulana Ahmed Reza Khan deserves a better place in the history of Indo-Pak sub-continent of the Muslim world. The scholars and searchers after truth can be in a position to produce better historical material in the light of the currents, under-currents and psychysie currents let loose by the Britishers at that time to perpatuate their "divide and rule" policy and play upon the suggestibility of the innocent sentiments of the Muslims to gain their end. Moreso, the role of the majority of Hindu dominent society was a definite hinderance for the Muslims. But inspite of the above facts one aspect of the problem cannot be ignored. Anyone who, even in the heated disputation, writes any thing amounting to derogatory remarks, either by reference or inference, to the personality of the Holy Prophet Muhammad (*Sallahlahu alaihi wa sallam*) needs to be condemned. On no account it can be tolerated by any Muslim worth the name. The allegations, however, need to be verified from their original works to ensure that there had been no interpolation whatsoever.

In the end I congratulate Maulana Professor Masood Ahmed for the huge collection of the material who set the ball moving for further incentive in the direction. May Allah bless us all with a personality in modern times who can bring about the concordance of the various schools oi Muslim thought which may be the harbinger of a new dawn of Happiness and justice and may lead to the revival of Islamic values of life in the establishment of Nizam-i-Mustafa (*Sallallahu alaihi wa sallam*)

Sd/-

Hafiz Professor Dr. Mohammad Adil,
M.A. LL.B; PH.D.,
Secretary General,
Islamic Socialogical Society
No. II-F-17/2, Nazimabad
Karachi-18.
Phone No : 614096

marfat.com

فاضلِ بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

طبع سوم پر نوائے وقت کا تبصرہ

مولانا محمد احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں وہ علم و فضل کا ماہتاب تھے جس کی روشنی قریب و بعید کو منور کرتی رہی۔ وہ علم و عرفان کا ایک سمندر تھے جس سے متلاشیانِ حق سیر ہوتے رہے۔ ان کے فیوض کا دائرہ برصغیر تک ہی محدود نہیں تھا، عرب و عجم کے عظیم علماء و فضلاء نے ان کے علمی کمال اور عارفانہ شعور کی کھلے دل سے شہادت دی۔ فاضل بریلوی کی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ وہ بیشتر علوم مروجہ میں بالعموم اور دینی علوم و معارف میں بالخصوص کامل دستگاہ رکھتے تھے، انہوں نے اس تحریک کے دور میں قلمی جہاد کیا جو بدعت گریزی کے نام پر شروع کی گئی لیکن ناپسندیدہ بیباکی اور اس سے بھی آگے گستاخانہ طرزِ عمل کی مظہر بن کر رہ گئی۔ علم کے نام پر جہالت کے فروغ اور اکابرِ اسلام کی تحقیر کیخلاف فاضل بریلوی کا ردِعمل ایک فطری بات تھی مخالفین اعلیحضرت احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے علم و فضل کا مقابلہ تو نہیں کر سکتے تھے انہوں نے تسکینِ انا کی خاطر اعلیحضرت کے خلاف طرح طرح کی غلط فہمیاں پھیلا دیں اور ان سے ایسی باتیں منسوب کر دیں جنہیں خود موصوف ناپسند فرماتے تھے اور جن کی انہوں نے اپنی تحریر و تقریر میں ممانعت کی تھی، انہیں قبر پرست حلوہ خور اور حضور نبی کریم کو اللہ تعالیٰ کے برابر درجہ دینے والا اور نہ جانے کیا کیا مشہور کر دیا گیا۔ افسوس ان غلط فہمیوں کے ازالے کی جانب سوادِ اعظم نے کما حقہ توجہ نہ دی۔ اسطرح نہ صرف ان کے بارے میں غلط فہمیاں بڑھتی گئیں بلکہ ان سے منسوب بعض ناپسندیدہ باتوں کو صوفیائے کرام کے کم علم معتقدین نے ردِعمل طور پر اپنا لیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ کوئی محقق ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرتا۔ پروفیسر محمد مسعود اس لحاظ سے خوش قسمت ہیں کہ یہ سعادت انہیں نصیب ہوئی۔ زیرِ تبصرہ کتاب انہی کی مرتب کردہ ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس مسلک کے عظیم علماء یہاں تک کہ بیت الحرام اور مسجد نبوی کے ائمہ کرام اور مدرسین نے حضرتِ فاضل بریلوی کے خیالات سن پڑھ کر ان کا کھلے دل سے اعتراف کیا۔ کتاب میں سرزمین حجاز کے ایک درجن سے زائد جید اور مسلمہ علماء کی وہ تحریریں بھی شامل ہیں جو انہوں نے فاضل بریلوی کے علم و فضل اور انکی اصابتِ فکر کے بارے میں بطور آرا پیش کیں۔ کتاب میں اس عظیم شخصیت کے حالاتِ زندگی ان کے علمی و فکری کارناموں کا بھی مختصر ذکر ہے۔ الغرض کتاب معلومات سے بھرپور ہے سوادِ اعظم کو اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

تبصرہ نگار مسعود جاوید ہمدانی

marfat.com

روزنامہ "نوائے وقت" لاہور [illegible] اکتوبر ۱۹۷۶ء

صاحبانِ ذوق و محبت اور اربابِ فکر و نظر

مژدۂ جانفزا

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر

حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے

بہار آفریں قلم سے نکلا ہوا لازوال شاہکار

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے معمور تصنیف؛

ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مکمل سیٹ سات جلدیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور، کراچی۔ پاکستان

marfat.com

حضور ضیاء الامت

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ کی

یادگار تصانیف

تفسیر ضیاء القرآن

جلد ۵

فہم قرآن کا بہترین ذریعہ
اہل دل کیلئے ایک نایاب تحفہ

ترجمۃ القرآن جمال القرآن

ضیاء النبی

سیرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب

جلد ۷

درد و سوز اور تحقیق و آگہی سے
معمور تصنیف

سنت خیر الانام

فتنۂ انکارِ سنت پر تحقیقی اور تنقیدی کتاب

مقالات

قصیدہ اطیب النغم

خوبصورت نعتیہ قصیدہ کی پرسوز
اور دلآویز شرح

مجموعہ وظائف مع دلائل الخیرات شریف

شائع سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ اور دیگر سلاسل
سے منقولات اوراد و وظائف کا مجموعہ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گنج بخش روڈ لاہور 7221953-7220479
فیکس 7238010

۹-الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 7225085-7247350

2210212-2212011
2630411

12171